335

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔جون2006

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

مسودہ قانون

(جو پیش کیا جاچکا ہے)

مسودہ قانون(ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ2004

حصہ دوم

مسودات قانون

(جو پیش کئے جائیں گے)

1۔ مسودہ قانون(ترمیم) بحالی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ2006

2۔ مسودہ قانون(ترمیم) یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب لاہور مصدرہ2006

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) نجی تعلیمی ادارہ جات (ترقی وانضباط)
مصدرہ2006

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) لاہور سکول آف اکنامکس مصدرہ2006

5۔ مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ، محافظت، نگہداشت وانتظام جنگلی
حیات پنجاب
مصدرہ2006

6۔ مسودہ قانون (ترمیم) ہجویری یونیورسٹی لاہور مصدرہ2006

336

حصہ سوئم

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

حصہ چہارم

عام بحث

صوبہ میں خوراک میں بڑھتی ہوئی ملاوٹ پر بحث

337

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا پچیسواں اجلاس

منگل،13۔جون2006

(یوم الثلاثہ،16۔جمادی الاول1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر22منٹ پر زیرصدارت
جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ
یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ
وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾

سُوْرَۃُ آل عِمرَان آیات31تا32

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے(31) کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔(32)

وما علینا الا لبلاغ o

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری اور سیاحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ فرح اقبال خان!

حاجی محمد اعجاز:جناب سپیکر! on her behalf

جناب سپیکر:جی، حاجی محمد اعجاز صاحب on her behalf ہیں۔

حاجی محمد اعجاز:جناب سپیکر! سوال نمبر 3815 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع راولپنڈی میں محکمہ جنگلات کا رقبہ، جنگلات، لکڑی چوری کے مقدمات اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3815 **محترمہ فرح اقبال خان**:کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ جنگلات کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے۔کتنے رقبہ پر سرکاری جنگلات لگائے گئے اور کتنا رقبہ بے آباد پڑا ہے۔اس رقبہ پر جنگلات لگانے کا کب تک پروگرام ہے؟

(ب) سال 2001 سے 2003 تک ضلع راولپنڈی کے کس کس جنگل سے کتنی مقدار میں کس کس قسم کی لکڑی چوری ہوئی؟

(ج) مذکورہ عرصہ میں لکڑی چوری کے کتنے مقدمات کس کس تھانہ میں درج کروائے گئے؟

(د) محکمہ نے لکڑی چوری کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

(ہ) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع راولپنڈی میں کتنے سرکاری ملازمین لکڑی چوری کے ذمہ دار ٹھہرے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان کے خلاف جو انضباطی کارروائی کی گئی۔اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع راولپنڈی میں زیر جنگلات کل رقبہ1,48236۔ایکڑ ہے، اس میں سے 93910۔ایکڑ رقبہ پر جنگلات موجود ہیں جبکہ تقریباً4326۔ایکڑ رقبہ خالی ہے۔ مذکورہ رقبہ جات جنگلات تحصیل مری، کوٹلی ستیاں، کہوٹہ، گوجر خان، راولپنڈی اور ٹیکسلا میں واقع ہیں۔ محکمہ جنگلات اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے سال میں دو دفعہ شجر کاری کرتا ہے اور جنگلات کو بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔

(ب) ضلع راولپنڈی میں مری فارسٹ ڈویژن، راولپنڈی نارتھ فارسٹ ڈویژن اور راولپنڈی ساؤتھ فارسٹ ڈویژن کے جنگلات ہیں۔ دوران سال 2001 سے 2003 تک کاٹے / چوری کئے گئے درختوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	نام ڈویژن	تعداد درخت	قسم
1۔	2001-03	مری	1179	چیل، کیل وغیرہ
2۔	2001-03	نارتھ	342	چیل، پھلائی، کیکر
3۔	2001-03	ساؤتھ	301	پھلائی کیکر وغیرہ
4۔	2001-03	ساؤتھ	لکڑی	330مکسر فٹ
	ٹوٹل		1822عدد درخت	

جنگلات میں نقصان ہونے کی صورت میں زیادہ تر کیسز محکمہ قوانین (فارسٹ ایکٹ 1927) تحت نمٹاتے ہوئے جرمانہ وصول کر کے رقم سرکاری خزانہ میں جمع کرادی جاتی ہے اور جرمانہ سے انکار کی صورت میں ملزمان کے خلاف چالان عدالت میں برائے سماعت و فیصلہ بھیج دیئے جاتے ہیں۔

(ج) نقصان یا چوری کی صورت میں محکموں کے مروجہ قوانین کے تحت زیادہ تر کیسز جرمانہ وصول کر کے نمٹا دیئے جاتے ہیں اور جرمانہ ادا نہ ہونے کی صورت میں کیسز عدالتوں میں برائے سماعت و فیصلہ بھیج دیئے جاتے ہیں۔ سال 2001 سے 2003 تک درج ہونے والی ایف آئی آرز کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام ڈویژن	تھانہ مری میں درج ایف آئی آر	تھانہ کوٹلی ستیاں میں درج ایف آئی آر	تھانہ کہوٹہ میں درج ایف آئی آر
مری	16	--	--
نارتھ	1	5	4
ساؤتھ	--	--	--

ٹوٹل 17 5 4

کل 26ایف آئی آر

(د) جنگلات کی کٹائی اور چوری سے بچانے کے لئے محکمہ نے مستقل ملازمین رکھے ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ عام سڑکوں پر چیک پوسٹیں قائم کی ہوئی ہیں جو ناجائز لکڑی کی ترسیل کی روک تھام کرتی ہیں۔ سپیشل چیکنگ اور چھاپہ مار پارٹیاں بھی تعینات کی ہوئی ہیں جو نقصان جنگل یا لکڑی چوری کی شکایت پر فوری کارروائی کرتی ہیں۔ کچھ ملازمین کو وائرلیس سیٹ بھی مہیا کئے گئے ہیں۔افسران بھی چیکنگ پر مامور رہتے ہیں اور فوری کارروائی کرتے ہیں اور جنگلات کو بچانے کے اقدامات کرتے ہیں۔

(ہ) مری فارسٹ ڈویژن اور راولپنڈی ساؤتھ فارسٹ ڈویژن میں کوئی سرکاری ملازم لکڑی چوری میں ملوث نہیں پایا گیا۔ تاہم نارتھ فارسٹ ڈویژن میں مندرجہ ذیل ملازمین کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی:

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ	گریڈ	انضباطی کارروائی کی تفصیل
1۔	افتخار حسین	فارسٹر	7	موجودہ تنخواہ میں سے ایک سٹیج کی تنزلی کر دی گئی
2۔	مسعود اختر	فارسٹ گارڈ	5	۔ایضا۔
3۔	ممتاز احمد	فارسٹ گارڈ	5	۔ایضا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ سال 2001 سے 2003 تک ضلع راولپنڈی کے کس کس جنگل سے کتنی مقدار میں کس کس قسم کی لکڑی چوری ہوئی؟ اس کی ذرا تفصیل دوبارہ بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! ضلع راولپنڈی میں مری فارسٹ ڈویژن، راولپنڈی نارتھ فارسٹ ڈویژن اور راولپنڈی ساؤتھ فارسٹ ڈویژن کے جنگلات ہیں دوران سال 2001 سے 2003 تک کاٹے اور چوری کئے جانے والے درختوں کی تعداد اور تفصیل اس طرح سے ہے۔

مری میں 1179، نارتھ میں 342، ساؤتھ میں 301 رینج فارسٹ میں 330 مکسر فٹ کی لکڑی چوری ہوئی اور کل درختوں کی تعداد 1822 ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ہمارا جومری کا علاقہ ہے وہ پورے پاکستان میں واحد ایسا علاقہ ہے جہاں تمام سیاح آتے ہیں اور پاکستان کے لوگ بھی وہاں جاتے ہیں تو اتنے اہم علاقے میں 1179 درخت کاٹے گئے۔ انہوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ فارسٹ ایکٹ 1927 کے مطابق لوگوں سے جرمانے وصول کئے جاتے ہیں اور اگر وہ جرمانہ نہیں دیتے تو ان کو سزائیں دی جاتی ہیں۔ یہ بتادیں کہ آج تک انہوں نے کتنا جرمانہ وصول کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ ہے کہ اس صورت میں ملزمان کے خلاف چالان عدالت میں برائے سماعت و فیصلہ بھیج دیئے جاتے ہیں۔ یہ بھی بتادیں کہ جو بھیجے گئے تھے ان میں کتنوں کا فیصلہ ہوا ہے اور کیا کیا سزائیں ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! جتنے بھی درخت تھے ان کی ایف آئی آر کاٹی گئی ان میں سے 1127 درخت کمپاؤنڈ ہوئے۔ ان سے جرمانہ لیا گیا اور جو کل جرمانہ لیا گیا ہے وہ 41 لاکھ روپے ہے اور وہ recover بھی کر لیا ہے۔ جو ایف آئی آر کاٹی ہیں اور وہ باقی رہ گئی ہیں وہ 26 ہیں جن میں کام ابھی process میں ہے۔

جناب سپیکر: کسی کو سزا تو نہیں ہوئی؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کا جواب 29-04-2004 کو آیا ہے یہ دو سال ہو گئے ہیں دو سال پہلے تو آپ کی direction تھی کہ جواب کو update کیا جائے یہ موجودہ پوزیشن بتائیں کہ اس وقت جو بھی کورٹ میں کیسز ہیں، چالان ہوئے ہیں ان پر کیا کارروائی ہوئی اور کس سٹیج پر ہیں شہادتیں ہوئی ہیں یا سزائیں ہوئی ہیں یا عدم پیروی کی وجہ سے خارج ہو گئی ہیں؟

جناب سپیکر: اس کا تو پھر fresh question بنتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ویسے تو یہ fresh ہی ہیں ایک آدھ سوال اگر پوچھ لیں تو کچھ نہیں ہوتا ان کو آپ اتنی چھوٹ نہ دیں ویسے یہ محکمے پر بوجھ ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔ شکریہ، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ فارسٹ ایکٹ 1927 میں بنایا گیا تھا یعنی آج سے 80 سال پہلے۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اس ایکٹ میں لکڑی چوری روکنے کے لئے آج تک کتنی ترامیم کی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! فارسٹ ایکٹ کو مکمل طور پر renew کرنے کے لئے ہمارے محکمے نے اور وزارت قانون نے فیصلہ کیا ہوا ہے اور وہ انشاء اللہ اسی سیشن یا اگلے سیشن میں پورا renew کر کے ہم اپنی سزائیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں ان کا سوال یہ ہے کہ 80 سال میں اس محکمے نے اس ایکٹ میں کوئی ترامیم کی ہیں؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! وہ ترامیم کر کے پورا ایکٹ ہی دوبارہ بنے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب بھی Question Hour ہوتا ہے تو متعلقہ وزیر یہ کہتے ہیں کہ ہم اب اس پر تیاری کر رہے ہیں، اب ہم اس میں ترمیم کر رہے ہیں، اب اس میں ہم بہتری لا رہے ہیں۔ یہ ملاحظہ فرمالیں کہ ساڑھے تین سال پہلے، یہ تو 80 سال پرانا فرسودہ قانون بن چکا ہے جس میں آنوں اور روپوں میں سزا لکھی ہوئی ہے میرا ان سے بڑا واضح سوال یہ تھا کہ کیا انہوں نے ان 80 سالوں میں آج تک لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف قانون میں کوئی ترمیم کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک ترمیم نہیں کی۔ ابھی اس پر کام ہو رہا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: چلیں، میرا دوسرا ضمنی سوال یہ بتادیں کہ محکمے نے جنگلات کو بڑھانے کے لئے آج تک کیا کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جنگلات کو بڑھانے کے لئے ہم نے نئی plantation کو increase کیا ہے۔ ہمارے پاس تین قسم کی plantation ہے۔ ایک تو irrigated ہے جو ہم نہری پانی سے کرتے ہیں، دوسری ہمارے پاس natural forest ہے جس کا ہمارے پاس سب سے بڑا ایریا ہے اور جو قدرتی بارشوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ وہ صرف پنڈی اور مری تک محدود ہے۔

باقی جوriverine forestہے اورrain forestہے اس کے لئے ہم نے نئی سکیمیں بنائی ہیں۔ ایک تو اس میں کام یہ شروع ہو گیا ہے کہ ہماری جو تین ہزارevenue milesہے اس میں تین ہزار میل پر نئے پودے لگائے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جنگلات بڑھانے کے لئے نئی شجر کاری کرتے ہیں۔ جواب ٹھیک ہے، تشریف رکھیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز احمد صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ بات یہ ہے کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور بد قسمتی سے یہاں یہ تو کہا جاتا ہے کہ جنگلات کو بڑھایا جا رہا ہے اورplantationکی جا رہی ہے لیکن اگر آپ پوری ہسٹری اٹھا کر دیکھیں تو جنگلات میں دن بدن کمی آ رہی ہے۔ اس میں اضافہ نہیں ہو رہا۔ میں وزیر موصوف سے یہ کہوں گا کہ یہ پاکستان ہمارا اپنا پاکستان ہے، یہ پنجاب ہمارا اپنا پنجاب ہے۔ اس کے لئے کچھ ایسا کریں کہ کل کو آنے والی نسل ہمیں بہتر الفاظ میں یاد کرے۔ یہ صرف لفظوں کی ہیرا پھیری نہ کریں بلکہ عملی طور پر اس پر عمل کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال رانا سرفراز احمد خان صاحب !

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: - On his behalf.

جناب سپیکر: جی، On his behalfجناب ارشد محمود بگو!۔۔۔آپ سوال کا نمبر پکاریں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس سوال کا نمبر 4464 ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 4464، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

جناب ارشد محمود بگو: جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جنگلی حیات کی حفاظت و نسل کشی کے ریزروایریاز کی تفصیل

*4464 رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر جنگلی حیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ہذا کے تحت جنگلی جانوروں کی حفاظت اور نسل کشی کے لئے کتنے reserve areasہیں۔ یہ کہاں کہاں واقع ہیں اور ان کا کتنا رقبہ ہے؟

(ب) ان مخصوص علاقوں میں کون کون سے جنگلی جانوروں کی حفاظت کی جاتی ہے اور گزشتہ دو سالوں کے دوران ان علاقوں میں خلاف ورزی پر کتنے افراد کو پکڑا گیا اور کتنے افراد کو جرمانہ اور سزائیں ہوئیں۔ تفصیلات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) محکمہ تحفظ جنگلی حیات نے جنگلی جانوروں کی حفاظت اور افزائش نسل کے لئے صوبہ بھر میں 21 گیم ریزروز قائم کئے ہیں جن کا کل رقبہ اور تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان مخصوص علاقوں میں انواع و اقسام کی جنگلی حیات پائی جاتی ہے جن کو پنجاب وائلڈ لائف ایکٹ 1974 کے سیکشن 18 کے تحت تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ اہم انواع میں اڑیال، نیل گائے، پاڑہ ہرن، بارکنگ، ڈیئر، چیتا، لومڑی، بھیڑیا، خرگوش، تلور، کالا تیتر، بھورا تیتر، فاختہ، ہریل کبوتر، جنگلی کبوتر اور رنگ برنگے پرندے شامل ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے کے لئے کوئی لائسنس جاری کیا جاتا ہے؟ اگر ہاں تو اس لائسنس جاری کرنے کی شرائط کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! بالکل پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں اور اس کی شرائط یہی ہیں کہ ہم فیس وصول کرتے ہیں اور پرمٹ جاری کرتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ راجہ صاحب کو یہ ڈیپارٹمنٹ ادھار دیا گیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا راجہ صاحب سے یہ سوال ہے، یہ وزیر قانون ہیں، یہ ویسے ہی جنگل کا قانون تھا، اب یہ جو محکمہ جنگلی حیاتیات کا ان کو ملا ہے، اب یہ اپنی صحیح جگہ پر آئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! رانا آفتاب صاحب سے جب کوئی بات بن نہیں پاتی تو

اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ جنگل میں آ گئے، جنگل کا قانون ہے۔آپ اس میں دیکھ کر کوئی سوال کریں تاکہ میں اس کا جواب دے سکوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب! جنگل کے وزیر ایسے ہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ گزشتہ دو سالوں کے دوران ان علاقوں میں خلاف ورزی پر کتنے افراد کو پکڑا گیا اور کتنے افراد کو جرمانہ اور سزائیں ہوئیں؟ تفصیلات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے۔محکمے نے اس سوال کے حصے کو بالکل گول کر دیا ہے۔میں ان سے کہوں گا کہ اس کی تفصیلات بیان کریں کیونکہ میں بہاولپور سے تعلق رکھتا ہوں اور چولستان وہاں کا ایک ریزروایریا ہے اور اس میں دھڑلے کے ساتھ رینجرز والے، فوج والے شکار کھیلتے ہیں اور محکمہ بے بس نظر آتا ہے۔یہ ذرا اس کی تفصیل بیان کریں، چھپاتے کیوں ہیں کہ کیا معاملہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پورے پنجاب کی آپ کو لسٹ دے دیتا ہوں کہ ایک مخصوص ایریا کی خلاف ورزی پر گزشتہ دو سالوں میں یعنی 2001 سے لے کر 2003 تک ضلع سرگودھا میں چار چالان ہوئے جو کہ زیر سماعت ہیں۔ یہ relevant question تھا۔

خوشاب: میں ایک چالان ہوا جس کا عدالت سے فیصلہ ہو چکا ہے۔500 روپیہ جرمانہ وصول کیا گیا ہے۔

بھکر: میں 16 چالان ہوئے، سات چالانوں میں 10 ہزار روپیہ جرمانہ وصول کیا گیا ہے۔ابھی حال ہی میں مزید چار چالانوں پر 20 ہزار روپیہ مزید جرمانہ کیا گیا، باقی زیر سماعت ہیں۔

راجن پور: میں سترہ چالان ہوئے، 15 ہزار روپیہ ایک جرمانہ وصول کیا گیا، 2 ہزار روپیہ ایک چالان پر جرمانہ وصول کیا گیا، باقی کیسز زیر سماعت ہیں۔

لیہ: میں 54 چالان کئے گئے، 19 کا فیصلہ ہو چکا ہے جن میں 20 ہزار روپیہ ایک اور 8 ہزار 9 سو روپیہ ایک جرمانہ وصول کیا گیا ہے، باقی زیر سماعت ہیں۔

مظفر گڑھ: میں چھیالیس چالان ہوئے ہیں جن میں سے 20 کا فیصلہ ہو چکا ہے، 12 ہزار اور 9 ہزار 7 سو روپیہ جرمانہ وصول کیا جا چکا ہے، باقی کیسز زیر سماعت ہیں۔

جھنگ: میں 21 چالان ہوئے۔اس طرح پورے پنجاب کی لسٹ میرے پاس موجود ہے۔ میں جناب کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: چولستان کا ذرا بتا دیں کہ چولستان میں کتنا جرمانہ ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے پاس سرگودھا، خوشاب، بھکر، راجن پور، لیہ، مظفر گڑھ، جھنگ، لاہور، اوکاڑہ، شیخوپورہ اور قصور میں جو چالان ہوئے ہیں ان کا ریکارڈ مکمل میرے پاس موجود ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا اعتراض یہ ہے کہ میں نے جیسے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ میں بہاولپور سے تعلق رکھتا ہوں اور آئے دن وہاں یہ cases رپورٹ ہوتے ہیں۔ وہاں دھڑلے کے ساتھ ہرن اور جنگلی پرندوں کا شکار ہوتا ہے۔اس میں اداروں کے لوگ ساتھ ملوث ہوتے ہیں۔ وہاں پر اہم شخصیات آکر شکار تو کرتی ہیں اور ہمارا جب محکمے کے ساتھ interaction ہوتا ہے تو وہ بے بسی سے بتاتے ہیں کہ یہ اتنے powerful لوگ ہیں کہ قانون بھی ان کے سامنے بے بس ہے۔اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ آپ انہیں direction دیں کہ چولستان کے حوالے سے بھی کوئی ہمیں پوری تفصیلات سے آگاہ کریں، محکمہ معلوم کرے کیونکہ یہ ایوان کا استحقاق ہے کہ وہاں پر اس حوالے سے کیا ہو رہا ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سیکشن (18) 1974 وائلڈ لائف ایکٹ کے تحت پرندوں اور جانوروں کی حفاظت کے لئے سزا مقرر کی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ تقاضوں کے مطابق حکومت اس سزا کو بڑھانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور سیکشن (18) کے تحت اس کی سزا کتنی ہے، کیا حکومت سزا کو بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں پہلی چیز تو یہ ہے کہ میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ ارشد محمود بگو صاحب نے فارسٹ کے حوالے سے بھی ایک سوال کیا تھا اور انھوں نے laws کو update کرنے کے حوالے سے بات کی تھی۔ میں ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے لاء ڈیپارٹمنٹ میں باقاعدہ ایک علیحدہ سیل create کیا گیا ہے کہ جس کو یہ کام سونپا گیا ہے کہ وہ تمام ڈیپارٹمنٹس کے laws کو update کرے۔ آج اتفاق سے پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اور ایک ہمارے ممبر مری سے شفقت عباسی صاحب ہیں ان کا ایک پرائیویٹ ممبر بل بھی آ رہا ہے تو اس میں ہم نے یہی جواب دیا ہے کہ سب سے پہلے ہم جس محکمہ کو لے رہے ہیں وہ Forest Department ہی ہے۔ انہی کے laws کو ہم update کرنے کے لئے اقدامات کر رہے ہیں اور جہاں تک محترم ارشد بگو صاحب کا یہ سوال ہے کہ کیا محکمہ اس سزا کو بڑھانے کے لئے تیار ہے؟ تو یہ پہلے سے ہی زیر غور ہے۔ ہم اس کو بڑھا رہے ہیں لیکن سیکشن 18 میں جو game reserve کے متعلق بات کی گئی ہے اور اس سے پہلے میرے بھائی ڈاکٹر وسیم اختر نے چولستان کے متعلق پوچھا تھا۔ چولستان کو ہم نے reserved area رکھا ہوا ہے۔ وہاں پر تو ہم ماسوائے مختص ایریا کے پرمٹ بھی جاری نہیں کرتے۔ چنانچہ اس لئے وہاں پر خلاف ورزی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ لوگوں کو پتا ہے اور وہاں پر کوئی شکار نہیں کرتا۔ علاوہ ازیں ان سزاؤں کو بڑھانے کے لئے محکمہ پہلے ہی تجویز دے چکا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سیکشن 18 کے تحت کون سے لوگ اس سے مبرا ہیں؟ بڑی بڑی سیاسی، سماجی اور حکومتی شخصیات ملک کے اندر اور ملک سے باہر dignitaries کو دعوت دیتے ہیں اور شکار پر لے جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ سیکشن 18 کے تحت آتے ہیں یا نہیں؟ ابھی وزیر قانون صاحب نے پرمٹ کے حوالے سے بات کی ہے تو پرمٹ جاری کرنے کا criterion کیا ہے، شکار کی اجازت کے لئے کن لوگوں کو پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں اور کن ایریاز کے لئے جاری کئے جاتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! دو چیزیں ہیں۔ پہلی بات محترمہ نے سیکشن 18 کے متعلق پوچھی ہے جو کہ game reserve سے متعلقہ ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سیکشن کو پڑھ دیتا ہوں:

18. Government may declare any area to be a game reserve where hunting and shooting of wild animals shall not be allowed except under a special permit which may specify the maximum number of animals or goats that may be killed or

captured and the area and duration for which such permit shall be valid.

جہاں تک پرمٹ کے بارے میں پوچھا گیا ہے تو پہلے بھی یہ سوال کیا گیا ہے اور میں جواب دینے لگا تھا کہ جب دو دن کا پرمٹ with three guns دیتے ہیں تو اس کے لئے 12 ہزار روپے ہم شکار کے لئے وصول کرتے ہیں۔ one day with one gun کا 2 ہزار روپیہ وصول کرتے ہیں۔ one day with one gun ducks دو ہزار روپے، only one day with three gun ducks چھ ہزار روپے، one day with two gun ducks چار ہزار روپے، one day with one gun ducks دو ہزار روپے ہم وصول کرتے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! ابھی جز(الف) اور (ب) کا جواب دیا گیا ہے کہ محکمہ تحفظ جنگلی حیات نے جنگلی جانوروں کی حفاظت اور افزائش نسل کے لئے صوبہ بھر میں 21 گیم ریزرورز قائم کئے ہیں جن کا کل رقبہ اور تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ہاؤس میں یہ معلومات دینی چاہئیں کہ کون سے شہروں میں کن کن جگہوں پر کتنے ریزرورز رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح جز(ب) کا جواب دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ پنجاب وائلڈ لائف ایکٹ 1974 کے سیکشن 18 کے تحت جن جانوروں کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے ان میں پاڑہ ہرن، بھیڑیا، چیتا، فاختہ وغیرہ شامل ہیں۔ خاص طور پر ہرن کے بارے میں عرض کروں گی، میرا تعلق بہاولپور سے ہے۔ وہاں پر ایک فوجیوں کی کالونی ہے جسے بلال کالونی کہتے ہیں وہاں پر فوجی رہائش پذیر ہیں۔ آپ وہاں کسی بھی گھر میں جا کر دیکھ لیں ہرنوں کے سر لٹکے ہوں گے۔ اسی طرح دعوتوں پر انھوں نے ہرن اور نیل گائے کا گوشت ضرور رکھا ہو گا۔

جناب والا! وہاں پر عوام کی زمین پر فوجی قابض ہیں، وہاں پر انہی کی حکومت ہے۔ اگر کوئی عام آدمی وہاں پر بچوں کو لے کر جانا چاہتا ہو یا شکار کرنا چاہتا ہو تو اس کے لئے کیا requirements ہیں، کس سے اجازت لینی پڑتی ہے؟ وہاں پر کہا جاتا ہے کہ فوجیوں کو کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے باقی سب کے لئے بڑی سخت شرائط ہیں۔ اس تفریق کا ہاؤس میں تدارک ہونا چاہئے۔ فوجیوں کو کیوں رعایت دی جاتی ہے اور عوام کے لئے کیوں پابندی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ کا سوال یہ ہے کہ فوجیوں کو کیوں اجازت دی جاتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ prohibited areas and reserved areas میں قانون سب کے لئے یکساں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! خواہ کوئی فوجی ہو یا سویلین prohibited areas میں کسی کو بھی اجازت نہیں ہے۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے، سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال شیخ عزیز اسلم صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 5551۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹورسٹ ریزورٹ چھانگا مانگا، تعمیری لاگت اور دستیاب سہولیات، ملازمین کی تعداد اور دیگر متعلقہ تفصیلات

***5551 شیخ عزیز اسلم:** کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹورسٹ resort چھانگا مانگا (قصور) کی تعمیر کب شروع کی گئی تھی۔ آج تک سال وار اس پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

(ب) اس ٹورسٹ resort پر اس وقت کون کون سا تعمیری کام سرانجام دیا جا رہا ہے؟

(ج) اس ٹورسٹ resort پر سیاحوں کے لئے کیا کیا سہولیات محکمہ کی طرف سے فراہم کی گئی ہیں؟

(د) اس ٹورسٹ resort پر کون کون سے پرندے اور جانور وغیرہ محکمہ کی طرف سے رکھے گئے ہیں؟

(ہ) اس ٹورسٹ resort کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) ان ملازمین کو سالانہ کتنی تنخواہیں محکمہ کی طرف سے دی جا رہی ہیں؟

(ز) اس سے محکمہ کو کتنی آمدن سال 2003 سے آج تک ہوئی ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) چھانگا مانگا میں محکمہ جنگلات نے سال1986 میں ایک ریسٹ ہاؤس تعمیر کیا تھا 1987-88 میں TDCP نے اس ریسٹ ہاؤس کو سیاحتی مقصد کے لئے استعمال کرنے کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا جس پر 1988-89 میں کام شروع کیا گیا۔ اس منصوبہ میں شامل مختلف ترقیاتی کام 1992-93 تک جاری رہے۔ 1992-93 کے بعد یہ ترقیاتی کام معطل ہو گئے اور ماسٹر پلان میں شامل سارے کام یا تو مکمل نہ کئے جا سکے یا کچھ کاموں پر کام شروع ہی نہ کیا جا سکا۔ اس دوران یعنی 1988-89 سے 1992-93 تک TDCP نے اپنے بجٹ میں سے 17.0 ملین روپے خرچ کئے جبکہ پورا منصوبہ 33.838 ملین روپے کا تھا جس کی منظوری Competent Authority نے دی تھی۔

(ب) چونکہ 1992-93 سے جو کام ادھورے رہ گئے تھے ان میں سے ضروری کاموں کی تکمیل موجودہ مالی سال میں 3.17 ملین روپے سے کی جائیگی، جن کے لئے PC.1 کی منظوری محکمہ پی اینڈ ڈی نے دے دی ہے اور 3.17 ملین روپے مختص کر دیئے ہیں۔ ان کاموں کو شروع کرنے کے لئے Technical Sanction کا مسئلہ Process میں ہے جو کہ جلد ہی جاری ہونے کی صورت میں ٹینڈر وغیرہ طلب کئے جائیں گے تاکہ نامکمل کاموں میں سے ترجیحی بنیاد پر ضروری کام مکمل کئے جائیں جن کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ ریزارٹ پانچ بیڈ رومز سمیت تین عدد Suites پر مشتمل ہے نیز کھانے پینے کی سہولیات بھی میسر ہیں۔

(د) اس ٹورسٹ ریزارٹ پر TDCP کی طرف سے کسی قسم کے پرندے اور جانور وغیرہ نہیں رکھے گئے ہیں۔ البتہ محکمہ جنگلی حیات پنجاب نے چھانگا مانگا جنگل میں مختلف جانور اور پرندے رکھے ہوئے ہیں۔

(ہ) ٹورسٹ ریزارٹ کی دیکھ بھال کے لئے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ان ملازمین کو سالانہ 7,30,392 روپے تنخواہوں کی مد میں ادا کئے جا رہے ہیں۔

(ز) محکمہ کو جنوری2003 سے مئی2004 تک3,43,030 روپے آمدن ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں انھوں نے Resort Project کے بارے میں کہا ہے کہ یہ1987 میں شروع ہوا تھا اور اس نے33.838 ملین روپے میں مکمل ہونا تھا۔ اب تک انھوں نے اس پراجیکٹ پر3.17 ملین روپے خرچ کئے ہیں۔ وزیر صاحب بتادیں کہ اب یہ پراجیکٹ کس مرحلہ میں ہے؟33.838 ملین روپے میں سے ان کو کتنی مزید رقم ملی اور خرچ ہوئی ہے؟ دوسرا یہ Competent Authority کون ہے جس سے انھوں نے منظوری لی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر برائے سیاحت!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ پہلے آپ کو اس حوالے سے update کر دوں۔ چھانگا مانگا میں محکمہ جنگلات نے1986 میں ایک ریسٹ ہاؤس تعمیر کیا تھا جسے بعد ازاں 1987-88 میں TDCP کے حوالے کیا گیا۔1988 تا1993 میں اس کے لئے ترقیاتی بجٹ میں تقریباً33.838 ملین روپے رکھے گئے تھے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جواب تو لکھا ہوا ہے، رانا صاحب نے وزیر صاحب سے یہ نہیں فرمایا کہ وہ جواب پڑھ دیں۔ ان کا relevant سوال یہ تھا کہ اس منصوبے کی آج پوزیشن کیا ہے؟

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے بتانا چاہ رہا ہوں کہ اس منصوبے کے لئے کتنی رقم رکھی گئی، کتنی خرچ ہوگئی ہے اور باقی کیا ہے تاکہ اس کا پورا background آپ کے علم میں آ سکے۔

جناب سپیکر!1992-93 کے دوران اس کے لئے17 ملین روپے رکھے گئے تھے۔ وہ سب خرچ ہوگئے۔ اس کے لئے ٹوٹل بجٹ تقریباً33 ملین روپے کا بنایا گیا تھا لیکن1992-93 کے بعد جو کام ادھورے رہ گئے تھے ان کے لئے حکومت کے پاس پیسے نہیں تھے۔ ہم نے دوبارہ اس سکیم کو2003-04 میں take up کیا اور جو ضروری components رہ گئے تھے ان کے لئے ہم

نے 3.676 ملین روپے رکھے۔ باقاعدہ اس کا PC-I بنایا گیا۔ 20-04-2004 کو اس کے ٹینڈر کیے گئے۔ 15-01-2005 کو محمد علی سندھو اینڈ کمپنی کو ٹینڈر دیا گیا۔ اب تک اس منصوبے پر 3.44 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ باقی بجٹ میں سے دو لاکھ روپے پڑے ہوئے ہیں وہ اس کی advertising کے لئے رکھے ہوئے ہیں جن میں سے اس کے بورڈز، سائن بورڈز اور printing material وغیرہ بنے گا۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ انھوں نے جو تفصیل بتائی ہے اس میں بھی ان کا non-development expenditure زیادہ ہے۔ یہ development side پر تو گئے ہی نہیں ہیں۔ انھوں نے یہی کیا ہے کہ ونڈو ٹائپ اے سی لگا دیئے، گیزر لگا دیا، leveling کر لی۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے کے لئے انھوں نے ADP میں مزید کتنے پیسے رکھے تھے اور اس کی latest position کیا ہے؟

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! اس منصوبے کے لئے مزید کوئی رقم نہیں مانگی گئی۔

رانا آفتاب احمد خان: کیا آپ نے پراجیکٹ مکمل نہیں کرنا؟ آپ نے اس پر 3.18 ملین لگا دیئے ہیں۔ پچاس لاکھ روپیہ لگا دیا۔ آپ ٹورازم میں ان کا خرچہ نکال لیں، یہ کتنا خرچہ کر رہے ہیں یہ حکومتی خزانے پر بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ اگر آپ نے یہ 33 ملین کا پراجیکٹ مکمل نہیں کرنا تھا تو پھر اس پر اتنا خرچہ کیوں کیا گیا ہے؟

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے لئے 1992-93 میں 33 ملین روپیہ رکھا گیا تھا۔ اس وقت کی گورنمنٹ نے اس کے لئے 17 ملین روپیہ جاری کر دیا لیکن بعد میں باقی پیسے جاری نہیں کئے گئے۔ جب ہماری گورنمنٹ آئی ہے تو ہم نے دیکھا کہ باقی ایسی کون سی ضروری چیزیں ہیں جو ہونا باقی تھیں اور اس کے لئے ہمیں کتنے پیسے چاہئیں۔ اس کا تخمینہ بنا، PC-I اور PC-II بنا اور اس کے بعد یہ چیز سامنے آئی کہ وہاں پر تقریباً 3.4 ملین روپیہ مزید چاہئے تاکہ جو باقی چھوٹا چھوٹا کام رہ گیا ہے اس کو مکمل کر لیا جائے۔ میں اس کی تفصیل بھی بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ پراجیکٹ مکمل ہو چکا ہے؟

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! پراجیکٹ مکمل ہو چکا ہے اور جو دو لاکھ روپیہ باقی بچا ہے وہ اس کی ایڈورٹائزنگ کے لئے رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔کیونکہ پراجیکٹ مکمل ہو چکا ہے اس لئے وہ مزید پیسوں کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!انھوں نے کہا ہے کہ یہ پیسار کھا گیا ہے۔وزیر موصوف بتادیں کس competent authority نے یہ منظور کیا تھا؟

وزیر سیاحت: جناب سپیکر!ڈیپارٹمنٹ نے یہ پراجیکٹ منظور کیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر!PTDC اپنی جگہ پر ایک independent کمرشل ادارہ ہے اور یہ پچاس پچاس روپے میں چائے کی پیالی بیچتے ہیں۔تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ پر جو پیسے خرچ ہو رہے ہیں یہ اپنے منافع سے کرتے ہیں یا حکومت پنجاب کی مالی مدد سے یہ ڈویلپمنٹ کا کام ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر!یہ حکومت پنجاب کرتی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔جی،ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!انھوں نے سوال کے اندر بتایا ہے کہ جنوری 2003 سے مئی 2004 تک 3 لاکھ 43 ہزار اور 30 روپے آمدنی ہوئی ہے۔یعنی پانچ چھ مہینوں میں اتنی کم آمدنی ہوئی ہے جبکہ انھوں نے اگلے سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 02-2001 کے دوران 20 لاکھ 15 ہزار 980 روپے آمدنی ہوئی تھی۔اس کا مطلب ہے کہ بتدریج اس کی آمدنی کم ہو رہی ہے اور اخراجات زیادہ ہو رہے ہیں۔وزیر موصوف بتائیں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر!میں ڈاکٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ پلیز!سوال کا جز بتادیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: یہ جز(ذ) ہے اور اگلے سوال کے جز الف کے جواب میں آپ کے محکمے نے بتایا ہے کہ 02-2001 میں چھانگا مانگا پارک سے 20 لاکھ 15 ہزار 980 روپے آمدنی ہوئی ہے جبکہ

2003 میں پانچ ماہ کی آمدنی 3لاکھ 43ہزار پر کھڑی ہے۔لہذا وزیر موصوف بتائیں کہ آمدنی میں جو کمی آرہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر سیاحت: اس وقت resort پر ڈویلپمنٹ کا کام ہو رہا تھا۔ وہاں کمرے بن رہے تھے، ان کی flooring ہو رہی تھی white-wash ہو رہی تھی اور باتھ رومز وغیرہ بن رہے تھے اس وجہ سے کم آمدنی ہوئی ہے۔ میں اس کی آمدنی بھی بتا دیتا ہوں کہ جون 04-2003 تک 3لاکھ 45ہزار 645 روپے 05-2004 میں 5لاکھ 37ہزار 612روپے اور جون 06-2005 میں 7لاکھ 35ہزار 649 روپے تھی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں دو سوال کرنا چاہوں گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جس ریسٹ ہاؤس پر 17 ملین روپے لگائے گئے تھے اس کی اس وقت recent situation کیا ہے؟ اس کی حالت کیا ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب نے جز "ب" میں کہا ہے کہ ان کاموں کو شروع کرنے کے لئے technical sanction کا مسئلہ process میں ہے تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ technical sanction کس نے دینی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہاں پر کام مکمل ہو چکا ہے۔ دوسرے سوال کا جواب ہے کہ چونکہ اسمبلی کی طرف سے یہ سوال اکتوبر 2005 میں محکمے کو گیا تھا۔ اب تو technical sanction کے علاوہ وہاں کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! تمام دنیا میں ٹورازم سب سے زیادہ ریونیو generate کرتا ہے۔ میں وزیر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ٹورازم کارپوریشن پنجاب نفع میں ہے یا نقصان میں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! گزشتہ سال 2005 میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ منافع ہوا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: مبارک ہو۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال سے پہلے میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ میرا سوال نمبر 3860 ہے لیکن اس کی ترتیب درست نہیں رکھی گئی۔ ہمیشہ سوالات تاریخ کے حساب سے لئے جاتے ہیں۔ میرا سوال پہلے کا ہے لیکن numbering میں بعد میں کر دیا گیا ہے۔ میرے سوال کا نمبر 3860 ہے لیکن اس سے پہلے 5551 کو لے لیا گیا ہے۔ جو اس سے ایک سال بعد کا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کوئی clerical mistake ہو گئی ہو گی۔ اب آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! پہلے اس کا تو فیصلہ فرمائیں کہ انھوں نے ایسا کیوں کیا ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب کوئی clerical mistake ہو گئی ہو گی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! آگے پھر انھوں نے یہی کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ہر محکمے کا الگ نمبر ہے اور آج تین محکمے ہیں۔ کبھی کسی محکمے کا سوال آ جاتا ہے اور کبھی کسی کا۔ آپ سوال نمبر پکاریں۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 3860۔ جناب والا! چونکہ اس کا کافی تفصیلی جواب ہے اس لئے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چھانگا مانگا پارک کی آمدن و اخراجات میں فرق کی وجہ اور حکومتی اقدامات

*3860 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چھانگا مانگا پارک سے 01-2000 اور 02-2001 میں کل آمدنی تقریباً ساڑھے سات کروڑ کے لگ بھگ اور اخراجات چار کروڑ روپے کے قریب ہوئے جبکہ تقریباً دس کروڑ روپے ورلڈ بنک کے پراجیکٹ کے تحت ترقی کے لئے خرچ کئے گئے؟

(ب) اتنے زیادہ اخراجات ہونے کے باوجود آمدنی نسبتاً بہت کم ہے۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؟
(ج) کیا یہ درست ہے کہ جنگل میں متعین سرکاری سٹاف کی ملی بھگت سے ترقیاتی فنڈز ضائع ہوئے ہیں اور بڑی تعداد میں لکڑی چوری کر کے فروخت کر دی جاتی ہے؟
(د) چھانگا مانگا جنگل کی آمدنی اور اخراجات، عملاً درخت شماری اور آڈٹ کا کیا طریق کار اور نگرانی مزید مؤثر بنانے کے لئے کیا تجاویز زیر غور ہیں؟

وزیر جنگلات:

(الف) سوال میں جو رقم بطور آمدنی اور اخراجات دی گئی ہے۔ وہ چھانگا مانگا جنگل بشمول پارک سے متعلق چھانگا مانگا جنگل سے 01-2000 اور 02-2001 میں کل آمدنی 7,42,56,605 روپے ہوئی ہے جس میں 20,15,980 روپے آمدنی چھانگا مانگا پارک سے حاصل ہوئی ہے جو کہ 138۔ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔ چھانگا مانگا جنگل میں جو اخراجات ہوئے وہ مبلغ 3,16,22,327 روپے غیر ترقیاتی اور -/81,72,430 روپے ترقیاتی اخراجات ہیں۔ یہ ترقیاتی اخراجات ورلڈ بنک پراجیکٹ کے تحت ہوئے ہیں جن سے 1168۔ایکڑ رقبہ پر نئی شجرکاری کی گئی ہے جو 25 سال بعد آخری کٹائی کے بعد آمدنی دے گی۔

(ب) دوران مالی سال 01-2000 اور 02-2001 کل آمدنی مبلغ 7,42,56,605 روپے ہوئی جبکہ انہی سالوں میں کل اخراجات 3,97,94,757 روپے ہوئے ہیں اور ان اخراجات میں -/81,72,430 روپے بھی شامل ہیں جن سے 1168۔ایکڑ رقبہ پر نئی شجرکاری کی گئی ہے اس سے بات واضح ہے کہ آمدنی اخراجات سے دگنی سے بھی زیادہ ہوئی ہے تاہم یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ لکڑی کی فروخت پر پابندی کی وجہ سے کافی سٹاک دستیاب تھا لیکن وہ اس وقت فروخت نہ کیا جا سکا ورنہ آمدنی مزید زیادہ ہوتی۔

(ج) یہ تاثر درست نہ ہے کہ ترقیاتی فنڈز کو باقاعدہ پلاننگ کے تحت مصرف میں لایا جاتا ہے تاکہ آنے والے وقتوں میں آمدنی کے ذرائع بحال رہیں جہاں تک لکڑی چوری کر کے فروخت کرنے کا تعلق ہے تو ایک دوسرے ملازم کی چیکنگ کا باقاعدہ نظام موجود ہے اور اس پر خاطر خواہ حد تک کنٹرول حاصل ہے اور اگر کوئی ملازم بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اس میں ملوث پایا جائے تو اس کے خلاف رول کے تحت قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

(د) چھانگا مانگا جنگل 12510۔ایکڑ پر محیط ہے۔آخری کٹائی کے وقت فہرست درختاں مرتب کی جاتی ہے جس کا باقاعدہ دفتر میں ریکارڈ موجود ہوتا ہے۔دوران کٹائی عملہ کٹائی شدہ میٹریل کا ریکارڈ میں اندراج کرتا ہے جو بعد میں نیلام عام کے لئے سیل ڈپو تر سیل ہو جاتا ہے جس کی باقاعدہ نگرانی کی جاتی ہے نیز محکمہ میں آڈٹ کا ایک باضابطہ طریق کار ہے جو سالانہ بنیادوں پر عمل میں لایا جاتا ہے۔پہلے محکمہ میں موجود انٹرنل آڈٹ سیل کی پارٹی ریکارڈ کی جانچ پڑتال کرتی ہے اور اس کے بعد آڈیٹر جنرل پنجاب کے دفتر سے ایکسٹرنل آڈٹ پارٹی آڈٹ کرتی ہے اس طرح ایک جامع اور مربوط آڈٹ کا طریق کار موجود ہے۔جہاں تک نگرانی کو مؤثر بنانے کی تجویز کا تعلق ہے۔محکمہ سٹاف کی کمی کے باوجود جنگلات کے تحفظ کے لئے مؤثر اقدامات کر رہا ہے اور اسے مزید بہتر بنانے کے لئے 958 تعداد میں فارسٹر اور فارسٹ گارڈ بھرتی کرنے کا پروگرام ہے۔چوری کے واقعات کو کنٹرول کرنے کے لئے محکمہ جنگلات نے اپنے فیلڈ عملہ کو اسلحہ سے لیس کرنے کا بھی پروگرام بنایا ہے۔مزید برآں عادی ملزموں کو مثالی سزائیں دینے کے لئے قانون میں ترامیم بھی کی جارہی ہیں جن میں سب سے اہم ترمیم بھاری جرمانہ اور 6ماہ قید کی سزا تجویز کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر!چھانگا مانگا پنجاب کا ایک بہت اہم جنگل ہے لیکن ہم پاکستان کی روایتی لکڑی کے علاوہ بیرون ممالک سے عمارتی لکڑی درآمد کرتے ہیں کیا کوئی اس طرح کا بھی پلان تیار کیا گیا ہے کہ ہم عمارتی ضروریات کے لئے جو لکڑی باہر سے درآمد کرتے ہیں اسے بھی یہاں اگانے کا کوئی اہتمام کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب سپیکر!ابھی ہمارے ہاں کوئی ایسا منصوبہ نہیں ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لکڑی درآمد کی جاتی ہے وہ tropical area سے آتی ہے جہاں پر بارش بہت زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ ہمارے ہاں اتنی بارش نہیں ہوتی اور نیچے والا پانی بھی کڑوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اعجاز احمد صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ چھانگا مانگا جنگل 12510 ایکڑ پر محیط ہے۔ اتنا بڑا جنگل ہونے کے باوجود کیا آج تک وہاں پر چوری کا کوئی واقعہ نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! چوری کے واقعات تو ہوتے رہتے ہیں۔ ہم باقاعدہ ان کی ایف آئی آر کاٹتے ہیں اور جو بھی قانونی کارروائی ہو وہ کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انھوں نے جز(ج) میں جواب دیا ہے کہ چوری کا کوئی واقعہ نہیں ہوا اور ابھی وزیر موصوف نے کہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کون سے جز کی بات کر رہے ہیں؟

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! میں جز(ج) کی بات کر رہا ہوں۔ ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اس میں چوری کے واقعات ہوئے ہیں۔ اگر چوری کے واقعات ہوئے ہیں تو اس میں کتنے لوگوں کے خلاف ایف آئی آر کاٹی گئی ہے اور ان سے کتنا پیسا وصول کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! انھوں نے جز(ج) میں یہ سوال کیا تھا کہ آیا کوئی محکمے کا ملازم ملوث تھا یا ان کے خلاف کوئی مقدمہ درج کیا گیا ہے یا نہیں۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے محکمے کا کوئی بندہ ملوث نہیں تھا۔ باہر سے جو بھی encroacher تھے انھوں نے چوری کی تھی اور ہم نے ان کے خلاف ایف آئی آر کاٹی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری صاحب! پارک میں چھوٹے موٹے واقعات تو ہوتے رہتے ہیں لیکن محکمے کا کوئی بندہ ملوث نہیں ہے۔ چونکہ آپ نے محکمے کے بارے میں پوچھا تھا وہ انھوں نے بتادیا ہے۔ جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انھوں نے 02-2001 میں آمدنی اور خرچ کے بارے میں لکھا ہے کہ 1168۔ایکڑ رقبے پر نئی شجر کاری کی گئی ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق ہر سال شجر کاریاں ہوتی ہیں لیکن ان کی حفاظت نہیں ہوتی اس طرح وہ پیسا ضائع ہو جاتا ہے۔ میں

وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 02-2001 میں جو 1168۔ایکڑ رقبے پر نئی شجر کاری کی گئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس میں کتنے درخت لگائے تھے اور اب 2006 میں کتنے بقایا ہیں۔ میرا بالکل concise question ہے ذرا بیان فرمادیں؟

جناب سپیکر: یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نیا سوال نہیں بنتا۔ انھوں نے خود جواب میں 1168 ایکڑ لکھا ہوا ہے۔ اس میں کتنی شجر کاری ہوئی یہ relevant سوال ہے۔ اب کتنے درخت بچے ہیں؟ یہ بھی relevant سوال ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کو کوئی اندازہ ہے کہ کتنے درخت لگائے گئے تھے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! اندازے سے نہیں بلکہ ان کے پاس ریکارڈ ہوتا ہے۔

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! باقاعدہ اس کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ اس ایریا میں تقریباً 66ہزار درخت لگائے گئے تھے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اب کیا پوزیشن ہے اور مانیٹرنگ کا کیا نظام ہے؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! مانیٹرنگ کا نظام یہ ہے کہ جب درخت لگائے جاتے ہیں تو اس وقت ان کی counting ہوتی ہے پھر پانچ سال بعد اس کی چھدرائی کرتے ہیں۔ ہم اس کا بھی ریکارڈ رکھتے ہیں اور باقاعدہ اس کا آڈٹ ہوتا ہے۔ اس کے دس سال بعد پھر درخت شماری ہوتی ہے اس کا بھی آڈٹ ہوتا ہے اور انٹرنل آڈٹ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اب اس کی کیا پوزیشن ہے۔ 66ہزار میں سے کتنے درخت اس وقت بقایا ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو اندازہ ہے کہ کتنے درخت اس وقت بقایا ہیں۔

وزیر جنگلات: 80 درخت ایک ایکڑ میں ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر اس سوال کے جز (د) میں آخری دو لائنیں ہیں کہ عادی

مجرموں کو مثالی سزائیں دینے کے لئے قانون میں ترامیم کی جارہی ہیں۔سب سے آخر میں بھاری جرمانہ اور چھ ماہ قید کی سزا ہے۔اس کا جواب 2004 کا ہے۔ میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ 2004 میں سزا تجویز کی جارہی تھی اور قانون سازی کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔اب اس کی latest position کیا ہے اور اس پر قانون سازی کیوں نہیں ہو سکی؟

جناب سپیکر: وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب والا! ہم اس سلسلے میں ترمیم کر رہے ہیں۔اس میں کچھ قانونی پیچیدگیاں ہیں اور اسی سلسلے میں consultation میں زیادہ دیر لگتی رہی ہے لیکن اب وہ مکمل ہو چکی ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد کر دیا جائے گا کیونکہ ابھی یہ معاملہ کیبنٹ میں بھی جائے گا۔

جناب سپیکر: اس سال اس کو حتمی شکل دے دی جائے گی۔یعنی جون سے آگے next year اس کو حتمی شکل دے دی جائے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! اتنا وقت؟

جناب سپیکر: بی بی! وقت تو ترامیم پر لگتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! پہلے دو سال تو انہوں نے تجاویز پر لگا دیئے ہیں اب ایک سال انہیں پیش کرنے کے لئے دے رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ کوئی اتنا بڑا ٹیکنیکل مسئلہ نہیں ہے صرف سزا بڑھانی ہے۔اس لئے میں یہ گزارش کروں گی کہ ایک سال کا وقت بہت زیادہ ہے یہ اگلے اجلاس تک ہاؤس میں put کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں نے اس سلسلے میں ایک بل بنا کر دیا تھا اور اس میں یہ بتایا تھا کہ اس میں سزائیں "آنے" اور دونیاں" لکھی ہوئی ہیں شاید ایک درخت کاٹنے کی ایک روپیہ سزا ہے۔دو سال پہلے میں نے یہ بل دیا تھا اور اس کے بعد انہوں نے اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ ہم اپنا بل لا رہے ہیں۔اب اتنی مدت گزر گئی ہے لوگ درخت کاٹ کاٹ کر کھا رہے ہیں۔ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے یہ بل نہیں لا رہے۔

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جز(د) میں یہ کہا گیا ہے کہ 958 کی تعداد میں فارسٹر اور فارسٹ گارڈ بھرتی کئے جائیں گے۔اس کا جواب انہوں نے 2004 میں دیا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

سید احسان اللہ وقاص: کیا 958 فارسٹر اور فارسٹ گارڈ اب بھرتی کر لئے گئے ہیں اور ان کو بھرتی کرنے کے لئے تعلیمی قابلیت کا کیا معیار ہے؟

جناب سپیکر: وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: ان میں سے وزیر اعلیٰ صاحب نے پچاس فیصد بھرتی کی اجازت دی تھی وہ ہم نے بھرتی کر لئے ہیں اور وہ اس وقت under-training ہیں۔ جہاں تک تعلیمی قابلیت کا تعلق ہے تو فارسٹ گارڈ کے لئے میٹرک سائنس کے ساتھ اور فارسٹر کے لئے ایف ایس سی ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ ٹریننگ کے لئے ایک بہاولپور میں ایک مری میں اور گنڈوالا میں ٹریننگ سکول ہیں۔ جہاں یہ لوگ اس وقت ٹریننگ لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد وقاص!

جناب محمد وقاص: سوال نمبر 5978

ماہی پروری کے تحقیقی اداروں اور فش فارمز کی تفصیلات

*5978 جناب محمد وقاص: کیا وزیر ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں محکمہ ہذا کے تحت کتنے ریسرچ ادارے اور فش فارم کہاں کہاں قائم ہیں؟

(ب) کیا ٹراؤٹ مچھلی کی پیدائش وافزائش کے لئے کوئی فارم قائم ہے۔ اگر ہاں تو کہاں، کب سے اور یہ ادارہ کتنی ٹراؤٹ فراہم کر رہا ہے۔ اگر نہیں تو کیا حکومت کا ایسا کوئی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ ہے؟

(ج) عوام کو سستی اور معیاری مچھلی فراہم کرنے کے لئے گزشتہ دو سالوں میں پنجاب حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر ماہی پروری:

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ ماہی پروری کے تحت ریسرچ کا واحد ادارہ فشریز ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، بالمقابل تھانہ مناواں واہگہ روڈ لاہور میں واقع ہے۔ محکمہ ماہی پروری پنجاب نے چار نمائشی فش فارم موضع کاچھا ضلع لاہور، خانیوال، فیصل آباد اور بستی گڈن لال سوہانزا ضلع بہاولپور میں قائم کئے جن کا مقصد خالصتاً مچھلی کے کاشتکار

حضرات کی تربیت تھا۔ ضلعی حکومتوں کے قیام کے بعد ان فارموں کاانتظام متعلقہ حکومتوں کو منتقل کیا جا چکا ہے۔تاہم افغان ریفیوجی سکیم کے تحت داد و خیل ضلع میانوالی میں قائم ہونے والا ایک عدد فش فارم محکمہ ماہی پروری کے پاس موجود ہے۔

(ب) ٹراؤٹ مچھلی کی افزائش کے لئے کالی مٹی، مری کے مقام پر ایک ہیچری 1990 میں قائم کی گئی۔ جس کی سالانہ پیداواری گنجائش پانچ ہزار 5000 Yearlings (ایک سالہ بچہ مچھلی) ہے جو کہ اس کے مضافات میں قائم ہونے والے نجی فارموں کو گورنمنٹ کے مقرر کردہ نرخوں پر فروخت کیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں بالغ مچھلی کا زائد سٹاک بھی بحساب 300 روپے فی کلو مقامی طور پر فروخت کر دیا جاتا ہے۔

(ج) محکمہ ماہی پروری پنجاب بنیادی طور پر قدرتی آبی ذخائر میں مچھلی کی پیداوار کے بابت انتظام وانصرام، بچہ مچھلی کی پیداوار اور سپلائی فش فارمز کو توسیعی سہولیات کی فراہمی اور تحقیق و تربیت بابت امور سرانجام دیتا ہے۔ یہ محکمانہ کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے کہ قدرتی آبی وسائل میں دن بہ دن بڑھتی ہوئی آلودگی کی وجہ سے مچھلی کی پیداوار میں کمی کے باوجود نجی مچھلی فارموں سے حاصل شدہ، مچھلی مناسب نرخوں پر بازار میں وافر مقدار میں دستیاب ہے۔ اس وقت صوبہ پنجاب میں سالانہ تقریباً 60,000/- میٹرک ٹن مچھلی پیدا کی جا رہی ہے۔ مچھلی کی براہ راست عوام کو فروخت محکمہ کی ذمہ داریوں میں شامل نہ ہے۔ تاہم گورنمنٹ کی ہیچریوں، نرسریوں سے بالغ مچھلی کی زائد تعداد کو گورنمنٹ کے مقرر کردہ نرخوں پر مقامی طور پر فروخت کر دیا جاتا ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب والا! اس سوال کا جو جواب دیا گیا ہے اس کے تین اجزا ہیں اور state of affairs آپ کے سامنے رکھ کر میں اپنی بات کرنا چاہتا ہوں۔ پانچ دریاؤں کی اس زمین پر جس کی سات کروڑ سے زیادہ آبادی ہے۔ جس کی full fledged فشریز کی وزارت ہے لیکن اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہمارے پاس ریسرچ کے لئے صرف ایک انسٹیٹیوٹ ہے چار نمائشی فش فارم ہیں ایک ٹراؤٹ مچھلی کے لئے ہیچری ہے جس کی سالانہ صرف پانچ ہزار yearlings پیداوار ہے۔ پورے پنجاب میں مچھلی کی پیداوار ساٹھ ہزار میٹرک ٹن ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

جناب محمد وقاص: جناب والا! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں جو بتایا گیا ہے کہ ٹراوٹ مچھلی کے لئے جو فارم مری میں1990 میں قائم کیا گیا ہے اس وقت اس کی پیداوار 5ہزار مقرر کی گئی تھی۔ آج2006 ہے سولہ سال میں اس کو ڈگنا ہو جانا چاہئے تھا تو اس سلسلے میں محکمے نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے فشریز!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی پروری: جناب سپیکر!1990 میں ٹراوٹ مچھلی کے لئے مری میں جو فارم بنایا گیا تھا اس کی جو progress ہے وہ پہلے سے بہت بہتر ہے۔ اس وقت یہ پانچ ہزار سے زیادہ ہے اور اب ہم اس کو پرائیویٹ سیکٹر میں بھی کر رہے ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر میں اب یہ فارم شروع ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب محمد وقاص: اس کی پیداواری گنجائش پانچ ہزار سے کتنی زیادہ بڑھی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس کی exact تعداد کا کوئی اندازہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی پروری: جناب والا! یہ تقریباً دس ہزار کے قریب ہے۔

جناب سپیکر: تقریباً دس ہزار کے قریب ہے۔ جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز(ج) میں انہوں نے لکھا ہے کہ قدرتی آبی وسائل میں دن بدن بڑھتی ہوئی آلودگی کی وجہ سے مچھلی کی پیداوار میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس کے لئے ایک مکمل محکمہ ہے اور وزیر ہے اس پر وسائل خرچ ہوتے ہیں۔ یہ جو آلودگی کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے اس کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہونگے۔ محکمے نے اب تک اس کے لئے کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے فشریز!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی پروری: جناب والا! مچھلی کی کمی کی جو وجہ یہ بتا رہے ہیں میں عرض کروں گا کہ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پانی کے بہاؤ میں کمی ہے۔ مچھلی کی افزائش کی بہتری کے لئے جو اقدامات ہم کر رہے ہیں وہ یہ ہیں:۔

وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب نے ابھی یہ سکیم شروع کی ہے کہ ساڑھے سات لاکھ روپے ہم زمیندار کو دو فیصد مارک اپ پر دیں گے۔یہ سہولت ہم چھوٹے زمیندار جن کے پاس ساڑھے بارہ ایکڑ زمین ہے اس کو دے رہے ہیں۔اس کے علاوہ ہم۔۔۔

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے خود admit کیا ہے کہ وہاں پر آلودگی ہو رہی ہے آلودگی کو روکنے کے لئے محکمے نے کیا اقدامات کئے ہیں۔ نئی سکیمیں تو یہ بناتے رہیں گے وہ تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔آلودگی کا تو انہوں نے خود admit کیا ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں محکمے نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے فشریز!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی پروری: آلودگی کو روکنے کے لئے ہم treatment plant لگوا رہے ہیں اور یہ جو گندہ پانی دریاؤں میں جا رہا ہے اس کی روک تھام کے لئے بھی اقدامات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔جناب سپیکر! ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم زمینداروں کو ساڑھے سات لاکھ روپیہ قرضہ دے رہے ہیں اور دو فیصد سود پر دے رہے ہیں۔کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور یہ لوگوں کو بغیر سود کے قرضہ دیں۔لوگوں کو بھی اس سے فائدہ ہو گا اور ہماری درآمدات بھی بڑھ جائیں گی۔

جناب سپیکر: اللہ کرے کہ وہ دن بھی آجائیں۔جی،وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: شکریہ۔جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ جز (ج) میں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ پنجاب میں مچھلی کی سالانہ پیداوار 60 ہزار میٹرک ٹن ہے۔اگر یہ ساٹھ ہزار میٹرک ٹن فروخت کی جائے تو اس سے جو پیسے حاصل ہوں گے اس سے زیادہ خرچہ تو منسٹری کا ہو جاتا ہے۔تو کیا انہوں نے cost benefit analysis نہیں کیا اور کیا یہ اس کو بڑھانے کے لئے انہوں نے اقدامات کئے ہیں؟

جناب والا! یہ پانچ دریاؤں کی زمین ہے، بارشیں یہاں پر وافر ہوتی ہیں یہاں کا موسم بھی سازگار ہے۔ میرا تو یہ اندازہ ہے کہ چھ لاکھ میٹرک ٹن تک اس کی پیداوار بڑھ سکتی ہے۔اس کے لئے انہوں نے کیا ریسرچ کی ہے اور کیا اقدامات کئے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی پروری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی پروری: جناب والا! یہ سوال repeat کر دیں۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ پیداوار کو بڑھانے کے لئے محکمہ کیا اقدامات کر رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی پروری: جناب سپیکر! میں نے تو وہ بتایا ہے کہ محکمہ نے پنجاب بنک کے ساتھ مل کر loan scheme شروع کی ہے۔اس کے علاوہ ہم فش فارم کو بجلی زرعی ریٹ پر مہیا کر رہے ہیں اور علاج معالجہ کے لئے مفت سہولت دے رہے ہیں۔اس کے علاوہ فش فارم پر بلڈوزر بھی زرعی نرخوں پر مہیا کر رہے ہیں۔ یہ ساری سکیمیں شرح افزائش بڑھانے کے لئے شروع کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ شہناز سلیم ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شہناز سلیم ملک: سوال نمبر 6117۔

ڈی جی خان میں سیاحتی سرگرمیوں اور فورٹ منرو کے ترقیاتی کاموں کی تفصیل

*6117 **محترمہ شہناز سلیم ملک:** کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا محکمہ سیاحت کا ضلع ڈیرہ غازی خان میں ایسا کوئی منصوبہ زیر غور ہے جس سے وہاں کی عوام میں ٹورازم کا شعور اور لوگوں کے لئے تفریح کے مواقع پیدا ہوں اور سیاحوں کی آمدورفت ہونے کی وجہ سے یہاں کے غریب عوام کو روزگار کے مواقع میسر آئیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب کا ضلع ڈیرہ غازی خان کے صحت افزاء مقام فورٹ منرو میں کھر سے فورٹ منرو تک چیئر لفٹ لگانے کا پروگرام ہے؟ اگر ہے تو کب تک یہ کام شروع ہو گا؟

(ج) کیا حکومت پنجاب اس کام کی نگرانی کے لئے ترقیاتی اتھارٹی کا قیام عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) حکومت پنجاب ضلع ڈیرہ غازی خان میں سیاحت کے فروغ اور اس علاقے کے لوگوں میں سیاحت کی سہولتیں فراہم کرنے کو اہمیت دے رہی ہے۔ اس سلسلے میں بمقام رکھ چوٹی دلانہ برلب ڈیرہ غازی خان کوئٹہ روڈ نزد ائیر پورٹ پر ایک ٹورسٹ Resort بنانے کی نہ صرف تجویز ہے بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بھی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ تجویز کردہ محکمہ جنگلات کی اراضی مشتمل32 کنال کی سمری جناب وزیر اعلیٰ کو بھیجی گئی تاکہ یہ جگہ TDCP کو منتقل ہو سکے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ سمری منظور کر لی۔ اس وقت مجوزہ منصوبہ کا ڈیزائن محکمہ آرکیٹیکچر پنجاب نے تیار کیا ہے اور یہ ڈیزائن محکمہ مواصلات و تعمیرات کو بھجوا دیا گیا ہے تاکہ وہ اس کی تعمیر کا تخمینہ تیار کر سکے جو کہ اس وقت اس تخمینہ پر کام کر رہے ہیں اور جیسے ہی یہ تخمینہ محکمہ کو موصول ہو گا اس کا PC-1 تیار کیا جائے گا۔ ٹورسٹ ریزارٹ بننے کے بعد یہاں سیاحوں کی آمد و رفت ہونے کی وجہ سے عوام کو روزگار کے مواقع میسر ہونگے اور مسافروں کے علاوہ مقامی لوگ بھی اس سے مستفید ہوں گے۔

(ب) جی ہاں۔ محکمہ سیاحت حکومت پنجاب کا ضلع ڈیرہ غازی خان میں فورٹ منرو کے مقام پر چیئر لفٹ کیبل کار لگانے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

اس منصوبہ کا PC-11 پی اینڈ ڈی بورڈ پنجاب سے مورخہ 15-08-2005 منظور کر دیا گیا ہے۔ اس منصوبہ کی Feasibility Report تیار کرنے کے لئے Consultant مقرر کرنے کے لئے جلدی اخبار میں اشتہار دے دیا جائے گا۔ اس منصوبہ کی Feasibility study کروانے کے لئے مالی سال 2005-06 کے لئے 3.5 ملین فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔

(ج) محکمہ سیاحت کے علم کے مطابق حکومت پنجاب اس کام کی نگرانی کے لئے ترقیاتی اتھارٹی کا قیام عمل میں لانے کا ارادہ نہ رکھتی ہے۔

محترمہ شہناز سلیم ملک: جناب والا! ڈی جی خان کے حوالے سے اور سیاحت اور بے روزگاری کے حوالے سے یہ کہنا چاہتی ہوں۔ جس جگہ پر دو سال سے tourist resort بنانے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے وہاں پر علاقہ ریتلا ہے اور وہاں پر پانی بھی نہیں ہے نہ کوئی درخت ہے نہ کوئی سبزہ ہے نہ ہی وہاں

پر کوئی آبادی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہاں پر لوگوں کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ جس علاقے کا انہوں نے ذکر کیا ہے یہاں پر ٹورسٹ کیسے رہیں گے ؟

جناب سپیکر: بی بی! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ شہناز سلیم ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال لوگوں میں ٹورازم کا شعور پیدا ہونے اور فورٹ منرو کے حوالے سے ہے لیکن انہوں نے ائیرپورٹ کے نزدیک غیر آباد اور ریتلے علاقے میں tourist resort بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ وہاں بنانے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے، وہاں نہ تو لوگوں کو روزگار مہیا ہوگا کیونکہ وہ شہر سے 20 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور انتہائی ریتلا اور گرم علاقہ ہے، وہاں سبزہ ہے، نہ پانی۔ ڈی جی خان کے لئے تفریحی علاقہ فورٹ منرو ہے جو منی مری کہلاتا ہے وہاں ہم نے یہ بنانے کے لئے کہا ہوا تھا لیکن انہوں نے دوسری جگہ انتہائی جنگلی سے علاقے میں یہ بنانے کا بتایا ہے وہاں کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ وہاں لوگوں کو کوئی خوبصورتی یا قدرتی ماحول نہیں ملے گا اور نہ ہی وہاں موسم خوشگوار ہے۔

جناب سپیکر: بی بی! شکریہ۔ وزیر صاحب! آپ نے بی بی کی تجویز سن لی ہے۔

سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمیں یاد ہے کہ پچھلے سال ہم جنوبی پنجاب کے ایم پی ایز نے باقاعدہ مشترکہ طور پر ایک قرارداد تیار کر کے یہاں بھیجی تھی اور گورنمنٹ کی طرف سے جواب آیا تھا کہ فورٹ منرو جو کہ ڈی جی خان میں ایک صحت افزاء مقام ہے اس کو up list کرنے کے لئے گورنمنٹ منصوبہ بھی بنائے گی اور finance بھی کرے گی۔ ہماری اسمبلی نے مری کے لئے تو 3۔ارب منظور کر دیئے۔ اس کے اندر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے (الف)، (ب) اور (ج)، تین جز ہیں۔ یہ سوال 05-10-2004 کو وصول ہوا اور اس کا جواب 12-10-2005 کو آیا یعنی پورا ایک سال محکمے کے پاس رہا۔ اس میں جز (الف)، (ب) اور (ج)، تینوں کے اندر گا، گے اور گی کا راگ الاپا گیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب اس پر comprehensive جواب دیں کہ اس وقت وہاں پر کام کاج کی کیا صورتحال ہے اور اس کے لئے کب تک کوئی چیز ہو جائے گی تاکہ ہمیں تسلی ہو کہ وہاں جنوبی پنجاب کے اس مقام کے لئے آپ کا

محکمہ کچھ نہ کچھ کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر ٹورازم!۔۔۔بی بی! تشریف رکھیں۔ میں نے منسٹر صاحب کو floor دیا ہے۔

محترمہ شہناز سلیم ملک: جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مزید پانچ سال تک یہاں کوئی منصوبہ بن ہی نہیں سکتا۔ یہ تین سال سے ابھی زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں آپ۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! میں محترمہ کے سوال کا بھی جواب دیتا ہوں۔ ڈاکٹر وسیم صاحب نے جو بات کی ہے میں پہلے اس حوالے سے جواب دینا چاہوں گا۔ اس سوال کے جز (الف) کے اندر انہوں نے سوال کیا تھا کہ کیا ضلع ڈیرہ غازی خان میں ایسا کوئی منصوبہ زیر غور ہے جس سے عوام میں ٹورازم کا شعور اور لوگوں کے لئے تفریح کے مواقع پیدا ہوں۔ میں اس حوالے سے question کو update کرتے ہوئے جواب دوں گا۔ جنوبی پنجاب بشمول ڈیرہ غازی خان میں سیاحت کو ترقی دینا وزیراعلیٰ پنجاب کے vision 2020 میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سلسلے میں سیاحت کے فروغ کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ نمبر۔1 ڈیرہ غازی خان کوئٹہ روڈ نزد ائیر پورٹ بمقام سخی سرور پر 32 کنال کے رقبہ پر محیط ایک خوبصورت resort کے قیام کے لئے اس کے ڈیزائن اور تخمینہ کی منظوری دی جا چکی ہے۔ منصوبے کی کل لاگت 98.928 ملین روپے ہے جس کی منظوری مورخہ 2006-05-17 کو دی گئی۔ سال 2005-06 کے لئے مبلغ 2.550 ملین روپے کی رقم رکھی گئی۔ منصوبے کی کل مدت دو سال مقرر کی گئی ہے۔ محکمہ مواصلات اور تعمیرات سے اس کی تکنیکی منظوری بھی دی جا چکی ہے اور ٹینڈرز عنقریب جاری ہو جائیں گے۔ اس منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی جائیں گی۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا سوال تھا کہ یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر سیاحت: انشاء اللہ دو سال کے اندر یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔ اس سوال کے جواب کے جز (الف) کے اندر میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اس کے لئے 98 ملین روپے کے قریب فنڈز رکھے گئے ہیں۔ اس سال 2005-06 کے لئے تقریباً 25 لاکھ روپیہ ڈیپارٹمنٹ نے release کر دیا تھا جو کہ موقع پر کام ہو رہا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ tribal area تحصیل فورٹ منرو کو ایشیئن ڈویلپمنٹ کی سکیم میں شامل کیا گیا ہے یا نہیں اور اگر نہیں کیا گیا تو کیوں علاوہ ازیں جن تحصیلوں کی سلیکشن ہوئی ہے وہ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک والوں نے کی ہے یا پنجاب گورنمنٹ کی سفارش سے سلیکشن ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، منسٹر ٹورازم!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر!ایک سوال کیا گیا ہے جس کے چار جز ہیں۔ یہ supplementary question کس جز سے پوچھا گیا ہے؟

جناب سپیکر: supplementary question ہے، چاہے کسی جز سے بھی ہو۔

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کیا یہ میرے ڈیپارٹمنٹ سے relate کرتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ سوال آپ کے ڈیپارٹمنٹ سے relate کرتا ہے۔

وزیر سیاحت: جناب والا! پبلک ہیلتھ انجینئرنگ والے بیٹھے ہیں اور یہ question ان کے ڈیپارٹمنٹ کا ہے۔

جناب سپیکر: یہ اسی منصوبے کی بات ہو رہی ہے ناں؟

وزیر سیاحت: میں نے پوچھا ہے کہ اس سوال کے کس جز سے یہ supplementary question کیا گیا ہے؟ میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا تعلق جز (الف) سے ہے جز(ب) اور جز(ج) سے بھی ہے۔

وزیر سیاحت: آپ مہربانی کر کے سوال پڑھ دیں تاکہ میں اس کا جواب دے سکوں۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری:

(الف) کیا محکمہ سیاحت کا ضلع ڈیرہ غازی خان میں ایسا کوئی منصوبہ زیر غور ہے جس سے وہاں کی

عوام میں ٹورازم کا شعور اور لوگوں کے لئے تفریح کے مواقع پیدا ہوں اور سیاحوں کی آمدورفت ہونے کی وجہ سے یہاں کے غریب عوام کو روزگار کے مواقع میسر آئیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب کا ضلع ڈیرہ غازی خان کے صحت افزاء مقام فورٹ منرو میں کھر سے فورٹ منرو تک چیئر لفٹ لگانے کا پروگرام ہے اگر ہے تو کب تک یہ کام شروع ہو گا؟

(ج) کیا حکومت پنجاب اس کام کی نگرانی کے لئے ترقیاتی اتھارٹی کا قیام عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب والا! یہ ڈویلپمنٹ ہی کی بات ہو رہی ہے۔ اخبارات میں آ رہا ہے کہ جنوبی پنجاب کے اندر اتنے ارب روپے کی منظوری ہو رہی ہے۔ فورٹ منرو جو جنوبی پنجاب کا صحت افزا مقام ہے اس کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں وزیر صاحب اس بات کا جواب دیں کہ جنوبی پنجاب کی تحصیلوں میں پانی کے مسائل کی نشاندہی ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک نے خود کی ہے یا کہ حکومت پنجاب نے کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ٹورازم!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! جو سوال پوچھے گئے ہیں میں ان کا جواب دینے کے لئے حاضر ہوں اور میں ان کی details بھی دوں گا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر پانی کا کیا منصوبہ ہے۔ فورٹ منرو کے اندر ہماری جو resort ہے وہاں پر پینے اور استعمال کرنے کا پانی water boozer کے ذریعے وہاں پر مہیا کیا جاتا ہے۔ اب یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ ڈیرہ غازی خان میں water supply کی جو ٹوٹل سکیم ہے اس کے لئے گورنمنٹ نے کیا کیا ہے تو گزارش یہ ہے کہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ اس کے بارے میں بہتر طور پر انہیں آگاہ کر سکتا ہے۔ یہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے question کریں انہیں جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ، جی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جز(ب) میں انہوں نے فرمایا ہے کہ محکمہ سیاحت حکومت پنجاب کا ضلع ڈیرہ غازی خان میں فورٹ منرو کے مقام پر چیئر لفٹ کیبل کار لگانے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ کیا محکمہ سیاحت کے زیر غور اس طرح کی کوئی بات ہے کہ کسی پرائیویٹ ادارے کو invite کیا جائے کہ وہ وہاں پر چیئر لفٹ لگائے کیونکہ یہ حکومت کے زیر غور تو سال ہا سال رہے گا اور

یہ لگنی کوئی نہیں ہے۔یہ کسی پرائیویٹ ادارے کوofferدیں اوران سے لگوائیں۔۔۔

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ یہ چیئر لفٹ ضرور لگے گی۔یہ گا، گے اور گی کا جو اپوزیشن کہتی ہے کہ ہم اپنے جواب کے اندر صیغہ استعمال کرتے ہیں۔اس طرح نہیں ہوگا بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ چیئر لفٹ ادھر لگے گی۔یہ وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالٰہی صاحب نے وعدہ کیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ گا، گے اور گی کی مخالفت کر رہے ہیں اور اسی گا، گے اور گی میں جواب دے رہے ہیں۔یہ ایسے کہیں کہ 2006 میں لفٹ لگ جائے گی یا2007 میں یہ لفٹ لگ جائے گی۔یہ تو ایک واضح بات ہوئی۔

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! یہ میرے جواب کو سن لیں اور اس کے بعد جو بھی ان کا ضمنی سوال بنتا ہے تو ضرور کریں، چاہے بیس سوال کریں۔محکمہ سیاحت حکومت پنجاب نے ڈیرہ غازی خان میں فورٹ منرو کے مقام پر چیئر لفٹ کیبل کار لگانے کا منصوبہ بنایا ہے۔اس منصوبہ کی feasibilityکرنے کے لئےPC-IIمورخہ 15-8-2005کو پی اینڈ ڈی بورڈ میں منظور ہو چکا ہے۔Administrative approvalجاری ہو چکی ہے۔جس کی لاگت 3.5 ملین روپے ہے جو کہ موجودہ مالی سال میں حکومت پنجاب میں رکھ دیئے ہیں۔سکیم منظور ہونے کے بعدTDCP نے کئی بار اخبارات میں اشتہارات جاری کئے تاکہ consulting firmsسے مجوزہ feasibility studyکرنے کے لئے تکنیکی ومالی تجاویز مانگی جائیں تاکہ کام consulting firmکو سونپا جاسکے۔اس ضمن میں جو تجاویز موصول ہوئیں جن کو process کرنے کے لئے پی اینڈ ڈی بورڈ پنجاب کے رہنما اصولوں کے تحتconsulting selection committeeکی میٹنگ مورخہ 18-03-2006کو بلائی گئی تھی۔جس میں کوئی بھی فرم کامیاب قرار نہ پائی۔لہذا دوبارہ اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے اور21-06-2006 تجاویز جمع کرانے کی آخری تاریخ مقرر کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، محترمہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! یہاں جز(ب) لکھا گیا ہے اور ابھی منسٹر صاحب نے خود بھی اس چیز کا اعتراف کیا ہے کہ محکمہ سیاحت حکومت پنجاب کا ضلع ڈیرہ غازی خان میں فورٹ منرو کے مقام پر چیئر لفٹ کیبل کار لگانے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد انھوں نے یہ لکھا ہوا ہے کہ اس منصوبہ کا PC-II پی اینڈ ڈی بورڈ پنجاب سے مورخہ 15-08-2006 منظور کر دیا گیا ہے۔ اس منصوبہ کی feasibility study تیار کرنے کے لئے consultant مقرر کرنے کے لئے جلدی۔۔۔

جناب سپیکر: بی بی! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہر وقت یہی شور ہوتا ہے کہ جنوبی پنجاب کو بہت زیادہ فنڈز دیئے جا رہے ہیں لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اب موجودہ صورتحال کیا ہے۔ 2006 آ گیا ہے اور ابھی تک وہاں چیئر لفٹ بھی نہیں ہے۔ منسٹر صاحب نے ابھی اس کا اعتراف کیا ہے اور خود ہی کہا کہ وہاں کوئی کمپنی نہیں آئی۔ جہاں یہ چاہتے ہیں وہاں تو راتوں رات کام ہو جاتے ہیں اور پلازے بن جاتے ہیں۔ یہ چیئر لفٹ چونکہ جنوبی پنجاب کے علاقے میں لگنی ہے اور وہاں کے لوگ زیادہ فرمانبردار ہیں اور شور نہیں کرتے اور کوئی آواز نہیں اٹھاتے۔ مجھے اس وقت سوال کا یہ جواب چاہئے کہ یہ چیئر لفٹ کب تک لگ جائے گی یا یہ feasibility reports آتی رہیں گی اور موجودہ صورتحال ہی رہے گی؟

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ دو consulting firms وہاں پر آئی تھیں، ایک کا نام In-consult Pvt Ltd اور دوسری کا نام Allied Engineering Consultants تھا۔ اب پی اینڈ ڈی نے کام کو مکمل کروانے کے لئے جو اپنے parameters رکھے ہیں۔ وہ 100 میں سے 65 فیصد نمبر اگر بنتے ہیں تو ان کو کام کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ پہلی کمپنی کے سکروٹنی کی گئی تو اس نے جو نمبر حاصل کئے وہ 48 فیصد بنتے تھے اور دوسری الائیڈ انجینئرنگ کے 54.30 فیصد تھے۔ لہذا یہ 65 فیصد سے کم تھے۔ اس لئے ہم نے دوبارہ اخبار میں اشتہار دیا ہے اور 21۔ جون 2006 کو دوبارہ ٹینڈر طلب کئے ہیں جو فرم پی اینڈ ڈی کے معیار پر پورا اترے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے وہاں کی feasibility تیار کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں وزیر جنگلات سے وضاحت چاہوں گا کہ دنیا جہاں میں

10 سے 25 فیصد رقبے پر جنگلات ضروری ہوتے ہیں۔ ہمارے ریکارڈ کے مطابق 3.1 فیصد ہیں جو انھوں نے جواب دیا ہے۔ اس کو بڑھانے کے لئے انھوں نے کیا اقدامات کئے ہیں اور یہ کتنا بڑھ گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

وزیر سیاحت: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر جنگلات: میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ ماہی پروری، فیصل آباد، 2002 تا حال، بھرتی کی تفصیل

*5313 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ ماہی پروری ضلع فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ماہی پروری:

(الف) ضلع فیصل آباد میں مورخہ 01-01-2002 سے 22-06-04 تک محکمہ ماہی پروری میں کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ۔ایضاً۔

(ہ) ۔ایضاً۔

مری میں ٹمبر مافیا کی کارروائیاں اور حکومتی اقدامات

*3861 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مری میونسپل فاریسٹ کمپارٹمنٹ نمبر 3 اور 4 کی زمین محکمہ جنگلات پنجاب کو دیکھ بھال کے لئے 86-1985 میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے حکم پر دی گئی تھی؟

(ب) اس نہایت قیمتی جگہ پر 86-1985 سے اس وقت کے سیاسی افراد کی آشیر باد سے 48 مختلف افراد نے قبضہ کر لیا اور کسی بھی حکومت نے اس قیمتی جگہ کو ان ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کی کوئی کوشش نہیں کی یہاں تک کہ اب انہوں نے اس جگہ پر پلاٹس اور فلیٹس تعمیر کر لئے ہیں۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ اس قیمتی زمین پر قبضہ میں محکمہ جنگلات کے مری فاریسٹ ڈویژن کے افسران کا مکمل تعاون بھی شامل ہے؟

(ج) حکومت نے اس قیمتی زمین کو خالی کروانے کا کیا اہتمام کیا ہے اور کب تک یہ جگہ ناجائز قابضین سے خالی کروالی جائے گی؟ کیا آپ کا محکمہ اس کی کوئی حتمی تاریخ دینے کو تیار ہے؟

وزیر جنگلات:

(الف) یہ درست ہے کہ میونسپل کمیٹی کے جنگلات اس وقت کے وزیر اعلی کے حکم پر محکمہ جنگلات پنجاب (مری فاریسٹ ڈویژن) کو دیکھ بھال کے لئے بعوض مبلغ 12 لاکھ روپے سالانہ لیز پر دیئے گئے تھے جن میں کمپارٹمنٹ نمبر 3 اور 4 شامل ہیں۔

(ب) کمپارٹمنٹ نمبر4,3 کے ملحقہ گاؤں ہل ڈھلو و سانٹھی میں سے مختلف اشخاص، جن کی تعداد ساٹھ ہے، نے تقریباً222 کنال زمین پر اس وقت سے قبضہ کر کے تعمیرات کی ہوئی ہیں جبکہ یہ بلدیہ مری کے زیر انتظام تھا۔ محکمہ جنگلات نے تمام ناجائز قابضین کو بے دخلی کے نوٹس جاری کر دیئے ہیں اور تمام ناجائز تعمیرات و تجاوزات کی فہرست تحصیل ناظم مری کو بھیج دی گئی ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس قبضہ میں محکمہ جنگلات کے افسران واہلکاران کا کوئی ہاتھ نہیں ہے کیونکہ یہ تمام تجاوزات میونسپل فارسٹ مری کے محکمہ جنگلات پنجاب کے انتظام وانصرام میں آنے سے قبل کی ہیں اور 1986 سے تاحال کوئی نئی تجاوزات نہ ہوئی ہیں۔

(ج) جیسا کہ جز(ب)میں عرض کیا جاچکا ہے کہ محکمہ جنگلات نے تمام ناجائز قابضین کو نوٹس جاری کر دیئے ہیں اور امید ہے کہ سال رواں کے دوران ان تجاوزات کو واگزار کرا لیا جائے گا۔ مزید برآں ان ناجائز قابضین سے یہ سرکاری زمین واگزار کرانے کے لئے The Punjab Govt Lands & 31Buildings (Recovery of Possession) Ordinance 1966 کو بھی بروئے کار لایا جائے گا۔

خانیوال،اڈہ پیروال کے بالمقابل جنگلات کے رقبہ پر تجاوزات اور حکومتی اقدامات

*4209 مخدوم سید محمد مختار حسین شاہ: کیاوزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اڈہ پیروال ضلع خانیوال کے بالمقابل محکمہ جنگلات کے رقبہ میں لوگوں نے ناجائز قبضہ کر کے کالونی بنا رکھی ہے۔ ان گھروں کی تفصیل اور رقبہ مجوزہ کالونی کی تعداد بتائی جائے۔ اگر رقبہ الاٹ ہوا ہے تو کارروائی الاٹمنٹ اور انتقالات کی نقول و تفصیلات بیان کی جائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس کالونی کے مکینوں کا ذریعہ معاش محکمہ کی ملی بھگت سے ذخیرہ کی لکڑی کاٹ کر بیچنا ہے اور یہ لوگ ذخیرہ پیروال خانیوال کا اب تک کتنا نقصان کر چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ذخیرہ پیروال کا رقبہ ناجائز کاشت ہو رہا ہے اور لوگ ذخیرہ کا نہری پانی چوری کر کے فصلیں کاشت کرتے ہیں۔ درخت سیراب نہ ہو رہے ہیں اور جنگل

سوکھ گیا ہے؟

(د) کیا محکمہ جنگلات ان ناجائز قابضین سے ذخیرہ جنگلات پیرووال کا رقبہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر جنگلات:

(الف) محکمانہ ریکارڈ کے مطابق رقبہ کی الاٹمنٹ کے بارے میں خط وکتابت ہوتی رہتی ہے اور اس سلسلہ میں چیف سیکرٹری پنجاب نے بذریعہ اپنے D.O نمبر-SOFT(EXT)II 10/87 مورخہ 26-02-1992 کے تحت کمشنر ملتان کو ہدایات جاری کیں کہ پیرووال ذخیرہ میں مکین لوگوں کو خانیوال کے نزدیک کسی سرکاری زمین کی الاٹمنٹ کی جائے، ابھی خط وکتاب جاری تھی کہ اسسٹنٹ کمشنر خانیوال نے ان مکینوں کو الاٹمنٹ کی کچی پرچیاں جاری کر دیں۔ جن میں سے چند ایک کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں ابھی تک یہ رقبہ باقاعدہ ان کو الاٹ نہ ہوا ہے ان کو بے دخل کرنے کے لئے محکمہ جنگلات کارروائی کر رہا ہے۔

(ب) کالونی میں مکینوں کا ذریعہ معاش پیرووال ذخیرہ میں لیبر کا کام سرانجام دینا ہے تاہم کالونی میں رہائش پذیر لیبر کے کچھ لوگ نقصان جنگل میں ملوث ہیں جن کے خلاف فاریسٹ ایکٹ کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پیرووال ذخیرہ کا رقبہ ناجائز کاشت نہ ہو رہا ہے اور نہ ہی ذخیرہ پیرووال کا پانی چوری ہو رہا ہے۔ محکمہ جنگلات کے لئے منظور شدہ نہری پانی صرف سرکاری رقبہ کو سیراب کر رہا ہے۔

(د) ہاں محکمہ جنگلات ان ناجائز قابضین سے ذخیرہ پیرووال کا رقبہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس سلسلہ میں ان کو نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔

تونسہ بیراج، مچھلی پکڑنے کے لئے سالانہ ٹھیکہ وشرائط کی تفصیل

*4316 شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تونسہ بیراج کوٹ ادو میں مچھلی کا سالانہ ٹھیکہ گزشتہ سال کتنے میں دیا گیا تھا؟
(ب) نیلامی کا طریق کار کیا اختیار کیا گیا؟
(ج) کیا اس کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا؟
(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ٹھیکہ عرصہ سے مختلف ناموں سے ایک ہی خاندان کو دیا جارہا ہے؟

وزیر ماہی پروری:

(الف) تونسہ بیراج، تحصیل کوٹ ادو کا موجودہ2003-04سالانہ ٹھیکہ ماہی گیری مبلغ 16,65,000روپے میں بذریعہ نیلام عام دیا گیا پچھلے سال2002-03میں تونسہ بیراج، تحصیل کوٹ ادو کا ٹھیکہ مبلغ-/15,00,000روپے میں دیا گیا تھا۔
(ب) محکمہ ماہی پروری سرکاری پانیوں میں ماہی گیری کا ٹھیکہ قانون کے مطابق ہر سال بذریعہ نیلام عام دیتا ہے۔ ہر ضلع کے پانیوں کے حقوق ماہی گیری کی نیلامی کی تاریخ کا شیڈول بذریعہ قومی اخبارات و لوکل سٹاف کے ذریعہ مشتہر کیا جاتا ہے۔ نیلام عام میں سب سے زیادہ بولی دہندہ کی بولی اگر پچھلے سال کی بولی سے10 فیصد زیادہ یا پچھلے تین سالوں کی بولی کی اوسط سے زیادہ ہو تو ڈائریکٹر جنرل فشریز اس کی منظوری دے دیتے ہیں۔ بصورت دیگر چھ اور سات مرتبہ نیلامی کرنے کے بعد اگر بولی مندرجہ بالا معیار سے کم ہو تو قواعد کے مطابق فنانس ڈیپارٹمنٹ سے منظوری حاصل کی جاتی ہے۔
(ج) جی، ہاں اخبار میں اشتہار دیا گیا۔ (اشتہار کی فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
(د) جیسا کہ جز (الف)، (ب) میں واضح کیا گیا ہے کہ ٹھیکہ بذریعہ نیلام عام دیا جاتا ہے اور سب سے زیادہ بولی حد ہندہ کے نام منظور کیا جاتا ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں اس ٹھیکہ کے ٹھیکیداروں کے نام اور دیگر تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ٹھیکیداروں اور ان کی ولدیت سے ظاہر ہے کہ ان کا تعلق ایک ہی خاندان سے نہیں ہے۔

بہاولپور اور دیگر شہروں میں محکمہ جنگلات کے ریسٹ ہاؤسز، رقبہ اور اخراجات کی تفصیل

*4363 **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ جنگلات کے صوبہ میں کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں؟

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز کی سال 2001 سے آج تک کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) محکمہ جنگلات کے بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان، ملتان، لودھراں، ساہیوال اور خانیوال میں کس کس جگہ کتنے رقبہ پر ریسٹ ہاؤس ہیں۔ ہر ریسٹ ہاؤس کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(د) ان ریسٹ ہاؤسز کی تزئین و آرائش پر سال 2001 سے آج تک کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔ تفصیل ریسٹ ہاؤس وار فراہم کی جائے؟

(ہ) ان ریسٹ ہاؤسز کے سال 2001 سے آج تک کے یوٹیلٹی بلز کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) محکمہ جنگلات کے صوبہ پنجاب کے 41 ریسٹ ہاؤسز ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام زون	ریسٹ ہاؤسز کی تعداد
1۔	سنٹرل زون لاہور	8عدد
2۔	جنوبی زون ملتان	7عدد
3۔	شمالی زون راولپنڈی	26عدد
	کل تعداد	41عدد

(ب) سال 2001 سے آج تک کی آمدن اور دیگر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	زون	آمدن	خرچہ
2001-02تا 3/2004	سنٹرل زون لاہور	506256.00	1008641.00
2001-02تا3/2004	جنوبی زون ملتان	5009.00	956641.00
2001-02تا3/2004	شمالی زون راولپنڈی	102911.00	912156.00
	کل تعداد	659176.00	کل خرچہ2877438.00

(ج) مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

ریسٹ ہاؤس بر مقام	رقبہ	تعداد کمرہ جات
بہاولپور(آر۔ڈی50)	3۔ایکڑ	4عدد
بہاول نگر	--	--
رحیم یار خان	--	--

ملتان	--	--
لودھراں (میراں پور جنگل)	1۔ایکڑ	2عدد
ساہیوال (چیچہ وطنی جنگل)	8کنال	3عدد
خانیوال (پیر و وال جنگل)	2۔ایکڑ	3عدد

(د) مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

ریسٹ ہاؤس بر مقام	تزئین وآرائش پر خرچہ کی تفصیل
بہاولپور (آر۔ڈی50)	148868روپے
بہاول نگر	--
رحیم یار خان	--
ملتان	--
لودھراں (میراں پور جنگل)	7200روپے
ساہیوال (چیچہ وطنی جنگل)	65000روپے
خانیوال (پیر و وال جنگل)	15406روپے
میزان:	236474روپے

(ہ)

ریسٹ ہاؤس بر مقام	سال 2001 سے آج تک یوٹیلٹی بلز کے ضمن میں جتنی رقم کی ادائیگی کی گئی (روپوں میں)
بہاولپور (آر۔ڈی50)	222447روپے
بہاول نگر	--
رحیم یار خان	--
ملتان	--
لودھراں (میراں پور جنگل)	--
ساہیوال (چیچہ وطنی جنگل)	144531روپے
خانیوال (پیر و وال جنگل)	35400روپے
کل میزان	402378 روپے

صوبہ میں جنگلات اور ہونے والی آمدن واخراجات کی تفصیل

*4514 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں محکمہ جنگلات نے کتنے ایکڑ پر کس کس جگہ جنگل لگایا ہوا ہے؟

(ب) ان جنگلوں کی سال 2002 سے آج تک آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) ان جنگلات میں کس کس قسم کے درخت لگائے گئے ہیں؟

(د) سال2002 سے آج تک صوبہ میں کتنے نئے درخت لگائے گئے ہیں؟ آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) محکمہ جنگلات صوبہ پنجاب کے تحت لگائے گئے جنگلات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام زون	ایکڑ	ایونیومیل	ایونیو کلومیٹر
شمالی زون راولپنڈی	687168	3034	6020
سنٹرل زون لاہور	98063	7084	5928
جنوبی زون ملتان	113957	---	---
میزان	899188	10118	11948

مزید تفصیل برضمیمہ نمبر1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان جنگلات کی سال2002 سے آج تک آمدن اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام زون	آمدن (روپوں میں)	خرچ (روپوں میں)
شمالی زون راولپنڈی	306999716	57792895
سنٹرل زون لاہور	353067613	100805867
جنوبی زون ملتان	222180228	122323663
میزان	882247557	280922425

(ج) ان جنگلات میں شیشم، کیکر، سفیدہ، سیمبل، پاپلر، شہتوت، بیری، بکائن، نیم، پھلاہی، فراش، دیودار، توت، دھریک، ایلنیھتس، سنتھا، کیل، جنڈ کے درخت لگائے گئے ہیں۔

(د) صوبہ پنجاب میں ان جنگلات میں سال2002 سے آج تک لگائے گئے درخت اور سال2002 سے آج تک آمدن اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام زون	تعداد کاشت	اخراجات	آمدن
شمالی زون راولپنڈی	2155854	306999716	57792895
سنٹرل زون لاہور	2636553	353067613	100805867
جنوبی زون ملتان	5159378	222180228	122323663
میزان	9951785	882247557	280922425

چھانگا مانگا، جنگل کے رقبہ، ناجائز قابضین اور آمدن و اخراجات کی تفصیل

*4555 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چھانگا مانگا جنگل کتنے رقبہ پر قائم ہوا تھا؟

(ب) اس وقت اس جنگل کی انتظامیہ کے قبضہ میں کتنا رقبہ ہے اور کتنا رقبہ ناجائز قابضین کے زیر استعمال ہے۔ان ناجائز قابضین کے نام، پتاجات اور قبضہ کی تاریخ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت اس جنگل میں کتنے رقبہ پر کون کون سے درخت ہیں کتنے رقبہ پر جھاڑیاں اور خودرو پودے ہیں؟

(د) اس جنگل کی سال 2001 سے آج تک کی آمدن و اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات

(الف) چھانگا مانگا جنگل 12510۔ایکڑ رقبہ پر قائم ہوا تھا۔

(ب) جنگل کی انتظامیہ کے پاس 12510۔ایکڑ رقبہ ہے۔کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ج) چھانگا مانگا جنگل میں مندرجہ ذیل درخت موجود ہیں۔

شیشم/توت	9672.16ایکڑ
پاپلر	770.18ایکڑ
ولو	21.00ایکڑ
سفیدہ	2046.66ایکڑ
ٹوٹل	12510.00ایکڑ

جنگلی اور خودرو جھاڑیاں درج بالا درختوں کے نیچے 2130۔ایکڑ پر موجود ہیں۔

(د) 2001-02 سے لیکر آج تک 2003-04 آمدن و اخراجات درج ذیل ہیں:۔

سال	اخراجات	آمدن
2001-02	31516145روپے	49216845روپے
2002-03	29310664روپے	33925143روپے
2003-04(up to 03/04)	20297140روپے	31695663روپے

لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور، 2001تاحال،
ترقیاتی منصوبوں اور لاگت کی تفصیل

*4642**ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک لال سوہانرا پارک بہاول پور میں کون کون سے ترقیاتی منصوبے مکمل کئے گئے ہیں۔ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور ٹھیکیداروں کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ پارک ایشیا کا سب سے بڑا پارک ہے۔ مگر اس کی حالت ناگفتہ بہ ہے؟

(ج) کیا حکومت اس پارک کی خصوصی تزئین و آرائش کروانے کے لئے فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات:

(الف) لال سوہانرا نیشنل پارک میں یکم جنوری 2001 سے آج تک ترقیاتی سکیم کے تحت 282۔ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کی گئی ہے۔ منصوبہ کا نام پنجاب فارسٹ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ ہے اور اس منصوبہ پر کل لاگت مبلغ 2440500روپے آئی ہے۔کام ٹھیکہ پر نہ کرایا گیا ہے بلکہ یہ منصوبہ محکمانہ طور پر بذریعہ 1مزدور (یومیہ اجرت) بمطابق محکمانہ شیڈول آف ریٹ 1974 مکمل کروایا گیا ہے۔

(ب) لال سوہانرا نیشنل پارک ایشیاء کی بجائے پاکستان کا سب سے بڑا پارک ہے۔ پارک کی حالت ناگفتہ بہ نہ ہے۔ فراہم کردہ وسائل کے مطابق پارک کی مناسب دیکھ بھال کی جا رہی ہے آمدہ سیاحوں کی طرف سے اس سلسلہ میں کبھی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) حکومت محکمانہ بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے پارک کی خصوصی تزئین و آرائش کروانے کے لئے فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلہ میں ترقیاتی منصوبہ Provision of additional Facilities in Children Park Lalsuhanra National Park جس کی مالیت 5.5 ملین روپے ہے مرتب کیا جا رہا ہے۔

مری، کہوٹہ اور کوٹلی ستیاں راولپنڈی،
جنگلات کی آمدن و خرچ کی تفصیل

*4753(A)راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ):کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مری، کہوٹہ اور کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی میں واقع جنگلات سے 2000 کے بعد حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل بیان کی جائے نیز کیا اس آمدن کا کچھ حصہ مقامی آبادی پر بھی خرچ کیا جاتا ہے تاکہ مقامی افراد /آبادی خود کو شریک رکھے۔نیز اس عرصہ میں محکمہ ہذا نے کن علاقوں پر کیا اخراجات کئے، کتنے براڈیل پاتھ وغیرہ تعمیر ہوئے؟

(ب) کیا حکومت حلقہ PP-1&2 کے جنگلات کے ریزن کو collect کرنے کا پرانا طریق کار بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔تاکہ مقامی افراد اپنے ذریعہ معاش کے لئے جنگلات کی حفاظت میں دلچسپی لیں؟

وزیر جنگلات:

(الف) مری کہوٹہ اور کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی میں واقع سرکاری جنگلات سے سال 2000 کے بعد حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	آمدن
2000-01	46857729روپے
2001-02	50713694روپے
2002-03	47381819روپے
2003-04	85023559روپے

ناردرن زون راولپنڈی میں گزارہ فارسٹ ڈویژن کام کر رہا ہے جو کہ اپنی مدد آپ کے تحت کام کرتا ہے۔اس کی آمدنی کا انحصار صرف تحصیل مری، کہوٹہ اور کوٹلی ستیاں کے رقبہ (گزارہ ملکیت) میں خشک درخت از قسم چیل کیل جو کہ محکمانہ طور پر چرائی کر کے بذریعہ نیلام عام فروخت کی جاتی ہے اور حاصل شدہ آمدن بمطابق قانون ملکیت 70 فیصد مالکان کو تقسیم کی جاتی ہے اور عمومی رفاہی بہبود پر بذریعہ ویلج گزارہ سوسائٹی خرچ کی جاتی ہے۔2000 سے تاحال درج ذیل آمدن ہوئی اور مختلف منصوبہ جات پر خرچ کی گئی۔نیز

یہاں کوئی براڈیل پاتھ تعمیر نہ کیا گیا ہے۔

کل آمدن	1,55,05,680روپے
اخراجات بابت منصوبہ جات	19,85,300روپے

(ب) حکومت پنجاب نے سال85-1984 سے ریزن نکاسی پر پابندی لگا رکھی ہے۔اس طریق کار کو بحال کرنے کا فی الحال کوئی ارادہ نہ ہے۔

راولپنڈی، جنگلات میں لگنے والی آگ، نقصانات اور دیگر تفاصیل

*4754راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ):کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی زون بالعموم اور بالخصوص مری، کوٹلی ستیاں، کہوٹہ جنگلات میں2000 سے اب تک آگ لگنے کے کتنے واقعات رونما ہوئے۔تاریخ، جگہ اور متاثرہ رقبہ وجنگلات کو پہنچنے والے نقصان کی تفصیل بیان فرمائیں۔

(ب) آگ کی روک تھام کے لئے محکمہ نے کیا اقدامات کئے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔نیز بین الاقوامی ادارے (جو ماحول کے تحفظ یا بہتری کے لئے اقدامات کر رہے ہیں)اس بابت جنگلات کے بچاؤExtension, Promotion, Fire fightingکے لئے راولپنڈی ڈویژن میں ملنے والی امداد کی نوعیت و دیگر تفصیل بیان فرمائیں۔ایسے اداروں کے نام، امداد کی تفصیل، اس سے حاصل شدہ فوائد، اثرات کو کنIndicatorسے تعین کیا جا سکتا ہے؟

(ج) کیا جنگلات میں لگنے والی آگ کے واقعات کی بابت کوئی انکوائری رپورٹ مرتب کی گئی۔اگر جواب اثبات میں ہو تو اس کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔نیز ایسے واقعات کے خلاف کیا اقدامات کئے گئے۔کتنی ایف۔آئی۔آر یا محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(د) آگ بجھانے کے لئے مقامی آبادی کا کیا کردار رہا۔مقامی آبادی کوInvolveکرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر جنگلات:

(الف) نادرن زون راولپنڈی میں سال2000 سے اب تک لگنے والی آگ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) آگ کی روک تھام کے لئے محکمہ فائر لائین کی صفائی کے ساتھ ساتھ فائر واچرز کی خدمات حاصل کرتا ہے اور آگ کے سیزن میں ضروری ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں محکمہ نے وائرلیس سسٹم قائم کیا ہے جس سے آگ لگنے کی صورت میں عملہ کو مختلف جگہوں پر بروقت پیغام رسانی میں مدد ملتی ہے اور عملہ جنگلات دوسرے لوگوں کے ساتھ جائے وقوعہ پر پہنچ کر اکثر و بیشتر آگ پر قابو پالیتا ہے اور ضروری امدادی اشیاء کی موقع پر فراہمی میں مدد ملتی ہے۔ اس ضمن میں URDP پراجیکٹ کے تحت جنگلات کو کچھ سہولیات میسر آئی ہیں۔ جن سے آگ پر قابو پانے میں محکمہ کی کارکردگی میں خاطر خواہ بہتری آئی ہے۔اس پراجیکٹ کے تحت سکواڈ اور چار عدد فائر وین مہیا کی گئیں۔مزید فائر ٹاور کی مرمت اور وائرلیس نظام کو آپریٹو کرنے کے لئے فنڈز مہیا کئے گئے۔اس طرح گزشتہ دو سال میں پراجیکٹ کے تحت تقریباً چھبیس لاکھ روپے مہیا کئے گئے، تاہم موجودہ سال میں URDP پراجیکٹ کے تحت کوئی مالی امداد مہیا نہ کی گئی۔ماسوائے چار عدد فائر مین جن کے اخراجات ماہ مئی تک مہیا کئے گئے جب کہ باقی ماندہ انتظامات محکمہ نے اپنے وسائل سے کئے۔

(ج) آگ لگنے کے اکثر واقعات اتفاقیہ ہوتے ہیں اور اکثر واقعات میں کوئی خاطر خواہ نقصان نہیں ہوتا۔تاہم آگ سے متاثرہ رقبہ کا متعلقہ مہتمم جنگلات، ناظم جنگلات اور ناظم اعلیٰ جنگلات باقاعدہ معائنہ کر کے اس امر کو یقینی بناتے ہیں کہ آگ سے جنگل کو پہنچنے والے نقصان کی درست رپورٹنگ اور اگر کوئی ملازم کوتاہی کا مرتکب ٹھہرے تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کو یقینی بنایا جائے۔علاوہ ازیں آگ لگنے کے واقعہ کے متعلق تھانہ میں باقاعدہ رپٹ / ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہے اور محکمہ پولیس اس کی تفتیش بھی کرتا ہے مزید یہ کہ آگ لگنے کے غیر معمولی واقعات کی باقاعدہ انکوائری کی جاتی ہے اور ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔اس عرصہ میں چند اہم واقعات رونماہوئے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ میانوالی فاریسٹ ڈویژن میں14-04-2000 کو9۔ایکڑ رقبہ پر آگ لگی جس میں تقریباً60000روپے کا نقصان ہوا۔ جس کی باقاعدہ ایف آئی آر کٹوائی گئی۔

2۔ بھکر فاریسٹ ڈویژن میں09-03-2000 کو17۔ایکڑ رقبہ پر آگ لگی جس میں تقریباً84000روپے کا نقصان ہوا۔ جس کی باقاعدہ ایف آئی آر کٹوائی گئی۔

3۔ میانوالی فاریسٹ ڈویژن میں 2003-06-07 کو 102۔ایکڑ رقبہ پر آگ لگی جس میں تقریباً 31550روپے کا نقصان ہوا۔ تاہم کوئی سرکاری اہلکار ذمہ دار نہ پایا گیا جبکہ نقصان Write off کرنے کے لئے متعلقہ اتھارٹی محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو ارسال کیا گیا۔

4۔ راولپنڈی فاریسٹ ڈویژن میں 04-03-16 کو 15۔ایکڑ رقبہ پر آگ لگی جس سے نئے شجر جھلسنے سے تقریباً 52050روپے کا نقصان ہوا۔ تاہم بعدازاں بارش کی وجہ سے تمام جھلسے ہوئے پوداجات ہرے بھرے ہو گئے ہیں۔ اس طرح آگ سے ہونے والے نقصان کی تلافی ہو گئی۔

5۔ راولپنڈی فاریسٹ ڈویژن میں 2004-03-23 کو 20۔ایکڑ رقبہ پر آگ لگی جس سے نئے شجر جھلسنے سے تقریباً 69400روپے کا نقصان ہوا۔ تاہم بعدازاں بارش کی وجہ سے تمام جھلسے ہوئے پوداجات ہرے بھرے ہو گئے ہیں۔ اس طرح آگ سے ہونے والے نقصان کی تلافی ہو گئی۔

(د) اکثر اوقات آگ بجھانے میں مقامی آبادی کا کردار نہایت اہم رہا۔ مقامی آبادی کو اکٹھا کرنے کے لئے محکمہ جنگلات بسا اوقات ٹرانسپورٹ کی سہولیات مہیا کرتا ہے اور ان کو ضروری امدادی اشیاء فراہم کرتا ہے۔

ضلع جہلم، چکوال، جنگلات کے رقبہ، پودوں کی اقسام اور آمدن و خرچ کی تفصیلات

*4985 شیخ تنویر احمد: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جہلم اور چکوال میں کتنے رقبہ پر کس کس جگہ جنگلات ہیں اور ان میں کس کس قسم کے درخت لگائے گئے ہیں؟

(ب) ان جنگلات کی سال 2002 سے آج تک کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان اضلاع کو سال 2002 سے آج تک کتنی سرکاری رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(د) سال 2002 سے آج تک ان اضلاع میں کتنے رقبہ پر کس کس جگہ کس قسم کے درخت لگائے گئے؟

(ہ) ان سالوں کے دوران حکومت کی کتنی رقم ان اضلاع میں خورد بُرد ہوئی اور ان کے ذمہ داران کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع جہلم اور چکوال میں زیادہ تر پھلائی، کیکر، سنتھا اور کہو وغیرہ کے درخت پائے جاتے ہیں۔ ضلع چکوال اور جہلم کے جنگلات کے رقبہ جات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ضلع چکوال

1۔	دل جبہ	5284	2۔	سرلہ	9632
3۔	وڑیال	1202	4۔	جبوال	73
5۔	حاصل	2023	6۔	پیلو	1972
7۔	راہنہ	395	8۔	نخشی والہ	2548
9۔	سمبلی نارتھ ساؤتھ	15013	10۔	نورپور	15190
11۔	بگا	3723	12۔	سمرقند نارتھ	5406
13۔	سمرقند ساؤتھ	9195	14۔	نگری	1815
15۔	رنگ پور	898	16۔	ملکانی	483
17۔	تلیالہ	1606	18۔	تھرچک	2031
19۔	دریکن	4756	20۔	کرنگل	1262
21۔	ڈیواں	1861	22۔	گندہالہ	2878
23۔	دہرم برت	513	24۔	دام ہدانواں	499
25۔	ملوٹ	4589	26۔	ڈلوال	10009
27۔	پریڑا	3264	28۔	کسک	6962
29۔	کھیالہ	18005	30۔	ڈنڈوت	18000
31۔	چینجی	15002	32۔	جھاٹلہ	1285
33۔	فیضیہ	1034	34۔	ناڑا	520
35۔	دندی	607	36۔	رتوال	526
37۔	کوٹ کلاں	2233	38۔	نکہ کہوٹ	1587
39۔	چکوالیاں	718	40۔	سیکشن	38ایریا4342
41۔	زرعی اصلاحات	1154			

ضلع جہلم

1۔	بیلہ پیراں غائب	1066	2۔	بیلہ سگھوبولہ	64
3۔	ٹلہ	23388	4۔	لہڑی	11968
5۔	خیری	5345	6۔	گراٹ	2084
7۔	پنیالہ	1332	8 ۔	ٹیلی	17214
9۔	بڑالی	8253	10۔	بن اسماعیل	1237
11۔	ماکر	930	12۔	جلالپور	13972
13۔	کانڈل	4710	14۔	روہتاس	1484
15۔	بٹالی ڈھیر	591	16۔	مالک پور شاہ	793
17۔	غیر مسلم ایریا	42	18۔	چبوترہ	143
19۔	بجوالہ	913	20۔	خالصہ اندان	238

(ب) سال2002 سے مئی2004 تک آمدن اور اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام ضلع	سال	آمدن	خرچ
جہلم	2001-02	29,12,653	71,42,800
	2002-03	16,42,064	66,96,936
	2003-04	40,08,802	74,77,490
چکوال	2001-02	28,92,055	46,34,150
	2002-03	28,52,862	68,42,300
	2003-04	38,75,861	73,39,600

(ج) ضلع جہلم کو سال2002 سے سال2004 تک فراہم کردہ رقوم کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	تنخواہ والاؤنس ملازمین / Contingences میں دی گئی رقوم	رقم جو سرکاری گاڑیوں / سٹور عمارتوں کی مرمت POL کے لئے دی گئی	رقم جو نرسریوں اور شجرکاری وغیرہ کے لئے دی	میزان
2001-02	61,15,500	2,29,000	7,98,300	71,42,800
2002-03	58,52,116	3,86,620	7,58,200	69,96,936
2003-04	64,79,307	2,58,008	7,40,175	74,77,490

2۔ ضلع چکوال کو سال2002 سے سال2004 تک فراہم کردہ رقوم کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	تنخواہ و الاؤنس ملازمین / Contingences میں دی گئی رقوم	رقم جو سرکاری گاڑیوں / سٹور عمارتوں کی مرمت POL کے لئے دی گئی	رقم جو نرسریوں اور شجر کاری وغیرہ کے لئے دی	میزان
2001-02	38,78,650	2,84,000	4,71,500	46,34,150
2002-03	55,82,000	4,44,000	8,16,300	68,42,300
2003-04	55,96,700	2,64,000	14,78,900	73,39,600

(د) شجر کاری کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(i) ضلع جہلم:۔

سال	نام(جنگل / روڈ)	ٹکڑا نمبر	رقبہ ایکڑ	اقسام درخت
2002	۔	۔	۔	۔
2003	جلالپور	18	80	کیکر، ایپل ایپل، پھلائی کی بجائی کروائی گئی۔
2004	۔	۔	۔	۔

(ii) ضلع چکوال

سال	نام (جنگل / روڈ)	رقبہ ایکڑ / AV Mile	اقسام درختاں
2002	دندی ٹکڑا نمبر 1,2	100	پھلائی
2002	سوہاوہ میانوالی روڈ	25	کیکر، شیشم، پھلائی، دھریک وغیرہ
2003	دندی ٹکڑا نمبر 2	52.05	پھلائی
2003	تھرچک ٹکڑا نمبر 3	106	پھلائی
2004	چنجی ٹکڑا نمبر 103	105	پھلائی
2004	سوہاوہ میانوالی روڈ	125	کیکر، شیشم، پھلائی، دھریک وغیرہ

(ہ) محکمہ جنگلات میں سال 2002 سے آج تک جہلم اور چکوال میں حکومت کی رقوم میں کوئی خُورد بُرد نہ ہوئی ہے۔

خانیوال، پیر و وال جنگل سے متعلقہ تفصیلات

*5588 مخدوم سید محمد مختار حسین شاہ: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پیر و وال (خانیوال) جنگل کب، کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اس وقت محکمہ جنگلات کے پاس کتنا رقبہ اس جگہ ہے؟
(ج) کتنے رقبہ پر محکمہ کا لگایا جنگل ہے اور کتنے پر خودرو پودے ہیں؟
(د) اس جگہ پر سال 2002 سے آج تک کتنی رقم جنگل لگانے پر خرچ کی گئی ہے؟
(ہ) اس جنگل کی نگرانی کے لئے تعینات عملہ کے نام، عہدہ، گریڈ اور ماہانہ تنخواہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟
(و) اس جنگل کی سال 2002 سے آج تک آمدن اور خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ذخیرہ پیرووال 1917 میں قائم ہوا جو کہ 19289۔ایکڑ رقبہ پر مشتمل تھا۔
(ب) اس وقت محکمہ جنگلات کے پاس ذخیرہ پیرووال میں 12281۔ایکڑ رقبہ ہے۔
(ج) 8024۔ایکڑ رقبہ پر جنگل لگایا گیا ہے اور 4257۔ایکڑ رقبہ پر خودرو پودے ہیں۔
(د) سال 2002 سے آج تک 34.07 لاکھ روپے جنگل لگانے پر خرچ کئے گئے ہیں۔
(ہ) تفصیل ضمیمہ "اے" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(و) سال 2002 سے آج تک آمدن اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	آمدن	خرچ
2002-03	4.01لاکھ	43.17لاکھ
2003-04	2.31لاکھ	46.87لاکھ
ٹوٹل	6.32لاکھ	90.04لاکھ

فیصل آباد، محکمہ جنگلات کی اراضی، ناجائز قابضین اور لیز/پٹہ سے متعلقہ تفصیلات

*5590 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) محکمہ جنگلات کی فیصل آباد میں کس کس جگہ کتنی کتنی اراضی ہے؟
(ب) کتنی اراضی آباد اور کتنی بنجر و غیر آباد ہے؟
(ج) اس اراضی سے کتنی آمدن سالانہ ہو رہی ہے؟

(د) کتنی اراضی ناجائز قابضین کے پاس ہے۔ان ناجائز قابضین کے نام اور اراضی مع جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنی اراضی ٹھیکہ / لیز پٹہ پر دی گئی ہے اور اس سے سالانہ آمدن کتنی ہو رہی ہے؟

(و) فیصل آباد شہر میں محکمہ کی کتنی اراضی کس کس جگہ ہے؟

وزیر جنگلات:

(الف) محکمہ جنگلات کی مندرجہ ذیل جگہوں پر اراضی ہے۔

1۔	جڑانوالہ سب ڈویژن	940۔ایکڑ
2۔	گٹ والا فیصل آباد	131۔ایکڑ

(ب) جڑانوالہ اور گٹ والا تمام رقبہ آباد ہے۔بنجر اور غیر آباد نہ ہے۔

(ج) مندرجہ بالا اراضی سے تقریباً 12 لاکھ سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔

(د) فیصل آباد میں محکمہ کے رقبہ پر کوئی ناجائز قابضین کا قبضہ نہ ہے۔

(ہ) محکمہ جنگلات فیصل آباد گٹ والا پارک میں انٹری فیس، پارکنگ کشتی رانی اور کینٹینز (سنیک بار) کے سالانہ ٹھیکے دیئے جاتے ہیں اور سالانہ آمدن تقریباً 1053000 روپے ہوتی ہے۔

(و) فیصل آباد شہر میں محکمہ جنگلات کی کوئی اراضی نہ ہے۔

محکمہ جنگلات، پاکپتن میں تعینات سٹاف اور شجر کاری سے متعلق تفصیلات

*5927 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جنگلات صوبائی کے لئے ضلع پاکپتن میں کتنا عملہ اور افسران ہیں۔کتنے بیلدار ہیں، کہاں کہاں تعینات ہیں؟

(ب) رواں مالی سال ضلع پاکپتن میں جنگلات اور درخت لگانے کے لئے کتنا عملہ اور کتنی رقم مہیا کی گئی ہے؟

(ج) ضلع پاک پتن میں شیشم کے درخت کو بچانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(د) کیکر اور شیشم کے سوکھے درختوں کی لکڑی بچانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(ہ) ضلع پاکپتن بالخصوص حلقہ پی پی۔228میں درختوں کو لگانے اور آئندہ کی منصوبہ بندی سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع پاکپتن محکمہ جنگلات کی پاکپتن رینج اور ساہیوال رینج کے علاقہ عارف والہ پر مشتمل ہے۔اس طرح مجموعی طور پر ضلع پاکپتن میں 19فارسٹ گارڈز اور 2بلاک آفیسرز تعینات ہیں جبکہ ایک رینج فارسٹ آفیسر ساہیوال، تحصیل عارف والا کو کنٹرول کرتا ہے۔ رینج فارسٹ آفیسر پاکپتن کے زیر کنٹرول4بلاک ہیں۔ سلیمانکی بلاک، پاڑہ بلاک، ورسین بلاک اور پاکپتن بلاک، ورسین بلاک پر مستقل بلاک افسر ہے جبکہ دوسرے تینوں بلاک ہائے کا چارج پاکپتن بلاک میں 4ورسین بلاک میں3، سلیمانکی میں 2 فارسٹ گارڈ ہیں۔اسی طرح عارف والہ جو کہ ساہیوال کا حصہ ہے میں باقاعدہ بلاک آفیسر صرف ایک ہے جبکہ عارف والا کے 4بلاک ہیں۔عارف والہ بلاک کے علاوہ کلیرا بلاک، قبولہ بلاک اور دلووالہ بلاک ہیں۔ان پر عملہ کی کمی کی وجہ سے فارسٹ گارڈ تعینات ہیں۔مزید برآں عارف والہ بلاک میں 2فارسٹ گارڈزاور دلووالہ بلاک پر 3فارسٹ گارڈز تعینات نہ ہیں۔ ضلع پاکپتن میں 5بلاک افسران اور 13فارسٹ گارڈز کی پوسٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔

(ب) رواں مالی سال2004-05 میں ضلع پاکپتن کو نہروں / سڑکوں پر درخت لگانے کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی فنڈز نہ دیئے گئے ہیں۔ صرف پاکپتن رینج میں 50,000پودے لگانے کے لئے62500روپے دیئے گئے ہیں تاکہ پبلک کی ڈیمانڈ کے لئے نئے پودے اگائے جاسکیں۔

(ج) ایک سکیم جس کی مالیت 2کروڑ ہے کے تحت فارسٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور دیگر ادارہ جات کی معاونت سے تحقیق کر رہا ہے، تحقیق کی روشنی میں اقدامات کئے جائیں گے۔

(د) سوکھے درختوں کو بچانے کے لئے کہ یہ ضائع نہ ہو جائیں نیلام کر کے رقم سرکاری خزانے میں جمع کروائی جارہی ہے۔

(ہ) ضلع پاکپتن میں امسال80 AV mile نہر کے کنارے شجرکاری کی جائے گی۔ جس میں سے10 AV mile حلقہ پی پی۔228بھی شامل ہے۔اس کے علاوہ نہروں کے

کنارے شجر کاری کرانے کے لئے ایک ترقیاتی سکیم بعنوان Afforestation of Blank reaches along Canals in Southern Zone Multan بھی مرتب کر کے حکومت کوارسال کی گئی ہے۔ جس کے تحت پاکپتن ضلع میں287 AV mile رقبہ پر نہروں کے کنارے شجر کاری کرائی جائے گی۔ جس میں 35 AV mileحلقہ پی پی۔288 کے شامل ہیں۔ سکیم کی منظوری کے بعد شجر کاری آئندہ دو سالوں میں کرائی جائے گی۔

جنگلات کے مطلوبہ ہدف کے حصول کے لئے حکومتی اقدامات

*5976جناب محمد وقاص: کیاوزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں جنگلات پر مشتمل رقبہ 3.1 فیصد ہے جو کہ مطلوبہ معیار (کم از کم 15 فیصد) سے بہت کم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سالانہ تقریباًدو کروڑ درخت کاٹے جا رہے ہیں؟

(ج) کیاایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے کہ پانچ سال تک چند خاص قسم کے درختوں کی کٹائی پر مکمل پابندی عائد کر دی جائے جبکہ اس قسم کے مزید درخت اگانے کی خصوصی مہم چلائی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ترقی یافتہ ممالک میں صحت عامہ کو بہتر رکھنے اور صاف ستھری آب وہوا کے لئے ہر ملک کے مخصوص حالات کے پیش نظر 10تا25 فیصد جنگلات ضروری ہیں۔

یہ درست ہے کہ پنجاب میں جنگل کا رقبہ 3.1 فیصد ہے۔ تاہم جنگلات کے تحت رقبہ میں مزید اضافہ کے لئے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ عوام کو جنگلات کے فروغ اور افادیت کے بارے میں الیکٹرانک میڈیااور اخبارات کے ذریعے آگاہی کے علاوہ تربیت کے لئے ورکشاپ اور میلے منعقد کئے جاتے ہیں اور سال میں دو دفعہ شجر کاری کی مہم چلائی جاتی ہے۔ اور پودے رعایتی نرخوں پر سپلائی کئے جاتے ہیں۔ محکمہ جنگلات کی زمینوں کے خالی حصہ میں جنگلات لگانے کے لئے مختلف سکیمیں بنائی گئی ہیں۔ تاکہ ذخیرہ جات، سڑکات اور نہروں کے کنارے خالی جگہوں پر جنگلات

لگائے جا سکیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ صرف سڑکات اور انہار کے کنارے خشک اور گرے پڑے درخت نیلام کئے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ جہاں کہیں ترقیاتی کام ہوتا ہے تو تعمیل میں حائل ہونے والے درخت کاٹے جاتے ہیں اور نہری ذخیرہ جات میں فصل کی عمر پوری ہونے پر مین فلنگ منظور شدہ پروگرام کے تحت کی جاتی ہے۔

(ج) فی الحال کوئی ایسی تجویز زیر غور نہ ہے۔ پہاڑی علاقوں میں سرسبز درختوں کی کٹائی پر پابندی ہے اور خالی رقبوں میں چیل کی شجرکاری کی جارہی ہے۔

شراکت کی بنیاد پر جنگل لگانے کا حکومتی پروگرام

*6095جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے شراکت کی بنیاد پر جنگل لگانے کی سکیم شروع کر رکھی ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صوبہ میں کہاں کہاں اور کتنے رقبہ پر شراکت کی بنیاد پر جنگل لگانے کی تجویز ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ حکومت نے شراکتی بنیاد پر جنگل لگانے کی سکیم شروع کر رکھی ہے یہ معاملہ زیر غور ہے اور اس سلسلہ میں مورخہ 26اور27۔اپریل2005 کو محکمہ جنگلات کے زیر اہتمام ایک ورکشاپ بھی منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت پہلے روز وزیراعلیٰ پنجاب جناب پرویزالٰہی نے کی تھی۔ اس ورکشاپ میں اس معاملہ پر غور کیا گیا۔ جس پر عملدرآمد حکومت کی طرف سے حتمی فیصلہ کے بعد ہی کیا جائے گا۔ تاہم محکمہ جنگلات نے کوئی رقبہ شراکتی بنیاد پر جنگل لگانے کے لئے کسی کو نہ دیا ہے اور یہ معاملہ ابھی تک سوچ بچار کی حد تک ہی محدود ہے۔

(ب) جیسا کہ جز بالا کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے کہ محکمہ جنگلات نے کوئی رقبہ شراکتی بنیاد پر جنگل لگانے کے لئے کسی کو نہ دیا ہے اور یہ معاملہ ابھی تک سوچ بچار کی حد تک ہی

محدود ہے۔

مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام سے 2003 تک قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کی تفصیلات

*6097 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام سے 2003 تک کتنے ملازمین کو قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا نیز ان ملازمین کو کس اتھارٹی نے قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا۔ سال وار تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر جنگلات:

مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام سے 2003 تک صرف ایک ملازم مسٹر عابد حسین شاہ کو دوران سال 1987 میں قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بطور فارسٹر بھرتی کیا گیا۔ بھرتی کے وقت مذکورہ ملازم کی عمر تین ماہ زائد تھی۔ جس کی منظوری جناب ناظم اعلیٰ جنگلات شمالی زون راولپنڈی نے بذریعہ آرڈر نمبری 2731/E/NZ مورخہ 27-01-1987 کے تحت دی۔

سب ڈویژن شرقپور، بیٹس میں درختوں کی تعداد، نیلامی اور متعلقہ دیگر امور کی تفصیل

*6372 چودھری اعجاز احمد سماں: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سب ڈویژن شرقپور میں موجودہ SDFO رانا شاہد صاحب کی تعیناتی سے پہلے بیٹ نمبر 12,11,10,9 کے رقبہ میں درختوں کی تعداد کیا تھی اور اب کیا ہے، ہر بیٹ کی علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ بیٹ میں کتنے درختوں کی باقاعدہ نیلامی کی گئی اور کس تاریخ کو اور کتنے خُورد بُرد کئے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو رقبہ تقریباً 100 ایکڑ پلانٹ کیا گیا، پودوں کو پانی دینے کے لئے کوئی ٹیوب ویل بور نہ کیا گیا؟

(د) مذکورہ بیٹ میں متعلقہ اہلکاروں نے کتنا رقبہ اپنے من پسند لوگوں کو ٹھیکہ پر دے رکھا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان بدعنوان ملازمین کو فوری تبدیل کر کے انکوائری کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات:

(الف) رانا شاہد (SDFO) شرقپور سب ڈویژن میں بطور فارسٹ افسر تعیناتی سے پہلے کھیت نمبر 12,11,10,9 میں درختوں کی تعداد بالترتیب 482 درخت، 2520 درخت، 878 درخت اور 376 درخت تھے۔ اب بھی اتنے ہی موجود ہیں نیز کھیت نمبر 12,11,10,9 الگ الگ بیٹ ہائے نہیں ہیں بلکہ یہ کھیت ہائے ایک ہی بیٹ یعنی چوہنگ بیٹ میں شامل ہیں۔

(ب) مذکورہ بیٹ میں کوئی نیلامی درختان نہ کی گئی ہے نہ ہی کوئی درخت خُورد بُرد کیا گیا ہے۔

(ج) 100۔ایکڑ رقبہ پر روایتی بیلا تکنیک پر شجرکاری کروائی گئی ہے، دریائی نلی (Creek) سے رقبہ شجرکاری کو پانی دیا گیا نیز واگزار شدہ اراضی پر موجودہ بور بھی آبپاشی شجرکاری کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔

(د) مذکورہ بیٹ سے کوئی رقبہ کسی کو ٹھیکہ پر نہ دیا گیا ہے۔

(ہ) متذکرہ بالا حقائق کے پیش نظر کسی تبادلہ یا انکوائری کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع وہاڑی، سرکاری نرسریوں، پودوں کی تعداد واقسام اور آمدن وخرچ کی تفصیل

*6456 جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات کے زیر انتظام کتنی نرسریاں ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان نرسریوں میں جو پودے تیار ہوتے ہیں۔ان کے نام اور تعداد کیا ہے۔ان نرسریوں سے 2003 سے جنوری 2005 تک کتنے پودے فروخت ہوئے، کتنی آمدن ہوئی اور کہاں خرچ ہوئی۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) ضلع وہاڑی میں نجی شعبہ میں جنگلات لگانے کے لئے کیااقدامات اٹھائے گئے نیز ضلع میں جنگلات کاسرکاری رقبہ کتنا ہے۔ تفصیل سے ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع وہاڑی، بوریوالہ، میلسی اور وہاڑی تحصیل ہائے پر مشتمل ہے۔ محکمہ جنگلات ساہیوال کے زیر انتظام نائب مہتمم، جنگلات وہاڑی اور امین جنگلات بوریوالہ کام کرتے ہیں۔ تحصیل وہاڑی میں نرسریوں کی تعداد دو اور تحصیل بوریوالہ میں ایک ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام تحصیل	سب ڈویژن / رینج	مقام نرسری
1۔	وہاڑی	وہاڑی سب ڈویژن	دہلی ملتان روڈ370-LR 371/
2۔	وہاڑی	وہاڑی سب ڈویژن	دہلی ملتان روڈ356-LR 357/
3۔	بوریوالہ	بوریوالہ رینج	دہلی ملتان روڈ342-LR 343/

(ب) ان نرسریوں میں جوپودے تیار کئے جاتے ہیں ان میں کیکر، امرود، املتاس، کچنار، کیمز، شیشم، گلاب اور چمبیلی وغیرہ شامل ہیں۔ وہاڑی سب ڈویژن میں پودہ جات کی تعداد تقریباً دولاکھ ہے اور بوریوالہ رینج میں تقریباً ایک لاکھ ہے، ان نرسریوں میں سے تقریباً 20000 پودہ جات فروخت کئے گئے ہیں اور ان سے تقریباً 40000 روپے کی آمدنی ہوئی ہے جو کہ سرکاری خزانہ میں جمع کروادی گئی ہے۔ اس کے علاوہ انہی نرسریوں سے ہی ڈیفنس، محکمہ تعلیم، صحت وغیرہ کو بھی ارزاں نرخوں پر پودے فراہم کئے جاتے ہیں۔ ساتھ ساتھ محکمہ جنگلات کی زمینوں میں بھی انہی نرسریوں سے پودے لگائے جاتے ہیں۔

(ج) ہر سال محکمہ جنگلات کی طرف سے شجرکاری مہم، موسم برسات اور موسم بہار میں چلائی جاتی ہے جس میں پبلک کو سستے داموں پودے فراہم کئے جاتے ہیں اور ان کو جنگلات لگانے کے بارے میں بھی رہنمائی کی جاتی ہے۔ بوریوالہ / رینج میں اس دوران 20000 پودے لگوائے گئے ہیں۔

مزید برآں وہاڑی سب ڈویژن بوریوالہ رینج انہار اور سڑکات پر مشتمل ہے اور رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام سب ڈویژن / رینج	انہار	سڑکات
1۔	وہاڑی سب ڈویژن	767میل	240کلومیٹر
2۔	بوریوالہ رینج	457میل	82کلومیٹر

ضلع وہاڑی،2003تا2005،لکڑی چوری کے مقدمات اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*6457جناب طاہر اقبال چودھری: کیاوزیرجنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

ضلع وہاڑی میں سال2003 سے جنوری2005تک محکمہ جنگلات نے لکڑی چوری کے کتنے مقدمات کااندراج کروایااور جن لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی،اس کی تفصیل بیان کی جائے ؟

وزیر جنگلات:

سال2003 سے جنوری2005تک جو لکڑی چوری کے مقدمات درج کروائے گئےان کی تفصیل درج ذیل ہے :۔

وہاڑی سب ڈویژن میں53ایف آئی آرز مالیتی-/1095200روپے کی درج کروائی گئیں۔ 126مقدمات پراسیکیوٹ کئے گئے جن کی مالیت-/388180روپے اور 396مقدمات کا جرمانہ مبلغ-/1235850روپے وصول کیاگیا۔اسی طرح بوریوالہ رینج میں121 ایف آئی آرز مالیتی-/512200روپے درج کروائی گئیں۔ 97 مقدمات مالیتی-/245695روپے چالان کئے گئے اور233 مقدمات کا مبلغ-/1046265 روپے جرمانہ وصول کیاگیا۔

تمام مقدمات مختلف تھانہ جات، کورٹ ہائے میں زیر تفتیش ہیں اور محکمہ جنگلات کا عملہ سختی سے ان مقدمات کی پیروی کررہاہے تاکہ یہ مقدمات کسی بھی طرح فیل نہ ہوسکیں اور ملزمان کو سخت سزادلوائی جاسکے۔

ضلع رحیم یار خان،جنگلات کے رقبہ اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*6603انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیاوزیرجنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں سرکاری جنگلات کتنے ایکڑ رقبہ پر موجود ہیں۔اس میں مزید اضافے کا کیا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ان جنگلات سے یکم جنوری 2004 سے آج تک کتنی کارآمد لکڑی حاصل ہوئی؟

(ب) جنگلات لگانے کے لئے عام افراد کو کیا ترغیبات دی گئیں اور اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے۔تفصیل دی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع رحیم یار خان میں سرکاری جنگلات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ذخیرہ	کل رقبہ	رقبہ زیر کاشت
1۔	عباسیہ	6749ایکڑ	4600ایکڑ
2۔	عباسیہ توسیع رقبہ	18400ایکڑ	2050ایکڑ
3۔	قاسم والا	5763ایکڑ	3000ایکڑ
4۔	1Lعباسیہ	8400ایکڑ	1800ایکڑ
5۔	1L/ILعباسیہ	5212.5 ایکڑ	NIL
6۔	ولہار	4632ایکڑ	4200ایکڑ
	ٹوٹل	49156.5ایکڑ	15656ایکڑ
1۔	کینال سائیڈ	1921.91میل	1530میل
2۔	سڑکات	651.80کلومیٹر	550.30کلومیٹر

نہری پانی کی کمی کی وجہ سے جنگلات کے رقبہ میں مزید اضافہ نہ ہو سکا ہے۔تاہم مندرجہ ذیل ترقیاتی سکیمیں مرمت کر کے افسران بالا کو بھیج دی گئی ہیں تاکہ جنگلات کے رقبے میں مزید اضافہ ہو سکے۔

1۔	شجرکاری برلب انہار	950ایونیومیل
2۔	شجرکاری برلب سڑک چنی گوٹھ تافروزہ	300ایونیومیل
3۔	ILعباسیہ جنگل	560ایکڑ

یکم جنوری 2004 سے آج تک جو کارآمد لکڑی حاصل ہوئی حسب ذیل ہے:۔

ٹمبر کارآمد (مکسر فٹ)	بالن (مکسر فٹ)
53277	523857

اس کے علاوہ انہار کے کنارے سڑکوں کے خشک و گرے پڑے درختوں کی بھی نیلامی کی ہے جو کہ حسب ذیل ہے:۔

سال تعداد	درختان	شیشم یونٹ
2003-04	13902	451504

(ب) جنگلات لگانے کے لئے زمینداران کو مختلف ترغیبات دی گئیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے زرعی رقبہ پر درخت لگائیں۔ اس سلسلہ میں محکمہ جنگلات رعائتی نرخوں پر قلمات از قسم شیشم و سمبل بحساب /50 پیسے اور پودہ جات بحساب 1/50 اور 2 روپے فی پودا فراہم کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں بذریعہ لوکل کیبل ایک ماہ تک متواتر محکمہ جنگلات کی طرف سے اشتہار دیا گیا۔ بذریعہ ٹیلی ویژن، اخبارات، شجر کاری کی اشتہار بازی کرائی گئی نیز فیلڈ عملہ کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ مقامی طور پر گاؤں کے نمبردار اور دوسرے زمینداران سے رابطہ قائم کریں اور زیادہ سے زیادہ شجر کار کی اشتہار بازی کرائیں تاکہ زمیندار اپنے رقبہ جات میں زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں۔

ضلع رحیم یار خان میں سرکاری نرسریوں، پودہ جات اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*6604 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
ضلع رحیم یار خان میں محکمہ جنگلات کی کتنی نرسریاں کہاں کہاں واقع ہیں۔ ان نرسریوں میں جو پودے تیار ہوتے ہیں۔ ان کے نام اور تعداد کیا ہے۔ نیز ان نرسریوں سے 2004 سے جنوری 2005 تک کتنے پودے فروخت ہوئے۔ کتنی آمدن ہوئی اور کہاں خرچ ہوئی۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات:

ضلع رحیم یار خان میں 10 نرسریاں ہیں:۔

جنوری 2004 سے جنوری 2005 تک جو پودہ جات اگائے ہیں، نرسری وائز تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام نرسری	جو پودہ جات اگائے گئے۔	قسم پودہ جات
کھیت نمبر 2 عباسیہ	45000	کیکر، نیم، بکائن، سرس، پھلدار اور زیبائشی پودے
کھیت نمبر 89 عباسیہ	50000	۔ایضاً۔

کھیت نمبر118 قاسم والا	45000	۔ایضاً۔
لیاقت پور	25000	۔ایضاً۔
خان پور ہیڈ کوارٹر	45000	۔ایضاً۔
آفیسر کالونی رحیم یار خان	79500	۔ایضاً۔
بہادر پور رحیم یار خان	52500	۔ایضاً۔
کھیت نمبر82 ولہار	45000	۔ایضاً۔
ٹوٹل	387000	
بیڈ نرسری کھیت نمبر42 عباسیہ	2۔ایکڑ	80000قلمات
کھیت نمبر114 قاسم والا	2۔ایکڑ	80000قلمات

ان نرسریوں سے جو پودہ جات وقلمات حاصل ہوئیں۔ان کی ڈسپوزل جنوری2004تا جنوری2005حسب ذیل ہے:

1۔ سرکاری رقبہ جات میں جو قلمات /پودہ جات لگائے گئے 2,93,885

2۔ دوسرے سرکاری محکمہ جات کو قلمات (پودہ جات) فراہم کئے گئے۔37,625

3۔ پاک آرمی کو جو پودہ جات (قلمات) فراہم کی ہیں۔(مفت فراہمی) 1,68,380

اس کے علاوہ جو قلمات وپودہ جات زمینداروں کو فروخت کئے گئےان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

تعداد قلمات وپودہ جات	حاصل شدہ آمدنی
37,575	20425

آمدنی کی رقم سرکاری خزانہ میں جمع کرائی گئی ہے۔

موسم بہار2005، شجرکاری سے متعلقہ تفصیل

*6640: چودھری اعجاز احمد سماں: کیاوزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ موسم بہار2005میں محکمہ جنگلات نے شجرکاری کی ہے۔اگرہاں تو پنجاب کے ہر ضلع میں کتنی شجرکاری کی گئی؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ شجرکاری کے دوران درختوں کی مختلف اقسام لگائی گئی ہیں۔شجرکاری میں استعمال ہونے والے درختوں کی اقسام کے نام کیا ہیں، ضلع وار تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات نے (سنٹرل زون لاہور میں) موسم بہار کے دوران شجرکاری کی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ضلع	دریائی/آبپاشی جنگلات	انہار/سڑکات قطاری جنگلات	تعداد پودہ جات
1۔	قصور	539ایکڑ	50ایونیومیل	316314
2۔	اوکاڑہ	458ایکڑ	50ایونیومیل	3,57,500
3۔	لاہور	---	20ایونیومیل	10,000
4۔	شیخوپورہ	100ایکڑ	---	43500
5۔	گوجرانوالہ	57ایکڑ	45ایونیومیل	47300
6۔	حافظ آباد	50ایکڑ	70ایونیومیل	56750
7۔	سیالکوٹ	---	90ایونیومیل	45000
8۔	منڈی بہاؤالدین	451ایکڑ	---	3,27,000
9۔	فیصل آباد	---	325ایونیومیل	1,62,500
10۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ	95ایکڑ	50ایونیومیل	93970
11۔	جھنگ	300ایکڑ	50ایونیومیل	340109
	کل	2050ایکڑ	700ایونیومیل	18,99,943

(ب) درج بالا رقبہ جات میں شیشم، کیکر، جامن، ارجن، ولو، کنیر، تن، بکائن، اور بوتل برش وغیرہ اقسام کے درختوں کی شجرکاری کی گئی ہے۔ جن کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد پودہ جات	اقسام
1۔	قصور	416,314	شیشم، کیکر، ارجن، جامن وغیرہ
2۔	اوکاڑہ	3,57,500	شیشم، کیکر، جامن، ارجن، تن وغیرہ
3۔	لاہور	10,000	کیکر، بوتل برش
4۔	شیخوپورہ	43,500	شیشم، کیکر وغیرہ
5۔	گوجرانوالہ	47,300	شیشم، کیکر، ارجن، کنیر، تن بکائن وغیرہ
6۔	حافظ آباد	56,750	شیشم، کیکر، ارجن، کنیر، تن، ولو
7۔	سیالکوٹ	45,000	شیشم، کیکر، ولو، کنیر وغیرہ
8۔	منڈی بہاؤالدین	327000	شیشم، کیکر وغیرہ
9۔	فیصل آباد	162500	۔ایضاً۔

10۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ	93970	۔ایضاً۔
11۔	جھنگ	340109	۔ایضاً۔
	کل	18,99,943	

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گوجرانوالہ کینٹ میں جتنے بھی جنرل سٹورز ہیں۔ ان پر ضروریات زندگی، جیسے چینی، آٹا، دالیں اور گھی وغیرہ سب اسی قیمت پر ملتی ہیں جو یوٹیلٹی سٹورز پر ملتی ہیں۔ گوجرانوالہ کینٹ میں بے شمار لوگ۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! بجٹ پر آپ کھل کر بات کر لیجئے گا۔ ابھی تحاریک استحقاق کا ٹائم ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 22 محترمہ نور النساء ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے، اس کا جواب آنا تھا۔ محترمہ کی طرف سے request آئی ہے کہ اسے pending کر لیا جائے۔ اس لئے اسے سوموار تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق پرویز رفیق صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے، اس لئے یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ تحاریک استحقاق ختم ہوتی ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ابھی آپ نے بجٹ کا ذکر کیا تھا میں بالکل ایک چھوٹی سی بات اس ضمن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ تعلیم کے اندر گورنمنٹ نے مسجد مکتب کی سکیم چلائی ہوئی ہے۔ اس میں جو اساتذہ ہیں ان کی تنخواہ ڈیڑھ سو روپے رکھی ہوئی ہے۔ یہ انتہائی شرمناک حد تک کم ہے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ اس میں اضافہ کیا جائے اور اس بجٹ میں ان کو واضح ریلیف دیا جائے۔ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔آپ تشریف رکھیں۔محترمہ زیب النساء قریشی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 236 ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور یہ آج کے لئے pending تھی۔جی، وزیر قانون!

ننکانہ صاحب میں مسلح افراد کی کمسن لڑکی سے اجتماعی زیادتی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس سے بالکل متعلقہ تحریک التوائے کار 252 کا جواب میں نے کل دیا تھا۔ یہ تین چار دن سے اس لئے pending چلی آ رہی تھی کہ یہ بالکل اسی واقعہ سے متعلق ہے۔اس کا جواب 252 میں پہلے ہی دیا جا چکا ہے۔ میں صرف محترمہ کی اطلاع کے لئے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل جس وقت یہ تحریک التوائے کار discuss ہو رہی تھی تو اگر وہ تشریف فرما نہیں تھیں تو ان کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کیس میں تمام ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ ایک واقعہ نہیں ہے بلکہ اکثر و بیشتر اس قسم کے واقعات خواتین اور بچیوں کے ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ میرا تحریک التوائے کار دینے کا مقصد یہ تھا کہ اس قسم کے واقعات کے سد باب کے لئے اقدامات کئے جائیں۔اس طرح کے واقعات پر مقدمات دہشت گردی کی عدالتوں میں چلائے جائیں اور ایک مہینے کے اندر اندر ان کا فیصلہ ہو اور سر عام ملزمان کو سزائیں دی جائیں۔آج دیکھیں کہ ہم خواتین کے حقوق کے بارے میں بات کرتے ہیں لیکن اگر خواتین محفوظ ہی نہیں ہیں تو پھر ان کے کون سے حقوق کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلی تحریک التوائے کار 243 ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب کی ہے۔وہ تشریف نہیں رکھتے۔اس لئے یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

راناآفتاب احمد خان: جناب سپیکر! گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر کے متعلق بڑی اہم تحریک التوائے کار ہے۔اگر وزیر قانون صاحب اجازت دیں تو اس کو آؤٹ آف ٹرن لے لیں کیونکہ اس میں وہاں پر کافی problems ہیں۔اس مسئلے کے متعلق نیشنل اسمبلی میں تحریک التوائے کار admit ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ صرف پیش ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ابھی جواب تو ہمارے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب! آپ یہ تحریک التوائے کار پڑھ دیں۔

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر کو کروڑوں روپے کی کرپشن کے باوجود تبدیل نہ کرنا

رانا آفتاب احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج فیصل آباد قدیم اور تاریخی روایات کا امین اور علمبردار ادارہ ہے۔ جس سے فارغ التحصیل طلباء آج بھی ملک و قوم کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انہیں خدمات کے پیش نظر 4/5 سال قبل اس ادارے کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا اور تقریباً چار سال سے اس ادارے میں تعینات وائس چانسلر ڈاکٹر آصف اقبال کی کرپشن کے قصے زبان زد عام ہونے لگے اور اس کے بعد اس کی "مورل کرپشن" بھی منظر عام پر آنے لگی۔ لیکن ارباب اختیار نے چپ سادھے رکھی اور بالآخر وہ وقت بھی آن پہنچا کہ وائس چانسلر نے گزشتہ دنوں اپنے دفتر میں ایل ایل بی کی ایک طالبہ کو اپنی گندی ہوس کا نشانہ بنانے کی کوشش کی مگر طالبہ کی مزاحمت اور شور ڈالنے پر طلباء و طالبات اکٹھے ہو گئے۔ اس شرمناک واقعہ کے خلاف طلباء و طالبات کے علاوہ والدین اور پورا شہر فیصل آباد سراپا احتجاج ہے لیکن وائس چانسلر فیصل آباد یونیورسٹی کو اتنی سنگین مالی اور اخلاقی کرپشن کے باوجود وہاں سے تبدیل نہیں کیا گیا۔ اگر حکومت پنجاب 2002 سے تاحال گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے سپیشل آڈٹ کا اہتمام کرے تو کروڑوں روپے کی کرپشن منظر عام پر آئے گی۔ اتنے بڑے واقعہ کے باوجود وائس چانسلر کے وہاں پر تعینات رہنے پر طلباء و طالبات اور ان کے والدین بالخصوص اور فیصل آباد کے شہری بالعموم شدید غم و غصہ کے ساتھ سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب آنے تک اس کو پینڈنگ فرما دیا جائے۔
جناب سپیکر: پھر اسے کل تک pending کر لیں؟
وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! تین چار دن کے لئے پینڈنگ فرما لیں یا اس کو Monday تک pending فرما دیں۔
جناب سپیکر: ابھی تو بجٹ بھی پاس ہونا ہے۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! بجٹ کے بعد کر لیں۔
رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم اسی کالج میں پڑھے ہیں اور آپ کے بھی علم میں ہے۔ I have distinction کہ مجھے وہاں سے full honour ملی ہے۔ جس کالج سے ہم نے پڑھا ہے، جس نے ہمیں عزت دی ہے اور یہاں تک پہنچے ہیں اس ادارے کی اس وقت بہت بری حالت ہے۔ وزراء صاحبان بیٹھے ہیں آپ دیکھیں کہ اس کی ابتدائی انکوائری میں بھی یہ ثابت ہو گیا ہے۔ وزیر صاحب ذرا اس کو دیکھ لیں۔ اس میں ایسی کوئی بات تو نہیں ہے۔
جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کا جواب آنے دیں پھر اس کو ٹیک اپ کر لیں گے۔ اس تحریک کو 24۔ جون تک pending کیا جاتا ہے اسی دن یہ ٹیک اپ کریں گے۔

میاں چنوں میں 6 سالہ بچی زیادتی کے بدلے ونی کا شکار

(---جاری)

جناب سپیکر: اگلی تحریک 256 چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور آج کے لئے پینڈنگ تھی۔
لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کا آج جواب آنا ہے۔
جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!
وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں مختصر حالات یہ ہیں کہ مورخہ 06-03-09 کو الطاف حسین مدعی مقدمہ نے درخواست دی کہ اس کی بیٹی سے شادی کی تقریب میں زیادتی کی گئی جس کا مقدمہ نمبر 41/06 بجرم 10/7/79 زناء آرڈیننس تھانہ صدر میاں چنوں درج ہوا جس کے ازالہ کی خاطر شاہ نواز وغیرہ نے معززین اور اس کے تعلق والے افراد کو بلا کر پنچایت ہوئی۔

صلاح مشورہ کر کے مدعی مقدمہ کو مسماۃ بختاور دختر شاہ نواز کا رشتہ نکاح شرعی پڑھوا دیا تاکہ مقدمہ بازی رفع دفع ہو سکے۔ اب یہ افراد اپنے کئے ہوئے وعدہ نکاح سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اس کو ٹال مٹول کرنے کی خاطر وعدہ سے انحراف کرتے ہوئے مسماۃ شکیلہ بی بی دختر شاہ نواز کا رشتہ دینا کا کہہ رہے ہیں۔ جبکہ نکاح دوسری بیٹی کا دے چکے ہیں۔ سب بد دیانتی کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے چوتھے نمبر پیدائشی لڑکی کا رشتہ کیا تھا تاکہ کسی نہ کسی طرح مدعی مقدمہ کو انکار پر مجبور کر سکیں۔ انہوں نے جو رشتہ دیا تھا قرآن پاک پر حلف سے دیا تھا جو بے ایمان ہو گئے ہیں۔ پنچایت نے فیصلہ دیا تھا کہ جو منحرف ہو گا اس کا بائیکاٹ کریں گے۔ پنچایت میں رب نواز نمبر دار، زمان نمبر دار، رب نواز ولد لال، ریاض ولد پہلوان، اللہ دتہ ولد امام بخش، احمد یار ولد بہاول، منظور ولد گل محمد، محسن ولد حاجی رزاق، الطاف ولد وریام، شریف ولد خدا بخش، نواز ولد نور وغیرہ تھے۔ اس کی درخواست پر مقدمہ نمبر 85/06 مورخہ 06-3-9 بجرم 310-A ت پ تھانہ صدر میاں چنوں میں درج ہوا۔

جناب سپیکر! یہ اس کی درخواست تھی جو اس نے دی۔ اس کے بعد تفتیش کا عمل شروع ہوا۔ تفتیش کے دوران مدعی کے بیان کے مطابق پنچایت رب نواز نمبر دار کے ڈیرہ پر ہوئی تھی اور نکاح مولوی نصیر بخش امام مسجد چک نمبر 53/15-L میاں چنوں نے پڑھایا تھا۔ رب نواز نمبر دار، مولوی نصیر بخش، نواز ولد نور پنچایتی اور دیگر 9/10 افراد اہل دیہہ کو شامل تفتیش کیا گیا۔ جنہوں نے بتلایا کہ مقدمہ نمبر 41/06 بجرم 10/07/79 زناء آرڈیننس تھانہ صدر میاں چنوں میں الطاف مدعی ہے اور شاہ نواز کا لڑکا اور لڑکی نامزد ملزمان ہیں۔ جس کے راضی نامہ کے لئے برادری نے پنچایت کی اور ہر دو فریقین کا راضی نامہ کروانے کی کوشش کی۔ پنچایت میں الطاف مدعی نے راضی نامہ کے عوض شاہ نواز کی لڑکی کا رشتہ مانگا لیکن شاہ نواز نے انکار کر دیا۔ اس طرح راضی نامہ نہ ہو سکا۔ رب نواز نمبر دار، مولوی نصیر بخش، نواز ولد نور شاملان پنچایت اور دیگر اہل دیہہ کے 9 افراد نے اپنے بیان حلفی دیئے ہیں کہ پنچایت میں راضی نامہ نہ ہو سکا، نہ کسی لڑکی کا نکاح الطاف کے لڑکے کو دیا گیا ہے مدعی کی کسی نے تائید نہ کی ہے۔ جس پر مقدمہ ہذا میں قانونی رائے حاصل کی گئی کہ ان حالات میں جرم 310-A ت پ کا اطلاق پایا جاتا ہے یا نہیں۔ جو قانونی رائے DSP لیگل خانیوال نے DPO خانیوال کو دی اس بنیاد پر یہ مقدمہ قابل چالان نہ تھا اس لئے مقدمہ جھوٹا اور بے بنیاد پایا گیا اور اس کو خارج کر دیا گیا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کی قرارداد بھی اس سلسلے میں منظور ہو چکی ہے لیکن اس سلسلے میں کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی گئی، پولیس کی طرف سے بھی کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ جنہوں نے یہ کارروائی کی ہے، نکاح خواں یا دوسرے حضرات جو ہیں ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور نہ ہی مقدمے کا اندراج ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ کافی تفصیل کے ساتھ انہوں نے بتایا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ان کی بات سن رہا تھا۔ پہلے انہوں نے کہا کہ ایک مقدمہ نمبر 85 الطاف حسین کے خلاف درج ہوا، اس سے پہلے الطاف حسین مقدمہ نمبر 41 درج رجسٹر کرایا۔ اس وجہ سے ان کی آپس میں litigation تھی تو انہوں نے کہا کہ ایسا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا جبکہ اخبار میں واضح طور پر یہ خبر آئی تھی اور اس میں ان بچیوں کی بھی تصاویر تھیں کہ ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے اور زیادتی بھی ہوئی ہے۔ اب وزیر موصوف صاحب نے کہا ہے کہ زیادتی والا مقدمہ جھوٹا تھا۔ اگر زیادتی والا مقدمہ اتنا سنگین نوعیت کا مقدمہ تھا تو وہ جھوٹا کیسے ہو گیا؟

جناب سپیکر: آپ صرف اخباری حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ اخباری حوالے کو آپ 100 فیصد درست تو قرار نہیں دے سکتے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں اخباری حوالے کو تو مکمل طور پر پڑھیں۔

جناب سپیکر: تفتیشی گاؤں میں بھی گیا ہے اور موقع پر جا کر تفتیش کی ہے۔ اس کی بات ٹھیک ہو گی۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): پولیس تو اکثر مقدمات میں ملزمان سے مل جاتی ہے۔

جناب سپیکر: تفتیش تو پولیس والوں نے ہی کرنی ہے کسی اور نے تو نہیں کرنی۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ تو ہو سکتا ہے کہ اس کی تفتیش کسی غیر جانبدار یا کسی گزیٹڈ آفیسر سے کروالی جائے کہ آیا یہ واقعہ ہوا ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے جو محترم رکن ہیں ان کی انفارمیشن کا source اخبار ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی حقائق ان کے علم میں ہیں تو یہ بتائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کے مطابق آگے پیشرفت کی جائے گی۔ لیکن اگر مدعی چاہے گا، درخواست دے

گا تو پھر تفتیش کہیں آگے جا سکتی ہے۔ اگر مدعی کوئی پیشرفت ہی نہ کرے ہم صرف محترم رکن کے بیان پر ہی تو آگے نہیں چل سکتے۔

جناب سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب کے چیمبر میں ان سے مل لیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): مدعی کیسے درخواست دے گا یا تو اس کو پینڈنگ کر لیا جائے میں مزید واقعات دیکھ لوں گا کہ اس میں کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل لیں۔ متعلقہ پولیس کو دوبارہ کہہ دیں گے۔

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم بات جو ہمیشہ ہی کہتی ہوں آج بھی وہی کہنا چاہ رہی ہوں کہ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان آرٹیکل نمبر 2 میں اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیا گیا ہے اور آئین کے آرٹیکل 227 کی شق میں یہ کہا گیا ہے کہ قرآن اور سنت کے علاوہ کوئی clash نہیں ہوگا، کوئی بھی قانون بنے گا تو clash نہیں ہوگا۔ میں یہاں یہ بات کہنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ تحریک نمبر 256 dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک نمبر 268 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ بجٹ اجلاس ہوگا پھر آپ اس میں بات کر لیجئے گا۔ آپ کو موقع دیا جائے گا اس میں کھل کر بات کریں۔ جی، شاہ صاحب!

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 268 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔

پنجاب میڈیکل فیکلٹی کی جانب سے ہزاروں پیرا میڈیکل (ڈسپنسرز) کو جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹس کا اجراء

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

روزنامہ ڈان مورخہ 27- مارچ 2006 کے مطابق پنجاب حکومت کے ادارہ پنجاب میڈیکل فیکلٹی نے گزشتہ عرصہ کے دوران 42000 بوگس اور بالکل جعلی سرٹیفکیٹ پیرا میڈیکل (ڈسپنسر) جاری کر دیئے عام پاکستانی مؤثر طبی سہولیات کے نہ ہونے اور میڈیکل ڈاکٹرز کی تعداد بہت کم ہونے کی وجہ سے عام طور پر ڈسپنسرز سے ہی ادویات خریدتے ہیں اور اپنا علاج کرواتے ہیں بغیر کسی میڈیکل تعلیم، تجربہ اور امتحان کے پنجاب بھر میں 42000 ڈسپنسرز کو جعلی سرٹیفکیٹ دے کر عوام کی زندگی اور موت کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو از حد تشویش ناک ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! وزیر صحت تشریف نہیں رکھتے لہذا مہربانی فرما کر اس کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر: اس کو 24- جون تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 298/06 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

محکمہ صحت کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے ملٹی نیشنل فارماسیوٹیکل کمپنیوں کی ادویات کی قیمتوں میں ہزاروں فیصد اضافہ

SHEIKH ALLA-UD-DIN: I move:

> That the proceedings of the Assembly be adjourned to discuss an issue of urgent public importance. Pharmaceutical Companies and Clinical Laboratorie's business in the country is criminally profitable than any other business in the country. People are being robbed off by Local and Multinational Pharmaceutical Companies and Clinical Laboratories. These companies are getting profit from 100 to 1000 percent. With a simple glance on balance sheet of any company, one can judge the gravity of the situation and criminal silence of the concerned Department of

Health and Drug Registration Board. For example Wyeth Pakistan has declared 112 percent growth in Pakistan after Tax to 226.7 million for the year ended December, 2005 from Rs.107.0 million in the year 2004. It is pertinent to mention that paid up capital of Wyeth Pakistan Ltd. stands at 142 million in shares of Rs.50 each only. Out of 75 percent or Rs.107 per share are being held by overseas parent companies. So it is confirm that the sponsors have made more money in one year than their total investment in capital. The 50 rupee share in the company currently trades at the straggling price of Rs.1999 on the earning per share of Rs.159.48. The trouble though with all multinational especially pharmaceutical field. Another alarming example is that medicine Zyprexa for mental patients is being sold at exorbitant rates and a minimum dose of Zyprexa costs Rs.40000/- p.m. Likewise Clozaril another medicine for mental disease is being sold at the same price. Now the Health Department/Drug Registration Board Officials have completely closed their eyes and ears, but in this country how can a mental patient afford a medicine of Rs.1,00,000/- per month. The heart and Hepatitis patients are facing same havoc attitude. The clinical laboratories are also playing havoc with the people of the country. The management of these laboratories have no fear of any department. Their charges are un-believably exorbitant and only Allah Almighty can save from the clutches of the pharmaceutical

companies and clinical laboratories. The specialist doctors are their tools getting their shares in and outside Pakistan without any check or hindrance. Therefore, my motion be declared in order for discussion in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب وزیر صحت نے دینا ہے وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس کو بھی pending کر لیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو 24۔جون تک pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں، میں نے ایک تحریک التوائے کار دی تھی لیکن اس کی باری نہیں آ سکی تھی لہذا براہ مہربانی میری اس تحریک کو out of turn لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: لطیف صاحب! پچھلے اجلاس کی تحریک کو take up نہیں کیا جا سکتا۔ اگلی تحریک نمبر 270 سید احسان اللہ وقاص کی ہے۔

سیمنٹ کی قیمت میں حیران کن اضافہ

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور کے تمام اخبارات میں واضح انداز میں شائع ہوا ہے کہ سیمنٹ کی بوری کی قیمت 325 روپے تک پہنچ چکی ہے۔ سیمنٹ بیگ کی قیمت میں گزشتہ دنوں میں ایک سو روپے سے زیادہ کا اضافہ ہوا ہے۔ سیمنٹ کے Raw Material کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوا ہے اور نہ ہی بجلی کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے لیکن اس کے باوجود سیمنٹ کے کارخانہ داروں نے آپس میں ساز باز کر کے قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ کر دیا ہے اور حکومت ان کی بولی کر کے قیمتوں میں 25 فیصد اضافے کو روکنے میں ناکام رہی ہے۔ جس سے عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ

میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ معاملہ وفاقی حکومت کا ہے۔ جب ان کی تحریک آئی تھی تو وفاقی حکومت کے ساتھ یہ معاملہ پیش کیا گیا تھا۔ انہوں نے جو جواب دیا ہے اس کے مطابق وفاقی حکومت نے سیمنٹ کو import کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ اس وقت جو ڈیمانڈ ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ ڈیمانڈ زلزلہ زدہ علاقہ میں ہے۔ اس کے علاوہ اس وقت کنسٹرکشن انڈسٹری پورے پاکستان میں boom کر رہی ہے اس لئے سیمنٹ کی ڈیمانڈ بڑھ گئی ہے۔ اسی لئے وفاقی حکومت نے سیمنٹ کو import کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی سیمنٹ import کرے گا حکومت اس کو -/50 روپے فی بوری سبسڈی دے گی۔ اس وقت جو قیمتیں ہیں وہ تقریباً پہلے سے ایک سو روپیہ فی بوری کم ہو چکی ہیں اور قیمتیں کنٹرول کرنے کے قریب آ چکی ہیں لیکن اس وقت ڈیمانڈ پروڈکشن سے زیادہ ہے۔ اس لئے اس کی قیمت کبھی کم اور کبھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: میری گزارش یہ ہے کہ جناب وزیر محترم نے جو بات ارشاد فرمائی ہے تو اصل بات یہ ہے کہ چینی مافیا نے اس بنیاد پر کہ گنے کی تھوڑی سی قیمت زیادہ بڑھی تھی تو سارے کارخانہ داروں نے اتحاد کر کے 60۔ارب روپیہ لوٹا۔ سیمنٹ مافیا نے جب یہ دیکھا کہ چینی کے 72 کارخانے ہیں اور سیمنٹ کے تو 15 /16 کارخانے ہیں اور وہ 72 لوگ مل کر اس ملک کو لوٹ سکتے ہیں تو ہم 16 لوگ کیوں نہیں مل سکتے۔ اب سیمنٹ کی main ingredients مٹی، پتھر اور بجلی کا استعمال ہوتا ہے اور ان دونوں میں کسی چیز کی قیمت نہیں بڑھی تھی۔ انہوں نے آپس میں اتحاد کر کے قیمتیں بڑھا دیں اور اربوں روپیہ لوگوں سے لوٹا اور حکومت آرام کے ساتھ بیٹھ کر لوگوں کو بے بسی سے لٹتا ہوا دیکھتی رہی اور جب انہوں نے اپنا کوٹا پورا کر لیا اور اربوں روپے ان کے خزانے میں جمع ہو گئے تو اس کے بعد انہوں نے اس کی امپورٹ کی اجازت دے دی۔ یہ بات انہوں نے فرمائی ہے کہ زلزلہ کے علاقہ میں تو سیسمک سروے رپورٹ آنے تک بالکل سختی سے پابندی ہی لگی ہوئی ہے کہ وہاں پر کوئی سیمنٹ کی بلڈنگ نہیں بن سکتی۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اتنا ریٹ بڑھانے میں main factor کارخانہ

داروں کا آپس میں اتحاد تھا کہ انہوں نے مل کر لوگوں کو لوٹا اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس بات پر ایوان میں بحث کروائیں۔ ہم اس بارے میں مکمل تفصیل سے عرض کریں گے کہ انہوں نے کیا ہے اور یہ صرف اتنی بات کہہ دینا کہ امپورٹ شروع کر دی ہے اور اس کی وجہ سے ہو جائے گا۔ سیمنٹ کی کمی تھی تو جن دنوں میں یہ کمی کا کہہ رہے ہیں، انہی دنوں میں پاکستان سے لاکھوں ٹن سیمنٹ افغانستان بھیجنے کی اجازت موجود تھی اور سیمنٹ افغانستان ایکسپورٹ ہو رہا ہے۔ جب بھی بڑے کارخانہ دار آپس میں اکٹھے ہوتے ہیں تو یہ پاکستان کے لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیتے ہیں اور عوام بے بس ہو جاتے ہیں اور وہ حکومت کی طرف دیکھنا شروع کر دیتے ہیں اور حکومت بجائے اس کے کہ عوام کا ساتھ دے وہ ان کے سروں پر ہاتھ رکھ دیتی ہے اور وہ لوگوں کو لوٹتے رہتے ہیں۔ سیمنٹ کے کارخانہ داروں نے اتنی بڑی لوٹ مار کی ہے اور انہوں نے اربوں روپیہ لوٹ کھایا ہے لیکن کسی کو کسی نے نہیں پوچھا۔ میں نے خود ٹی وی پر وفاقی حکومت کے وزیر صنعت کے انٹرویو کو سنا جن کا کہنا تھا کہ یہ بالکل ہی ناجائز قیمتیں بڑھائی گئی ہیں اور انہوں نے کوئی اس طرح کی دلیل نہیں دی جس طرح کی ہمارے وزیر موصوف نے دی ہے۔ بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے عوام کا تحفظ کرنا ہماری پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے اور انہیں اس سلسلے میں رول ادا کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب کی فیڈرل حکومت کو خط و کتابت کی روشنی میں قیمتیں تقریباً پہلے سے ایک سو روپے فی بوری کم ہوئی ہیں اور یہ واضح نظر آتا ہے کہ حکومت اس میں دلچسپی لے رہی ہے کہ قیمتیں کنٹرول میں رہنی چاہئیں اور اسی وجہ سے قیمتیں کنٹرول میں آ گئی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس میں بحث وغیرہ کی تو ضرورت نہیں ہے کیونکہ سیمنٹ امپورٹ کرنے کی وجہ سے قیمتیں دن بدن نیچے آ رہی ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ایک مہینہ سیمنٹ کی قیمتیں آسمان پر پہنچی رہی ہیں۔ اب ٹھیک ہے کہ قیمتیں کچھ کم ہوئی ہیں۔ مجھے اس سے اتفاق ہے۔ افغانستان کو ایکسپورٹ کرنے پر پابندی لگائی ہے۔ امپورٹ کو اوپن کیا گیا ہے جس کی وجہ سے قیمتیں کم ہوئی ہیں لیکن یہ وتیرہ اس ملک کے اندر رہے کہ جب کوئی چاہے جتنی مرضی قیمت چڑھا دے اور کوئی اس کو پوچھنے والا نہ ہو۔ اس

لئے میں چاہتا ہوں کہ اس پر بحث ہو اور پتا چلے کہ حکومت کا کوئی قصور نہیں ہے۔ حکومت اپنی صفائی دے جو ذمہ دار ہو ان کے چہرے تو بے نقاب ہوں۔ جو جب چاہتے ہیں پاکستانی عوام کو بھیڑ بکریوں کی طرح لوٹنا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! حکومت نے یہ بندوبست کیا ہے اور اسی وجہ سے ریٹ نیچے آیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ایک ڈیڑھ مہینے کے بعد جو بندوبست ہوا ہے اور تقریباً دو مہینے قیمتیں بڑھی رہی ہیں اور اس عرصہ میں مہنگائی کر کے وہ ہمارا قتل عام کرتے رہے ہیں۔ اس دو ماہ کے دوران ہمارے ساتھ جو کچھ ہوا ہے، اس پر تو غور و خوض ہونا چاہئے کہ انہیں کھلی چھٹی کیوں مل رہی ہے۔

جناب سپیکر: تنویر اشرف کائرہ صاحب!

تنویر اشرف کائرہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ جس طرح آپ کہہ رہے ہیں کہ قیمتیں کم ہو گئی ہیں لیکن پرائس کنٹرول کا ایک میکانزم ہوتا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ قیمتیں بڑھی کیوں ہیں؟ اور دوسری اشیاء کی جو قیمتیں بڑھ رہی ہیں اس کو کیسے کنٹرول کریں گے۔ وزیر موصوف بتائیں کہ اس کے لئے کیا میکانزم ہے۔ ابھی تو انہوں نے اس پر اثر لیا اور کوشش کی تو قیمت کم ہو گئی لیکن آج ایک چیز کی product زیادہ ہوتی ہے تو قیمت کل دوسری چیز کی زیادہ ہو جاتی ہے اور پھر تیسری کی ہو جاتی ہے تو یہ کیسے کنٹرول کریں گے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، میں یہ motion dispose of کرتا ہوں۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

چوہدری عبدالغفور خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چوہدری صاحب!

چوہدری عبدالغفور خان: شکریہ۔ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے۔ ابھی مہنگائی کی بات ہو رہی تھی تو مہنگائی بلاشک و شبہ اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کواس پرپورا موقع ملے گا۔

چودھری عبدالغفور خان: جناب سپیکر!میںspeechنہیں کر رہابلکہ اس مہنگائی پر صرف شعر آپ کی نظر کرنا چاہتاہوں:۔

کہ خوشبوؤں کا اک نگرآباد ہونا چاہئے
اس نظام زر کو برباد ہونا چاہئے
اندھیروں میں بھی منزل تک پہنچ سکتے ہیں ہم
جگنوؤں کو راستہ تو یاد ہونا چاہئے
خواہشوں کو خوبصورت شکل دینے کے لئے
خواہشوں کی قید سے آزاد ہونا چاہئے
ظلم بچے جن رہا ہے کوچہ و بازار میں
عدل کو بھی صاحب اولاد ہونا چاہئے۔
بہت شکریہ۔مہربانی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب سپیکر:یہ بل ہے The University of arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004اس میں منسٹر ایگریکلچر کی طرف سےrequestآئی ہے کہ اسےpendingکر لیا جائے کیونکہ وہ بیرون ملک گئے ہوئے ہیں اس لئے آئندہ پرائیویٹ ممبر ڈے پر اسےtake upکیا جائے گا۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر!آپ کے بھی نوٹس میں ہو گا کہ یہ بل پچھلے ایک سال سےpendingہوتا جا رہا ہے اور اگر وزیر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں تو انہوں نے ایڈیشنل چارج چودھری اقبال صاحب کو دیا جو کہ ان کے تمام فرائض سر انجام دے رہے ہیں اس لئے وہ اس بل کو بھیhandleکر لیں۔پورا ایک سال ہو گیا ہے۔کبھی حکومت اس معاملے میں ایک بہانہ کرتی ہے اور کبھی دوسرا کرتی ہے۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب!اسے جلد ہیtake upکر لیں گے۔nextہے۔

The Punjab Soil Reclamation (Amendment) Bill 2006. Mr. Tanvir Ashraf Kaira may move it

مسودہ قانون(ترمیم) بحالی اراضی پنجاب مصدرہ2006

MR. TANVEER ASHRAF KAIRA: I move:

That leave be granted to introduce the Punjab Soil Reclamation (Amendment) Bill 2006

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is:

That leave be granted to introduce the Punjab Soil Reclamation (Amendment)Bill 2006.

MINISTER FOR IRRIGATION: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر زراعت اس کو oppose کرتے ہیں۔ جی، کائرہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! پنجاب میں بے شمار ایسے قانون ہیں جن میں کافی عرصہ سے کوئی ترمیم نہیں ہوئی حالانکہ وقت کے ساتھ ساتھ ان میں ترامیم ہونی چاہیئں تھیں اور انہیں revise بھی کرنا چاہئے تھا۔ مثال کے طور پر میں نے یہ سیم اور تھور کا بل پیش کیا ہے تو 1952 میں اس کا ایکٹ بنا اور اس کے بعد 1977 میں ایک ترمیم ہوئی لیکن اس وقت سے تا حال یعنی پچھلے 30 سال میں اس میں کوئی ترمیم نہیں کی گئی اور نہ اس کو revise کیا گیا اور نہ ہی update کیا گیا۔ موجودہ وقت کے تقاضوں کے مطابق میں نے update کرنے کے لئے جو ترامیم propose کی ہیں اس میں ترامیم نمبر 2,4,18,23,28,55,59,62 اور 63 ہیں۔ مثال کے طور پر 1952 کے قانون کی دفعہ 4 کے مطابق Punjab and Water Reclamation Development Board کی Constitution کی گئی جس کے چیئرمین اور ممبر بورڈ مغربی پاکستان اور اس کے ارکان میں ممبر جو موجود ہیں basic democracy جب آئی تو اس میں تبدیلی کرنی چاہئے تھی اور اس کو revise کرنا چاہئے تھا جو کہ لوکل گورنمنٹ جو نئی democracy devolution plan آیا۔ اس قانون کے تحت کئے جانے والے جرائم کے جرمانے 1977 میں تبدیل کئے گئے جو کہ 30 سال کے بعد بڑھنے چاہیئں تھے۔ 2001 میں ضلعی حکومتوں کے نظام کے لئے اصل قانون کی دفعات نمبر 2 اور 18 میں ترمیم کی ضرورت ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ جو

200 سے بڑھا کر مختلف جرمانے جنہیں میں نے پانچ ہزار اور دس ہزار میں تجویز کیا ہے، اس بل کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر اریگیشن!

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! انہوں نے جو ترامیم پیش کی ہیں Punjab Soil Reclamation (Amendment) Bill کے حوالے سے تو آپ ملاحظہ کریں کہ ان ترامیم کی اس وقت اشد ضرورت نہ ہے کیونکہ بنیادی طور پر یہ سیم اور تھور سے متعلقہ ایکٹ تھا اور جب یہ ایکٹ 1952 میں بنایا گیا اس وقت سیم اور تھور کے حوالے سے اس کی اشد ضرورت تھی لیکن اب پانی کی کمی اور long water جب نیچے چلا گیا تو سیم اور تھور کے علاقوں میں کمی آئی ہے اور اب ایسے علاقے نہیں رہے۔ reclamation کے تحت ہم سیم اور تھور کو دور کیا کرتے تھے اضافی پانی مہیا کیا کرتے تھے کیونکہ پانی کی کمی کی وجہ سے اب اضافی پانی دینا نا ممکن ہے لہذا جو انہوں نے ترمیم پیش کی ہے اس کو اگر شق وائز دیکھا جائے تو یہ جو ترمیم کرنا چاہ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ترمیمی ایکٹ تبدیل کر دیا جائے اور دوسرا یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ کے نظام میں کمشنر کی گنجائش نہ ہے نئے نظام کے تحت لوکل گورنمنٹ کے تحت naturally تبدیلی آچکی ہیں۔ اسی طرح یہ بورڈ بنانا چاہتے ہیں تو بورڈ کے لئے پہلے سے ہی سیکشن 79 کے تحت سکارپ سکیمیں ختم کر دی گئیں تو 1973 میں بورڈ بھی ختم ہو گیا اور سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی خود بخود اس کے ایڈمنسٹریٹر مقرر ہو چکے ہیں۔ ہمیں یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ جب گورنمنٹ چاہے اس کا بورڈ بنا سکتی ہے اس لئے میرے حساب میں یہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں ترمیم کی جائے کیونکہ اس کی افادیت ختم ہو چکی ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس کو dispose of کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی۔ شکریہ۔ جی، کائرہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! جس طرح منسٹر صاحب نے کہا کہ ان کے حساب سے یہ سسٹم چلنا چاہئے تو گزارش یہ ہے کہ اگر انہوں نے نظام تبدیل کیا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ جو ترامیم ہیں اس کو اس کے ساتھ in order آنا چاہئے تھا اور آج کے زمانے میں پچاس روپے یا دس روپے کے جرمانے کی کیا حیثیت ہے اگر لوگ offences commit کرتے ہیں تو اس جرمانے کی کیا حیثیت ہے یہ اٹھارہ ترامیم اسی لئے propose کی تھیں تو براہ مہربانی اس کو کمیٹی میں بھیجا جائے اور کمیٹی کو فیصلہ کرنا چاہئے کہ یہ ترامیم ٹھیک ہیں یا نہیں ہیں۔ ان میں جو ترامیم ہونی چاہئیں وہ ہو جائیں اور

باقی کو کمیٹی decide کرے۔

MR. SPEAKER: Thank you. The motion moved and the question is:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Soil Reclamation (Amendment) Bill 2006."

(The motion was lost)

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب مصدرہ 2006

MR. SPEAKER: Next Bill is The University of Central Punjab, Lahore (Amendment) Bill 2006. Ch Asghar Ali Gujjar may move it

وہ تشریف فرما نہیں ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کو میں move کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ The University of Central Punjab, The Punjab Private Educational Institutions, The Hajvery University, اور The Lahore School of Economics Lahore کے جو amendment بلز ہیں چونکہ وزیر تعلیم اس وقت تشریف نہیں رکھتے اور انہوں نے ہی اس کو oppose کرنا تھا میری استدعا ہو گی کہ آپ اس کو pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: وہ پہلے تو یہاں تھے، اب نہیں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، جناب والا! پہلے وہ یہاں تھے اب نہیں ہیں اور چونکہ انہوں نے ہی oppose کرنا تھا اس لئے میرا فرض بنتا تھا کہ میں point out کروں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! صبح یہاں وزیر تعلیم موجود تھے اور ان کے علم میں بھی ہے کہ آج پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اب یہ شاید اگلے دو ہفتے بعد یا اگلے اجلاس میں آئے اور یہ تینوں Bills بہت اہم ہیں اور اس میں گورنمنٹ نے خود ایک amendment دی تھی اور اسی طرح کی amendment گورنمنٹ نے خود منظور کروائی تھی لہذا یہ کوئی اتنا پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے۔ اس کو سن لیں۔ میں وہ ریکارڈ بھی لے کر آیا ہوں کہ جو ہم amendments لے کر آئے ہیں یہ گورنمنٹ نے خود move کی تھی لہذا میری درخواست ہے کہ اس کو سن لیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون! اگلا جو پرائیویٹ ممبر ڈے آنا ہے اس بات کو یقینی بنائیں کہ متعلقہ وزیر یہاں اس ہاؤس میں تشریف لائیں۔ میں اس بل کو اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے تک pending کرتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ ایجوکیشن آئین کے تحت provincial matter ہے آج وزیر تعلیم موجود نہیں ہیں اگر وہ یہاں تشریف فرما ہوتے تو وہ میری اس بات کی تائید فرماتے کہ آہستہ آہستہ وفاقی حکومت پنجاب حکومت کا اختیار سلب کر رہی ہے اس لئے ہماری پنجاب حکومت کو آواز بلند کرنی چاہئے ہم ان کو سپورٹ کرنے کے لئے یہ بل لے کر آرہے ہیں۔ یہ یونیورسٹیاں provincial matter تھیں ان تمام کو اٹھا کر وفاقی حکومت اپنے پاس لے گئی ان کے تمام فنڈز اپنے پاس لے گئی ہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اس پر پنجاب حکومت کو سٹینڈ لینا چاہئے۔ وفاقی حکومت کا ان یونیورسٹیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے انہوں نے وائس چانسلر کے اختیارات اور فنڈز سارے اپنے پاس لے لئے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! جب اس کی turn آئے گی پھر اس پر کھل کر بات ہو جائے گی۔ پلیز تشریف رکھیں۔ اگلا ہے۔

The Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2006

چونکہ وزیر تعلیم تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس کو بھی اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلا ہے The Lahore School of Economics

(Amendment) Bill 2006چونکہ یہ بھی انہیں سے متعلقہ ہے لہذا اس کو بھی اگلے پرائیویٹ ممبر ڈے تک کے لئےpendingکیاجاتاہے۔اگلابل ہے۔

The Punjab Wildlife (Protection, Preservation, Conservation and Management) (Amendment) Bill 2006.

یہmoverکی طرف سے درخواست آئی ہے اس کو بھی اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے تکpendingکیاجاتاہے۔اگلی ہے۔

The Hajvery University, Lahore (Amendment) Bill, 2006.

یہ بھی وزیر تعلیم سے متعلقہ ہے اس کو بھی اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے تک کے لئے pendingکیاجاتاہے۔

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر:اب ہم قرار دادیںtake upکرتے ہیں۔پہلی قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔

صوبہ کے بڑے ہسپتالوں میں برن یونٹس کا قیام

ڈاکٹر سید وسیم اختر:اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام بڑے ہسپتالوں میں فوری طور پرBurn Unitsقائم کئے جائیں۔

جناب سپیکر:یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام بڑے ہسپتالوں میں فوری طور پر Burn Unitقائم کئے جائیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:جناب سپیکر!I oppose it

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہیلتھ اس کوopposeکرتی ہیں۔جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ جس چیز کو محترمہ نےopposeکیا ہے

حکومت اسی کو کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ موجودہ دور کے اندر بم دھماکے ہوتے ہیں ان میں برنز ہوتی ہیں اور تیزاب سے جھلسنے کے بے شمار واقعات پورے پنجاب میں تسلسل کے ساتھ رونما ہوتے رہتے ہیں۔ میں خود بھی ایک ڈاکٹر ہوں اور میرے علم میں ہے کہ کوئی بھی مؤثر علاج ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں جو میڈیکل انسٹیٹیوشنز ہیں، جس طرح نشتر میڈیکل کالج جنوبی پنجاب کا ایک بہت بڑا ادارہ ہے، بہاولپور میں ایک قائداعظم میڈیکل کالج ہے، یہ اتنے اہم ادارے ہیں اور اتنے بڑے ایریا کو cater کرتے ہیں، یہاں پر burn patient کے علاج کے لئے کوئی خاطر خواہ بندوبست نہیں ہے۔ ایسے مریض کے لئے بالکل air septic environment کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے لئے specialized training کی ضرورت ہوتی ہے اور جب زخم ٹھیک ہو جاتا ہے تو اس کے لئے پلاسٹک سرجری کے لئے بھی بالکل ایک specialized task ہے جس کو اس کے جو سپیشلسٹ ہیں وہ اس کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ اس کے لئے اب صورتحال یہ ہے کہ اگر رحیم یار خان، صادق آباد کے اندر کوئی تیزاب سے جھلس جائے، کوئی آگ کی وجہ سے جھلس جائے، کسی دھماکے کے نتیجہ میں اس کو کوئی burn wounds آجائیں تو اس کو علاج کے لئے پھر لاہور لانا پڑتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت خود اس کی gravity کو سمجھتی ہے اور ابھی اخبارات کے اندر ایک دو روز پہلے میں یہ پڑھ رہا تھا کہ موجودہ حکومت نشتر ہسپتال کے اندر برن یونٹ کو اس اگلے مالی سال میں قائم کرنے کے لئے فنڈز فراہم کر رہی ہے۔ جب حکومت خود اس کام کو کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے تو اس میں، میں نے یہ جو قرارداد پیش کی ہے اس کے اندر میں نے کوئی time limit نہیں کیا ہے کہ اسی اگلے سال کے اندر ہی تمام ہسپتالوں کے اندر برن یونٹ قائم کر دیئے جائیں۔ میرا مطالبہ تو یہی ہے کہ اس سلسلے میں علاج کے لئے تمام بڑے ہسپتالوں میں برن یونٹ قائم کر دیئے جائیں۔ ٹائم کے لئے اس کے اندر جو اس کا شیڈول ہے وہ یہ خود طے کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترمہ کو اس بل کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔

یہ پورے پنجاب کے اندر ایک اہم مسئلہ ہے، اس کو پاس ہونے دیا جانا چاہئے اور پھر جب وقت ملے گا، جس طرح اگلے مالی سال کے دوران نشتر ہسپتال کے اندر یہ قائم کیا جا رہا ہے، اس سے اگلے مالی سال کے اندر قائداعظم میڈیکل کالج کے ساتھ جو بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال ہے اس کے اندر یہ برن یونٹ قائم ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو کسی حکومتی یا اپوزیشن بنچز کے preview میں معاملے کو نہ دیکھا جائے بلکہ اس کو O.K کیا جائے اور حکومت خود اپنے

ٹائم شیڈول کے مطابق جیسے جیسے وسائل میسر آتے جائیں ویسے ویسے وہ برن یونٹ ہسپتالوں کے اندر قائم کرنا شروع کر دیں، جس طرح اگلے مالی سال میں نشتر ہسپتال کے اندر قائم کیا جارہا ہے۔ محترم راجہ بشارت صاحب تشریف فرما ہیں میں ان سے یہ خصوصی طور پر گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے حکومتی بنچز کو رائے دیں کہ اس قرارداد کو منظور ہو جانے دیں۔اس میں کوئی نقصان ہے اور نہ ہی اس میں کوئیtime limitکی قدغن ہے۔آپ کی حکومت خود اس کام کو مختلف ہسپتالوں کے اندر شروع کر رہی ہے، جیسا کہ نشتر ہسپتال کے اندر اگلے سال میں کرنا ہے۔اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک اچھاgestureہو گا، ہم نے ایک مثبت قرارداد پیش کی ہے اور راجہ بشارت صاحب اس کوO.Kکر دیں۔یہ اس صوبہ کے عوام کے لئے ایک اچھی قرارداد ہے، ایک اچھے مسئلے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب کو بھی معلوم ہے کہ ہر ہسپتال میں سرجیکل وارڈ موجود ہے تو جب کوئی burn patientآتا ہے ضروری تو نہیں کہ وہextensive burnہو، 10فیصدburnہو سکتا ہے،20 فیصدburnہو سکتا ہے،اس کو سرجیکل وارڈ میں ساراtreatکیا جاتا ہے، سرجری کے لئے پلاسٹک سرجن تو اس وقت درکار ہوتا ہے کہ جب کوئیcontracture developہو، میو ہسپتال میں برن یونٹ ہے، جناح ہسپتال میں ہم جو ایک ارب روپے کی لاگت سے بنا رہے ہیں، وہاں ہیلی پیڈ دیا جارہا ہے اور وہاںartificail skin growکی جارہی ہے۔اس کے بعد ملتان میں بھی ہم نے ابھی شروع کروادیا ہے اور انشاء اللہ اگلے سال وہ مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: نہیں شروع ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں خود وزٹ کر کے آئی ہوں۔آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ابھی تو اس کی بلڈنگ بھی نہیں بنی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شروع ہو رہا ہے۔پہلے سن لیا کریں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں۔پلیز! تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہی ہوں کہ وہاں ہم گئے تھے،

وہاں ساری جگہ دیکھی ہے، constructionہو رہی ہے۔ اس کا فنڈapproveکر دیا گیا ہے،naturallyاب وہ اگلے سیشن میں ہی شروع ہو گا لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ burn patientکاtreatmentنہیں ہو رہا، سپیشل ڈاکٹر چاہیئے، ہر سرجیکل کا ڈاکٹر جانتا ہے کہ ایک woundکو کیسےharshکیا جاتا ہے، کیسےdressingکی جاتی ہے، ہماری حکومت کا یہی مقصد ہے کہ ہم توانشاء اللہdoor stepتکhealth facilities provideکر رہے ہیں اور مرحلہ وار ہم ضرور اس کو کریں گے اور کر بھی رہے ہیں اور جو کر دیا گیا ہے اس کو کونسا یہappreciateکر رہے ہیں۔ اب آپ اگر وزٹ فرمائیں تو میوہسپتال میں ڈاکٹر فرید ہیں جو پلاسٹک سرجن ہیں اور وہ روزانہ چار چار، پانچ پانچcontractureکے آپریشن کر رہے ہیں۔اس کے بعد گنگارام ہسپتال کے برن یونٹ کے لئے ہماری ایم۔پی۔اے صاحبہ نے فنڈ دیا تھا، اگر انھوں نے اخبار پڑھا ہو اور کبھی ہسپتال وزٹ کیا ہو تو پتا چلے ناں۔گنگارام میں بھی برن یونٹ ہے۔ وہ تو ہے کہ "ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا"۔پتا ہے کچھ نہیں۔۔۔(قہقہے)

جب آپ اسمبلی میں کوئی گفتگو کریں تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کہاں کہاں برن یونٹ ہے اور کہاں کہاں نہیں ہے۔ سروسز ہسپتال میں اگر آپ جائیں تو وہاں برن یونٹ ہے۔ اگر آپ بہاولپور میں جائیں تو اس ہسپتال میں بھی برن یونٹ ہے، ایکspecificallyجیسے یہ انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی طرح چاہ رہے تھے کہ برن یونٹ قائم کیا جائے تو پھر اس کے لئے بہت فنڈز درکار ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ جب جناح ہسپتال اور ملتان ہسپتال والا مکمل ہو جائے گا تو مرحلہ وار ہم separateکر دیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!۔۔۔آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ محترمہ نے دو باتیں کی ہیں۔ایک تو انھوں نے یہ بات کی ہے کہ بہاولپور کے اندر برن یونٹ ہے۔ میں بہاولپور سے تعلق رکھتا ہوں، وہیں کالج سے پڑھا ہوں، تقریباً روز اس ہسپتال کے اندر مریضوں کو وزٹ کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بہاولپور میں کوئی برن یونٹ نہیں ہے۔

نمبر1 (شیم شیم)

نمبر2 میں یہ عرض کروں گا کہ اگر سرجیکل وارڈ ہی میں ٹریٹمنٹ ٹھیک ہو جاتی ہے تو پھر میوہسپتال، جناح ہسپتال اور سروسز ہسپتال میں ایسے یونٹ قائم کرنے کی کیا ضرورت

ہے ؟ابھی محترمہ فرما رہی ہیں کہ نشتر میں بھی ہم اگلے مالی سال میں کر رہے ہیں تو پھر اس کو بھی نہ کریں،وہ بھی سرجیکل وارڈ میں ٹریٹمنٹ ہو سکتی ہے۔

نمبر 3 انھوں نے یہ خود فرمایا ہے کہ ہم پنجاب کے ہسپتالوں کے اندر مرحلہ وار یہ برن یونٹ قائم کر رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں اس بات کے لئے تیار ہوں کہ اس قرارداد کو pending کر دیا جائے اور پھر متفقہ کوئی قرار داد لائی جائے تاکہ یہ اہم مسئلہ جو حکومت بھی کر رہی ہے، صرف مخالفت برائے مخالفت کی بھینٹ اس معاملے کو نہ چڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر قانون !

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ واقعتاً برن یونٹ ایک ضرورت ہے اور جیسے، جیسے ہمیں وسائل میسر آ رہے ہیں ان وسائل کے مطابق ہم کر رہے ہیں۔ اب جس طرح ہماری پارلیمنٹری سیکرٹری صاحبہ نے فرمایا کہ ملتان میں اس کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ جناح ہسپتال میں برن سنٹر کے لئے پی اینڈ ڈی کو اس کا پی۔ سی (ون) بھجوا دیا گیا ہے۔ الائیڈ برن سنٹر فیصل آباد کا پی۔ سی (ون) بھی پی اینڈ ڈی کو بھجوایا جا چکا ہے۔ اس کے بعد گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں برن یونٹ بنائے جائیں گے۔ میں ڈاکٹر صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ صرف یہ اگر "فوری طور پر" کے آپ لفظ کاٹ دیں اور یہ کہیں کہ "مرحلہ وار پورے پنجاب میں برن سنٹر قائم کئے جائیں" تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن "فوری طور" سے پھر مسئلہ یہ پیدا ہو جائے گا کہ کل کو آپ کی طرف سے تحریک استحقاق آ جائے گی کہ کیا بجٹ میں تمام پنجاب کے لئے اس کے پیسے رکھے گئے ہیں یا نہیں ؟ اگر آپ مرحلہ وار کہیں تو ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ مرحلہ وار انشاء اللہ تعالیٰ پورے پنجاب میں برن سنٹرز قائم کئے جائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں راجہ بشارت صاحب کی یہ جو amendment ہے، اس سے متفق ہوں اور اگر اس کو اس طرح کر دیا جائے کہ "ترجیحی بنیادوں پر مرحلہ وار" تو میں اس کو accept کرتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام بڑے ہسپتالوں میں مرحلہ وار برن یونٹ قائم کئے جائیں"۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: دوسری قرارداد محترمہ فائزہ احمد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وزیر خزانہ کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ وہ آج بجٹ کے سلسلے میں مصروف ہیں۔ لہذا اس کو بھی اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے تک pending کیا جاتا ہے۔ تیسری قرارداد سید حسن مرتضیٰ صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ صاحب ہاؤس میں تشریف لے آئے)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں حاضر ہو گیا ہوں، براہ کرم میری قرارداد take up کی جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اب تو آپ کی قرارداد dispose of ہو چکی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بڑا بھاگ کر آیا ہوں، ابھی بھی میرا سانس پھولا ہوا ہے لہذا مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں، آپ کی قرارداد dispose of ہو چکی ہے۔ چوتھی قرارداد پیر رفیع الدین بخاری صاحب کی طرف سے ہے۔

نشتر پارک کراچی میں عید میلادالنبی ﷺ کے موقع پر بم دھماکے سے شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

پیر رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان مورخہ 11۔اپریل 2006 کو محفل عید میلادالنبی ﷺ نشتر پارک کراچی میں خودکش بم دھماکہ میں شہید ہونے والے جید علماء کرام جناب عباس قادری، سابق MNA حافظ محمد تقی، حاجی حنیف بلو اور دیگر مسلمین کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے نیز حکومت

پاکستان سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ دھماکہ میں ملوث افراد کی جلد از جلد نشاندہی کر کے انہیں منظر عام پر لایا جائے اور ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے بات کرنی چاہتا ہوں۔ میں نے محترم بھائی بخاری صاحب سے یہ گزارش کی ہے کہ چونکہ یہ ایک دوسرے صوبے سے متعلقہ معاملہ ہے۔ جہاں تک دعائے مغفرت کا معاملہ ہے تو وہ ہم کر لیتے ہیں۔ متاثرہ خاندان کے ساتھ اظہار ہمدردی بھی کرتے ہیں لیکن کسی صوبے کے معاملات سے متعلق یہاں پر قرارداد پاس کرنا اور پھر یہ کہنا کہ فوری طور پر یہ کیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں ہے۔ اس طرح ہم ایک غلط روایت ڈالیں گے۔ چنانچہ اسی لئے میں نے اپنے بھائی سے استدعا کی ہے کہ جو مرحومین ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔ میرے خیال میں بخاری صاحب میری اس بات سے اتفاق کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

پیر رفیع الدین بخاری: ٹھیک ہے جناب!

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب کی تجویز سے محرک مطمئن ہیں۔ لہٰذا دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب محمد وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ خود کش حملہ نہیں تھا۔ حکومت اپنی نااہلی چھپانے کے لئے اسے خود کش حملہ قرار دے رہی ہے۔ یہ باقاعدہ ایک سازش تھی۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: تو یہ قرارداد dispose of ہوئی۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری قرارداد خاصی اہم ہے، اس ہاؤس میں 80 فیصد لوگ زراعت سے منسلک ہیں۔ میرا بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میں ذرا باہر گیا تھا اور بھاگ کر یہاں تک پہنچا ہوں۔ ابھی تک میرا سانس پھول رہا ہے۔ جس وقت آپ میری قرارداد کو dispose of کر رہے تھے میں اس وقت ہاؤس میں پہنچ گیا تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان کو اجازت دی جائے کہ یہ اپنی قرارداد اگلے پرائیویٹ ڈے پر دوبارہ پیش کر سکیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگلا پرائیویٹ ممبر ڈے معلوم نہیں کب آئے، آپ ابھی مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ایسا کریں کہ اپنی یہ قرارداد دوبارہ لے آئیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے دو تین دفعہ جمع کروائی ہے لیکن یہ ہاؤس میں نہیں آ سکی لیکن اس دفعہ اگر خوش قسمتی سے آ گئی ہے تو آپ نے dispose of فرما دی ہے۔

جناب سپیکر: آپ دوبارہ لے آئیں اس کو take up کر لیں گے۔ اگلی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔ شیخ صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ قرارداد بھی dispose of کی جاتی ہے۔

رپورٹیں
(توسیع)

جناب سپیکر: جناب آصف سعید خان منہیس پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ بابت سال 2000-1999 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب آصف سعید خان منہیس: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-1999 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں چھ ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-1999 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں چھ ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-1999 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں چھ ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب آصف سعید خان منہیس پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ بابت سال 2002-2001 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب آصف سعید خان منہیس: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2002-2001 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2002-2001 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال2002-2001 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب جوزف حاکم دین، مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب جوزف حاکم دین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2004 (Bill No.25 of 2004) moved by Ms Azma Zahid Bokhari, MPA(W-338)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2006 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2004 (Bill No.25 of 2004) moved by Ms Azma Zahid Bokhari, MPA(W-338)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2006 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2004 (Bill No.25 of 2004) moved by Ms Azma Zahid Bokhari, MPA(W-338)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2006 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب محمد عظیم گھمن پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹ بابت سال 99-1998 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد عظیم گھمن: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 99-1998 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں چھ ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 99-1998 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں چھ ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 99-1998 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں چھ ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب محمد عظیم گھمن پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹ بابت سال 03-2002
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد عظیم گھمن: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 03-2002 اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 03-2002 اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 03-2002 اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم عام بحث ہے۔ عام بحث کی تحریک سید احسان اللہ وقاص کی جانب سے ہے۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر

اراکین اسمبلی کے ڈرائیوروں کے لئے پینے کے پانی کی فراہمی

جناب محمد وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب محمد وقاص: بہت شکریہ۔ جناب! میں آپ کی توجہ ایک مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو آپ کے ایک انتظامی حکم سے انشاء اللہ حل ہو جائے گا۔ ہم ادھر بہت اچھے ماحول میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ہمارے ساتھ جو ڈرائیور حضرات آتے ہیں۔ مجھے یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا ہے کہ ان کے لئے پانی کا بھی انتظام نہیں ہے۔ اگر آپ اس پر ایک انتظامی حکم دے دیں تو انشاء اللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! ان کے لئے فوری طور پر سائے اور ٹھنڈے پانی کا انتظام کروائیں اور آئندہ ایسی شکایت نہیں آنی چاہئے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! چونکہ وزیر صاحب تشریف فرما ہیں اس لئے میں بات کرنا چاہوں گی۔ یہاں لاہور میں داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے اور وہ مسلمانوں کے لئے ایک انتہائی مقدس جگہ ہے جہاں پر لوگ دور دور سے زیارت کے لئے آتے ہیں۔ وہ مزار پر جا کر دعا مانگنے سے محروم رہتے ہیں بلکہ انھیں آگے جانے ہی نہیں دیا جاتا۔ تو وزیر موصوف سے میری درخواست ہے کہ وہ عورتیں جو تقریباً دن رات وہیں پر رہتی ہیں ان کے اڈوں کو برآمدوں میں شفٹ کیا جائے تاکہ دور سے آنے والے لوگوں کو فاتحہ خوانی اور دعا مانگنے کا موقع مل سکے۔ چونکہ وزیر اوقاف یہاں تشریف رکھتے ہیں اس لئے میں نے بات کی ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ اس کا ضرور نوٹس لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔ سید احسان اللہ وقاص!

صوبہ میں خوراک میں بڑھتی ہوئی ملاوٹ پر بحث کی تحریک

SYED IHSAN ULLAH WAQAS: I move:

That the policy of the Government vis a vis food adulteration rampant in the Province be discussed.

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"That the policy of the Government vis a vis food adulteration rampant in the province be discussed."

MR. SPEAKER: Now the question is:

"That the policy of the Government vis a vis food adulteration rampant in the province be discussed."

(The motion was carried)

عام بحث

صوبہ میں خوراک میں بڑھتی ہوئی ملاوٹ پر بحث

جناب سپیکر: میں سید احسان اللہ وقاص کو دعوت دیتا ہوں کہ بحث کا آغاز کریں۔ جو معزز اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام کی چٹیں بھجوادیں۔

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! پوری دنیا میں خوراک کے اندر ملاوٹ کو ایک سنگین ترین جرم سمجھا جاتا ہے بلکہ دیگر فوجداری جرائم سے بھی زیادہ سخت سمجھا جاتا ہے لیکن ہمارے ملک میں خوراک میں ملاوٹ عام ہے اور اس جرم کے متعلق کوئی احساس نہیں کیا جاتا۔ اس جرم کو روکنے کے لئے ہمارے پاس کوئی انتظامات موجود نہیں ہیں۔ اس ملاوٹ کو روکنے کے لئے جو لیبارٹریز قائم کی گئی ہیں ان کے اندر بھی یہ حالت ہے کہ وہاں پیسے دے کر اپنی مرضی سے سیمپل منظور کروائے جاتے ہیں۔ سرکاری لیبارٹریز پیسے کمانے کا ایک ذریعہ بن چکی ہیں اگر کبھی کبھار حکومت کے انسپکٹرز کارروائی کرتے ہوئے کچھ لوگوں کو گرفتار کرتے ہیں اور ان کے سیمپل فوڈ ٹیسٹنگ لیبارٹریز میں دیتے ہیں تو وہ ملزمان ان لیبارٹریز میں پیسے دے کر اپنے سیمپل clear کروالیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ملک پیک اور دوسرے مختلف جو دودھ ملتے ہیں اس کے اندر سرسوں کا تیل اور یوریا کھاد تک ملائی جاتی ہے تاکہ اس کی fats بڑھائی جائے پھر اس دودھ کو ڈبوں میں پیک

کر کے فروخت کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان دودھ میں بڑی حد تک self sufficient ہے لیکن وہ بھی ملاوٹ سے بچا ہوا نہیں ہے۔اس کے علاوہ کھانے پینے کی تمام اشیاء میں ملاوٹ کی جاتی ہے۔ دالوں میں مختلف چیزیں ملائی جاتی ہیں۔آٹے میں زیادہ پانی ملا کر ملاوٹ کر دی جاتی ہے۔ایسی ملیں موجود ہیں جہاں پرانی سوکھی روٹیاں پیس کر آٹے میں شامل کر دیتے ہیں۔گرم مصالحوں میں مختلف چیزیں ملائی جاتی ہیں۔ بھوسہ رنگ کر کے مرچ میں ملا دیا جاتا ہے۔ خوراک میں adulteration کے لحاظ سے دنیا بھر میں ہمارا معیار ایک بدترین سطح پر ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ خوراک کے اندر ملاوٹ بدترین جرائم میں سے ایک جرم ہے اور اس جرم کو روکنے کے لئے حکومتی سطح پر کئے جانے والے سارے اقدامات ناکافی ہیں۔ میں نے پہلے بھی اس معزز ایوان میں فوڈ ٹیسٹنگ لیبارٹریز کے معیار کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائی تھی۔اب ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے لیکن ان لیبارٹریز کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے کوئی اقدامات نہیں کئے گئے۔ فوڈ انسپکٹر پورے شہر میں دکانوں سے سوائے بھتہ اکٹھا کرنے کے کوئی کام نہیں کرتے۔ ہوٹلوں کے اندر جہاں پر کھانا پکایا جاتا ہے وہ جگہیں انتہائی غیر معیاری ہوتی ہیں۔ وہاں پر غیر معیاری کھانا تیار کیا جاتا ہے بلکہ گلے سڑے ماحول کے اندر کھانا تیار ہوتا ہے۔اسی شہر لاہور کے اندر سر عام گوشت کو پانی لگا کر فروخت کیا جا رہا ہے۔ جانور ذبح کرنے کے بعد اس کی کسی خاص رگ میں پانی بھر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں گوشت کا وزن بڑھ جاتا ہے۔جب کوئی آدمی ایک کلو گوشت لے کر جاتا ہے اور اسے پکانے کے لئے ہنڈیا میں ڈالتے ہیں تو جب اس گوشت سے پانی نکل جاتا ہے تو وہ آدھ کلو بھی نہیں بچتا۔ کوئی ایسی چیز نہیں جس میں ملاوٹ نہ کی جاتی ہو اور اس ملاوٹ کی وجہ سے عام آدمی کا جینا حرام ہو چکا ہے لیکن اس حوالے سے حکومت کے اقدامات ناکافی ہیں اور ملاوٹ شدہ خوراک کی وجہ سے۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہاؤس کو in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! فوڈ adulteration کے حوالے سے ہماری جو بے حسی ہے آپ اس کا اندازہ اسی ہاؤس کے اندر لگا سکتے ہیں کہ ہماری آج کی بحث میں وزیر خوراک تک موجود

نہیں وہ ایک سینئر اور سمجھ دار منسٹر ہیں وہ اچھا جواب بھی دے سکتے تھے لیکن جو موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی اس بات کو ذمہ داری سے سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ خوراک میں ملاوٹ کرنے والے لوگوں کی صحت سے کھیل رہے ہیں۔ بجائے لوگوں کو سکون پہنچانے کے حکومتی اقدامات کے نتیجے میں بھتہ خوری کے لئے انسپکٹرز رکھے گئے ہیں جنھوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ گوشت گلا سڑا بک رہا ہے۔لاہور کے اندر چھوٹی عمر کے جانوروں کا گوشت بک رہا ہے حتیٰ کہ مردہ جانوروں تک کا گوشت بک رہا ہے۔ اس کے علاوہ کھانے پینے کی کوئی چیز خالص نہیں ملتی۔ اس پر حکومتی اقدامات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کھانے پینے کی اشیاء خالص نہ ہونے کی وجہ سے عام آدمی کی صحت تباہ ہو چکی ہے جس وجہ سے پاکستان کے لوگوں کی اوسط عمر دیگر ملکوں کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ ہماری اوسط عمر 50 کے قریب ہے جبکہ امریکہ اور یورپ کے مختلف ممالک میں اوسط عمر 80 سال سے بھی زیادہ ہے۔آپ نے پچھلے دنوں فیصل آباد، گوجرانوالہ اور دوسرے شہروں میں ایک بہت بڑا بحران دیکھا کہ یہاں پر پینے کا صاف پانی تک میسر نہیں ہے۔ عام آدمی کی صحت سے مختلف لوگ کھیل رہے ہیں لیکن حکومت کے کارندے انہی لٹیروں کے ساتھ مل کر ان کے ایجنٹ بن کر ان سے اپنا حصہ وصول کرتے ہیں لیکن ملاوٹ کے خلاف کوئی کردار ادا نہیں کرتے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے مقرر ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر ہمارے ملک میں جب سے devolution plan شروع ہوا ہے۔ اس نے ہمارے ہر سسٹم کو اکھاڑ کر رکھ دیا ہے خوراک میں ملاوٹ کے حوالے سے بھی میں اس کو link کروں گا کیونکہ جب مجسٹریٹ ہوتا تھا، ڈی سی ہوتا تھا جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوتا تھا اور اس کے پاس ایسے اختیارات ہوتے تھے کہ وہ ہر ہفتے یا مہینے میں ایک دفعہ لازمی طور پر پرائس کنٹرول کمیٹی کی میٹنگ بلاتا تھا اور جو فیصلے وہاں پر ہوتے تھے ان پر عملدرآمد بھی کروایا جاتا تھا۔ جو لوگ ملاوٹ کرتے تھے یا اصل قیمت سے زیادہ قیمت پر گوشت یا دوسری چیزیں بیچتے تھے تو ان کو پکڑا جاتا تھا سزائیں بھی ہوتی تھیں اور ان کو جیل بھی بھیجا جاتا تھا۔ جو کنٹرول سسٹم تھا وہ بڑے بہتر انداز سے چل رہا تھا۔ اب ہوا یہ ہے کہ جب سے devolution system آیا ہے مجسٹریسی سسٹم ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ چھ مہینے پہلے تو ہمیں یہ بھی پتا نہیں تھا کہ جو شخص دودھ میں ملاوٹ کرتا ہے یا کھانے کی چیزوں میں ملاوٹ کرتا ہے اس کو پکڑنے کے لئے کس

ڈیپارٹمنٹ نے وہاں پر raid کرنی ہے اور کس نے انہیں پکڑنا ہے۔ چھ مہینے پہلے تک تو یہ صورتحال اس پنجاب میں اور اس ملک میں تھی۔ اسی وجہ سے آج ایسی صورتحال ہے کہ کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہے۔ پاکستان میں جو دودھ فروخت ہوتا ہے اس کے متعلق ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی رپورٹ ہے کہ اگر وہ دودھ نو مولود بچے کو مسلسل دو سال تک پلایا جائے تو اس بچے کی دو سال کے بعد death ہو جائے گی۔ اس قسم کا دودھ پاکستان میں فروخت ہو رہا ہے۔ میں 1987 میں جب سعودی عرب گیا اور اب 2003 میں حج کے لئے وہاں پر گیا اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں پر جوٹن کی بوتل ایک ریال کی تھی آج سے بیس سال پہلے بھی وہ ایک ریال کی تھی اور جب میں 2003 میں وہاں پر گیا تو اس کی قیمت پھر بھی ایک ریال یا ایک درہم تھی۔ پوری دنیا میں آپ کہیں بھی چلے جائیں امریکہ میں آپ چلے جائیں یورپ میں چلے جائیں وہاں پر یہ صورتحال ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں پر ان کا کنٹرول بھی ہے اور ملاوٹ کے حوالے سے ان کے قوانین قابل رشک ہیں۔ اگر کوئی شخص ملاوٹ میں ملوث ہوتا ہے تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ state کے ساتھ دشمنی ہے۔ اس سلسلے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی ملاوٹ کرتا ہے جو آدمی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ حضور ﷺ کا فرمان ہے جو میں quote کر رہا ہوں۔ اس وقت جو سسٹم میں خرابی آچکی ہے پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ نے بھی یہ بیان دیا کہ ہم اس مجسٹریسی سسٹم کو بحال کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ اس کو بحال کیا جائے۔ اس وقت پرائس کنٹرول کمیٹیوں کا یہ حال ہے کہ ڈی سی او اس کی میٹنگ تک بلانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ سیالکوٹ میں خود request کر کے میٹنگ بلوائی اور اس میٹنگ کا کوئی نتیجہ نہ نکلا کیونکہ اس پر عملدرآمد کے لئے کوئی عملہ نہیں ہے۔ ڈی سی او نے خود یہ کہا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی طاقت نہیں ہے ہمارے پاس کوئی ایسا سسٹم نہیں ہے کہ ہم اس کو مجسٹریسی کی طرح کنٹرول کر سکیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہم اپنے ملک میں دوائیوں پر کروڑوں اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں اگر ہم اس پر بھی کوئی preventive measure لے لیں یعنی دوائیوں میں ملاوٹ پر کنٹرول کر لیں۔ ہم کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ پر کنٹرول کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کروڑوں اور اربوں روپے صحت پر لگا رہے ہیں وہ کسی اور سیکٹر پر لگا سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وقاص!

جناب محمد وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ کے توسط سے پنجاب حکومت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے ہاؤس کوin order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہے کہ پچھلے 58 سال سے جو کرپشن کا ناسور ہمارے ہر ایک محکمے میں پھیل گیا ہے اور ہر ایک محکمے میں اپنی جگہ بنا لی ہے۔ محکمہ خوراک میں اور ان تمام اداروں میں بھی وہ کرپشن آ چکی ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ لوگوں کی زندگیوں سے کھیلا جا رہا ہے اور آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ چودھری الطاف حسین جب گورنر پنجاب تھے ان کی death ان جعلی دوائیوں سے ہوئی اور اس کی بعد میں رپورٹ بھی آئی کہ انہیں دل کا عارضہ لاحق تھا اور ڈاکٹروں نے انہیں جو دوائیاں دیں وہ اصل میں ایک نمبر نہیں تھیں جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہو گئی۔اس لئے آپ situation کی priority اور اس کی خطرناکی کی جو حد ہے اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔آئے دن اخبارات میں آتا ہے کہ دودھ جن ڈرموں میں رکھا جاتا ہے ان ڈرموں میں کیمیکل شامل ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ کیمیکل بھی دودھ میں شامل ہو جاتے ہیں۔آئے دن اخبارات میں آتا ہے چائے کی پتی میں ملاوٹ کی جاتی ہے آئے دن اخبارات میں آتا ہے کہ جو مصالحہ جات ہیں ان میں اینٹیں پیس کر اور باقی چیزیں پیس کر شامل کر دی جاتی ہیں اور وہ مصالحہ ہمارے کھانوں میں شامل ہوتا ہے۔آٹے کے حوالے سے بھی آئے دن اخبارات میں آتا ہے۔اسی طرح گھی اور دوسری کھانے کی جو بہت ساری چیزیں ہیں ان کے بارے میں بھی اخبارات میں سب کچھ آتا رہتا ہے اور جو عوام ہیں وہ سوائے پریشانی اٹھانے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔گوشت کے متعلق ابھی معزز رکن احسان اللہ وقاص صاحب نے کہا اور اخبارات میں بھی آتا رہتا ہے کہ اپنے پڑوسی ممالک سے گوشت درآمد کرتے ہیں اور جب یہاں پہنچتا ہے تو وہ گل سڑ جاتا ہے خراب ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ مارکیٹ میں فروخت ہوتا ہے۔اسی طرح گوشت کو پانی بھی لگایا جاتا ہے۔آپ ان ساری چیزوں کو دیکھیں آخر اس کی وجہ کیا ہے؟اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا قانون اس سلسلے میں مؤثر نہیں ہے۔ جن ممالک میں اس سلسلے میں قانون مؤثر ہے جس طرح کہ سعودی عرب کی مثال دی گئی ہے۔ جس طرح مغربی ممالک میں ہے۔ان کی چیزوں پر جو چیز لیبل پر لکھی ہوئی ہے یعنی کسی بھی product کے لیبل پر جو چیز لکھی ہوئی ہے۔اگر اس سے وہ کم ہے یا اس سٹینڈرڈ کے مطابق نہیں

ہے تو ان کے سخت قوانین ہیں یہاں تک کہ اس product کو seal کر دیا جاتا ہے اس کارخانے کو بھی بند کر دیا جاتا ہے اس کے مالک کو سزا دی جاتی ہے اور اس پر بڑے بڑے جرمانے ہوتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات بڑی واضح ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "من غش فلیس منا" جس نے ملاوٹ کی اس کا ہمارے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کا ایک بازار سے گزر ہوا۔ وہاں پر گندم بیچی جا رہی تھی۔ آپ نے گندم کے ڈھیر کو دیکھا تو سامنے اوپر خشک گندم تھی۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس کے اندر کیا تو آپ کو معلوم ہوا کہ نیچے اس نے گیلی گندم چھپائی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو تنبیہ کی اور اس سارے سٹاک کو بھی ضائع کروایا اور کہا "من غش فلیس منا" جو ملاوٹ کرے گا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

جناب والا ہمارے تو دین میں اس کی بڑی بنیاد میسر ہے۔ ہم اگر اس پر قانون سازی کریں اور عبرت ناک سزائیں دیں اور اس کو مشتہر کریں اور دو چار افراد کو عبرت بنا دیں، دو چار افراد کو کڑی سے کڑی سزائیں دے دیں تو پھر اس بات کی توقع کی جا سکتی ہے کہ ہم جو دودھ پیتے ہیں یا جو بچوں کو پلاتے ہیں یا استعمال کرتے ہیں، جیسے آٹا چینی گھی اور دالیں استعمال کرتے ہیں ان میں ملاوٹ نہیں ہو گی۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں اس کے لئے مؤثر قانون سازی کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میں ایک نکتے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پچھلے تین چار دنوں سے تمام اخبارات میں پورے صفحے کی اور آدھے صفحے کے لاکھوں روپے کے اشتہارات حکومت پنجاب کی طرف سے آ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک اخبار نوائے وقت میں ساتھ لے کر بھی آیا ہوں اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ 7۔ارب اور 46 کروڑ روپے کی بنیادی سہولتیں جنوبی پنجاب میں موجودہ حکومت پنجاب دے رہی ہے۔ اسی اشتہار کے اندر انہوں نے جب کام کی رفتار کا ایک کالم لکھا ہے تو اس میں لکھا ہے کہ اب تک یعنی پورا مالی سال گزر گیا ہے اور 7۔ارب 46 کروڑ روپے کے بجٹ میں سے جتنا کام موجودہ حکومت پنجاب نے جنوبی پنجاب کے مندرجہ ذیل اضلاع میں کیا ہے اس کے تحت تین کروڑ روپے مالیت کے منصوبوں کے ٹھیکے جاری کئے گئے ہیں۔ یعنی یہ بھی نہیں ہے کہ تیس کروڑ روپے کا کام مکمل ہو گیا ہو۔ یہ حکومت پنجاب کا

اشتہار ہے میرا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ساری on going schemes ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! 7.5۔ارب روپے کے منصوبوں میں سے پورا مالی سال گزر جانے کے باوجود اور کل نیا بجٹ بھی آنے والا ہے اگر جنوبی پنجاب میں سارے سال کے اندر تین کروڑ روپے کے ٹھیکے دیئے گئے ہیں تو پھر 7۔ارب اور سولہ کروڑ روپے کی جو رقم ہے جس کو اوپر شہ سرخی سے لکھا گیا ہے وہ 7۔ارب اور سولہ کروڑ روپے کہاں گئے ہیں؟ پورا سال گزر جانے کے باوجود اگر ان پر کام نہیں ہوا، ان کے ٹھیکے نہیں ہوئے، ان کی ڈویلپمنٹ نہیں ہوئی تو جو لوگ یہ سارا کام سست روی سے کر رہے ہیں اور دانستہ delay کر کے حکومت پنجاب کی بدنامی کا سبب بن رہے ہیں، کیا حکومت پنجاب ان کے خلاف کوئی اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ 7۔ارب اور 46 کروڑ روپے کی detail آ جاتی، جس میں یہ لکھا ہوتا کہ ہم نے لگائے ہیں۔ اشتہار میں تو یہ لکھا ہوا ہے کہ صرف 30 کروڑ کے ٹھیکے دیئے ہیں باقی ابھی تک کوئی movement نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ میرے بھائی کو تھوڑی سی problem ہے کہ یہ سنسنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے اشتہار پڑھا تھا تو اس کی وضاحت مجھ سے لے لیتے تو میں انہیں بتا دیتا۔ یہ Southern Punjab کا ایک project ہے جس کی total cost، 7۔ارب روپے اور جیسے انہوں نے فرمایا ہے وہ ہے۔ یہ فنڈز lapsable نہیں ہیں۔ ابھی اس project نے take off کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ 7۔ارب 16 کروڑ روپے جو یہ فرما رہے ہیں یہ پورا وہاں پر خرچ ہونا ہے۔ اس کے Consultants آئے تھے، consultancy میں تھوڑا سا ٹائم لگا ہے۔ اب یہ project take off کر رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سارے پیسے خرچ ہوں گے اور یہ lapsable نہیں ہیں۔ یہ اس project کے پیسے ہیں وہ جب تک مکمل نہیں ہو جائے گا یہ amount خرچ نہیں کی جائے گی۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! وہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک کا فنڈ ہے، وہ حکومت پنجاب کا فنڈ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی ان سے کوئی خاص عزیز داری نہیں ہے کہ وہ علاقے میں پھر تا رہتا ہے اور انہیں فنڈز دے کر چلا جاتا ہے۔ باہر کے ادارے صرف حکومتوں سے بات کرتے ہیں اور حکومتوں کے پروگراموں کو finance کرتے ہیں، نہ کہ ان کے علاقوں میں پھر کر ان کو فنڈز دیتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! محمد علی گردیزی ملتان سے تعلق رکھتا تھا وہ ایشین بنک والوں کو لے گیا تھا اور اس نے ساری تحصیلیں دکھائی تھیں اور اس نے visit کروایا تھا اور اس میں decide ہوا تھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر جنوبی پنجاب میں فنڈز استعمال ہو رہے ہیں تو آپ اس کو appreciate کریں کہ for the first time some government has taken incentive to spend that amount in Janubi Punjab. اور اس چیز سے آپ کے علاقے میں خوشحالی آئے گی۔ جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ اب implement ہو رہا ہے اور موقع پر کام شروع ہو گیا ہے اور یہ lapsable funds نہیں ہیں اور یہ انشاء اللہ اس پر لگیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس پراجیکٹ کے حوالے سے تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حکومت پاکستان نے 1999 میں ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک سے اس کے لئے امداد مانگی تھی اور اس کے لئے facts finding mission آیا تھا۔ حکومت جاپان کی امداد کے ساتھ یہ 8 لاکھ ڈالر کا پراجیکٹ تھا جس پر اس کی study ہوئی تھی اور میرے پاس یہ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کا document ہے جس کے مطابق facts finding mission، 17۔اپریل سے 26۔اپریل 2001 تک یہاں پر آیا اور انہوں نے اس کو بنایا۔ یہ جناب صدر پرویز مشرف صاحب کا 11-2001 والا دس سالہ جو پروگرام تھا اس کے frame work میں اس کو develop کیا گیا۔ دسمبر 2003 کے اندر ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی ہی website کہتی ہے کہ اس کا loan approve ہو کر release ہو گیا تو دسمبر 2003 کے اندر یہ پیسے استعمال کرنے کے لئے ہمارے پاس آ گئے۔ اسی پراجیکٹ کا reference حسنین بہادر دریشک صاحب نے 2004 کی اپنی بجٹ تقریر میں کیا تھا اور آج 2006 یعنی پورے دو سال ہو گئے ہیں ابھی تک اس منصوبے کی on ground کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ اس کے ایک

Consultant M/s Indus Associate Consultants Pvt.

Limited, 18/A, FCC Maratab Ali Road, Gulberg, Lahore

اور اس کے دوسرے

Consultant M/s Awais Haider Nauman Rizwani House # 14, Suit # 30, Sector F/6, Islamabad.

جناب والا! جنوبی پنجاب کے اندر نہ اس کے consultants کا کوئی دفتر ہے اور نہ ہی اس پراجیکٹ کا کوئی دفتر ہے۔ اس پراجیکٹ کا دفتر 43/L, Gulberg میں ہے۔ اگر آپ والٹن میں آرمی فلیٹس کی طرف جائیں تو اس کے راستے میں اس پراجیکٹ کا دفتر آتا ہے۔ اس پراجیکٹ کو جن لوگوں نے چلانا ہے اس کا دفتر ہی جنوبی پنجاب میں ابھی تک نہیں بن سکا تو ان کے implementation کے لئے تو اور زیادہ وقت لگے گا تو مہربانی کر کے اس پراجیکٹ کو accelerate کر کے کیا جائے اور مجھے کوئی اور تو پتا نہیں اس پراجیکٹ کے تحت ڈیرہ غازی خان کے اندر نئے ٹیوب ویلز لگ رہے ہیں۔ نئے ٹیوب ویلز پانی تو دے دیں گے لیکن ہمارے ڈیرہ غازی خان کا جو بہت بڑا مسئلہ ہے وہ پائپوں کی leakage کا ہے جس کی وجہ سے گیسٹرو سے ہلاکتیں بھی ہوئی ہیں۔ اس پراجیکٹ کے اندر پائپوں کی تبدیلی کا کوئی منصوبہ نہیں ہے اور اتنے بڑے شہر کے اندر سارے پائپ تبدیل بھی نہیں کئے جا سکتے تو میری یہ گزارش ہے کہ حکومت پنجاب ایک leakage retraction equipment جو کہ واسا لاہور کے پاس ہے تو اسی قسم کے equipment کے ساتھ اب detect کرتے ہیں کہ کہاں پر لیکیج ہے اور پھر اس ٹکڑے کی مرمت کی جا سکتی ہے۔ پورے پراجیکٹ کی پائپ لائنیں تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو مہربانی کر کے یہ بھی کسی طرح سے اس کے ساتھ شامل کر لیا جائے۔ اگر اس پراجیکٹ کے اندر تبدیلی کرنے کی ہماری حکومت کی کوئی ownership ہے اور اس کو ہم تبدیل کر سکتے ہیں تو مہربانی کر کے اس پیسے کا بہتر استعمال کیا جائے اور اگر اس کی ownership ہماری نہیں ہے اور ہم اس میں تبدیلی نہیں کر سکتے تو ہم اس کو admit کریں کہ ہماری اس پر ownership نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید مجاہد علی شاہ!

سید مجاہد علی شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اس مقدس ایوان کے اندر کھڑے ہو کر غلط بیانی کی جائے۔ ڈاکٹر صاحب کو ایک عینک لگی ہوئی ہے اور مجھے لگتا ہے کہ انہیں

ایک اور عینک کی بھی ضرورت ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر زیر لب مسکرائے)

وہ عینک ایمانداری کی عینک ہے جو انہیں پہنائیں گے تو انہیں ہر چیز نظر آئے گی اور سب سے بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ خود ڈاکٹر ہیں۔ اگر یہ اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر یہ کہہ دیں کہ ہیلتھ کے محکمے میں اس دور میں انقلاب نہیں آیا تو میں یہاں پر اپنی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤں گا۔ یہ کھڑے ہو کر حلفاً کہیں کہ وہاں پر کارڈیالوجی سنٹر مکمل نہیں ہو چکا جہاں یہ روزانہ آتے جاتے دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ یہ جنوبی پنجاب کا مسئلہ بھی نہیں تھا بلکہ ڈیرہ اسماعیل خان اور بلوچستان تک کے لوگ اس سے مستفید ہوں گے اور پورے جنوبی پنجاب کے لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ کیا انہوں نے اسے نہیں دیکھا کہ وہ مکمل ہو چکا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب جب بھی ملتان جاتے ہیں تو خصوصاً وہاں کا visit ضرور کرتے ہیں۔ کیا یہ اٹھ کر یہاں پر تردید کر سکتے ہیں کہ وہاں پر Burn Unit نہیں بن چکا۔ کیا یہ اٹھ کر یہاں یہ تردید کر سکتے ہیں کہ وہاں چلڈرن ہسپتال نہیں بنا؟ کیا یہ اٹھ کر یہاں تردید کر سکتے ہیں کہ وہاں پر ایمرجنسی وارڈ کا وزیر اعلیٰ افتتاح کر کے نہیں آئے۔ وہاں ڈینٹل ہسپتال ہے کیا یہ اس کی بھی اٹھ کر تردید کر سکتے ہیں؟ کیا یہ اٹھ کر تردید کر سکتے ہیں کہ نشتر کالج میں نیا ڈینٹل ہسپتال نہیں بن رہا۔ یہ اٹھ کر کسی پراجیکٹ کی تردید کریں کہ یہ نہیں بن رہا۔ صرف یہ کہہ دینا کہ کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے، دو کروڑ خرچ ہوا ہے، اس کو چھوڑیں۔ میں جو project کہہ رہا ہوں تو یہ اٹھ کر تردید کریں کہ یہ پراجیکٹ وہاں پر مکمل ہوئے ہیں کہ نہیں۔ یہاں پر اٹھ کر اس قسم کی غلط بیانیاں اور صرف پوائنٹ بنانے کے لئے یہ نہیں ہوا اور وہ نہیں ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حقیقتاً جنوبی پنجاب میں جتنا کام، لغاری بولے ہیں تو وہ اٹھ کر بتائیں کہ ان کے صدر رہے ہیں تو انہوں نے جنوبی پنجاب کے اندر کیا کام کروایا ہے، اٹھ کر اگر یہ اپنے کارنامے سنائیں اور یہ کہیں کہ ہم نے یہ کارنامے وہاں پر انجام دیئے ہیں، سوائے ائرپورٹ کے کہ جو اپنی ذات کے لئے بنایا گیا ہے، جو اپنی زمین میں اس حوالے سے زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا مگر خدا کے لئے جو شخص کام کر رہا ہے اس کو appreciate کر رہا ہے کجا اس کے کہ کام بھی اربوں روپے کے پراجیکٹ وہاں پر شروع ہوئے ہیں اور یہ یہاں پر کھڑے ہو کر اپنے نمبر بناتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ میں نے جو بات on the Floor of House کہی ہے اگر ڈاکٹر صاحب اس کی تردید کریں تو میں ابھی استعفیٰ دیتا ہوں ورنہ یہ ابھی استعفیٰ دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر! Doctor Sahib, I give the Floor to you! میں ابھی آپ کو دیتا ہوں۔ محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! انہیں ضمیر کی عینک کی ضرورت ہے۔

(اس مرحلے پر ڈاکٹر صاحب اپنی نشست پر کھڑے ہو کر بولتے رہے)

قطع کلامیاں

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا تھا۔ آپ نے بات کر لی ہے اور انہوں نے بھی بات کر لی ہے۔ آج بحث کا موقع نہیں ہے۔ مہربانی کر کے ڈاکٹر صاحب! بیٹھ جائیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بیٹھئے۔ شاہ صاحب! آپ بھی بیٹھئے۔ بی بی! آپ بات کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میرے انتہائی قابل احترام بھائی جو کل تک تو حکومت کے خلاف بولتے تھے اور آج یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کو ڈبل عینک کی ضرورت ہے۔ انھیں ضمیر کی عینک کی ضرورت ہے۔ اس ضمیر کی جس کو انھوں نے مفاد کی خاطر بیچ دیا ہے۔ جو لوگ کل تک حکومت کے خلاف بولتے تھے آج صرف اس لئے بولتے ہیں کہ انھیں منسٹری کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! منسٹریاں ساری بک چکی ہیں۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں وارث کلو صاحب سے کہوں گا کہ بحث کا آغاز کریں۔

جناب محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ آج کا موضوع انتہائی اہم ہے۔ میرے حساب سے ہمارے معاشرے کو ملاوٹ کینسر کی طرح کھوکھلا کر رہی ہے۔ منافع خور اور اخلاق باختہ تاجر ہوں یا کرپٹ حکومتی کارندے ہوں۔ ان سب کی ملی بھگت سے منافع خوری کا ناگ پورے معاشرے کو کھا رہا ہے۔ دودھ، گوشت، آٹا، مرچ اور جو بھی چیز دیکھ لیں نچلی سطح سے لے کر انتہائی اونچی سطح تک ہر چیز میں ملاوٹ ہے اور حد تو یہ ہو چکی ہے

کہ life saving drugs میں بھی ملاوٹ کی انتہا ہے ایک طرف انسان مر رہا ہوتا ہے اور دوسری طرف انتہائی مہنگی ادویات جو اس کے لواحقین خرید کر لاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ مریض کی زندگی کو بچائیں، وہ مریض کی موت کو یقینی کر رہی ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میرے بھائی احسان اللہ وقاص صاحب کہہ رہے تھے کہ اس کا تعلق devolution plan سے ہے۔ میں اس پر تھوڑا سا یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کا devolution plan سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس میں کنٹرول جو تھوڑا بہت تھا اس حد تک نہ ہو۔ ہم جب سے اسلامی احکامات سے ہٹ گئے ہیں تو ہمارا پورا معاشرہ پراگندا ہو چکا ہے اور ہر آدمی اخلاقی اقدار کو چھوڑ کر منافع خوری میں لگا ہوا ہے اور ملاوٹ عرصہ دراز سے چل رہی ہے اور یہ کسی بھی حکومت سے کنٹرول نہیں ہوئی۔ اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں ہمیں یہ ضرورت ہے کہ ہم اپنے معاشرے میں کرپشن کو روکنے کے اقدامات میں اسلامی اقدار کو شامل کروائیں، اخلاقی اقدار کو شامل کروائیں۔ اس کے علاوہ میری حکومت سے یہ استدعا ہو گی کہ ہمیں انتہائی سخت قوانین کی ضرورت ہے تاکہ منافع خور اور ملاوٹ کرنے والے لوگوں کی گردنیں دبوچی جائیں کیونکہ جب یہ لوگ صحیح معنوں میں پھنسیں گے تو پھر کوئی نہیں رکاوٹ ہو گی۔ قوانین بنانے سے بھی کام نہیں چلے گا۔ اگر پہلے ہی قوانین پر عملدرآمد ہو جائے تو میرے حساب سے وہ بھی کافی ہو گا لیکن اس وقت جو قوانین ملاوٹ کے خلاف بنے ہوئے ہیں، عرصہ دراز سے نہ پہلی حکومتوں سے یہ مسئلہ قابو میں آ سکا ہے اور مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ نہ اس وقت یہ ناگ ہماری حکومت کے کنٹرول میں ہے۔ میں یہ استدعا کرنا چاہوں گا کہ انتہائی ضرورت ہے کہ انتہائی سخت قوانین بنائے جائیں اور پھر ان پر عملدرآمد بھی کروایا جائے کیونکہ یہ براہ راست انسانی زندگیوں سے کھیلنے کا ایک کھیل جاری ہے۔ اس سے ایک اور پہلو جو نکلتا ہے وہ پہلو یہ ہے کہ یہ منافع خوری کا ناجائز طریقہ ہے۔ اس سے جو disparity آ رہی ہے وہ ہے کہ جتنے تیز لوگ ہیں وہ حکومتی مشینری سے مل کر منافع کما لیتے ہیں اور لوگوں کا خون چوس لیتے ہیں۔ اس سے غریب غریب تر ہو رہا ہے اور امیر امیر تر ہوتا جا رہا ہے۔ اس وقت معاشرے میں جو economic injustice ہے وہ انتہائی حدوں کو چھو رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ ہمارے پاکستان میں غربت کی لکیر سے نیچے 40 فیصد سے زیادہ لوگ چلے گئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے راجہ صاحب اور اپنی حکومتی پارٹی کے ارکان

سے بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ ملاوٹ کے بارے میں بھی سخت قوانین بنائے جائیں اور ان پر عملدرآمد بھی کروایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ خالدہ منصور!

محترمہ خالدہ منصور: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اس ہاؤس میں ایک اہم مسئلے پر بات کرنے کا موقع ملا ہے۔ یہ چیز براہ راست عوام سے متعلقہ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی معاشرے کے لئے لوگوں کا صحت مند ہونا بہت ضروری ہے اور ایک محاورہ بھی ہے کہ "جس قوم کے افراد صحت مند ہوتے ہیں ان کے ہسپتال ویران ہو جاتے ہیں اور کھیلوں کے میدان آباد ہو جاتے ہیں" لیکن ہمارے ہاں تو یہ مثال بالکل الٹی ہے کہ یہاں اگر ہم چاروں طرف دیکھیں تو بیماریاں ہی بیماریاں نظر آتی ہیں۔ پنجاب کے عوام کو جہاں صاف پینے کا پانی میسر نہیں تو آپ ان کی صحت کا کیا اندازہ لگائیں گے۔ لوگوں کی صحت خراب ہونے کے بہت سے عوامل ہیں ان میں سب سے اہم غذا میں ملاوٹ ہے۔ اگر ہم دیکھیں تو کوئی ایسی کھانے کی چیز نہیں ہے جس میں ملاوٹ نہ ہو۔ مجھ سے پہلے والے سپیکرز نے دودھ اور تمام کھانے پینے والی اشیاء کا بہت زیادہ ذکر کیا، میں ان کا ذکر تو نہیں کروں گی لیکن آپ خود سوچیں کہ جن لوگوں کو پینے کا صاف پانی نہیں ملتا، جن بچوں کو خالص دودھ نہیں ملتا اس قوم کے بچوں کی کیا حالت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ Please switch off your mobile phones

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! قومی اسمبلی اور سینیٹ کے ہال میں موبائل فون کے jammers لگا دیئے گئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ آپ بھی اس کی مستقلاً ہدایات فرماتے رہتے ہیں، یہاں پر وہ jammers لگوا دیں یہ سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔ جنہوں نے فون کرنا ہو وہ باہر جا کر بات کر لیا کریں لیکن ہال کے اندر jammers لگ جائے یہ مسئلہ مستقل ختم ہو جائے گا۔ چیف منسٹر ہاؤس میں لگ گیا ہے، چیف منسٹر کے دفتر میں لگ گیا ہے، گورنر ہاؤس کے پاس سے گزریں تو وہاں پر موبائل بند ہو جاتا ہے۔ یہاں پر بھی ہال کے اندر لگوا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو نیا ہال بن رہا ہے میرا خیال ہے کہ اس کے اندر یہ سسٹم ہو گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جو ٹیلیفون کی پرائیویٹ کمپنیاں ہیں اگر ان کو لکھا جائے گا تو وہ آ کر فری لگا دیں گی۔ شیخ علاؤالدین صاحب کو سپیشل permission دی جائے کہ وہ ٹیلیفون سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری اسمبلی ذرا اسے نوٹ کر لیں۔ اگر یہ سسٹم لگ سکتا ہے تو لگوا دیا جائے۔ جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! بات ان چیزوں کی ہو رہی تھی جن میں ملاوٹ ہے اور ہمارے ملک میں تو پانی میں بھی ملاوٹ ہے اور دودھ میں بھی ملاوٹ ہے، سیاست میں بھی ملاوٹ ہے اور ہر چیز میں یہاں تو ملاوٹ ہی ملاوٹ ہے۔ اس لئے صحیح چیز کیا نظر آئے گی۔ میں صحت کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ ہمارے جو غریب عوام ہیں ان کو جو ہم سہولتیں دیتے ہیں۔۔۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب سپیکر! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ سیاست میں ملاوٹ ہے میں کہتی ہوں کہ یہ میثاق جمہوریت میں ملاوٹ کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ محترمہ! ان کو پہلے تقریر کرنے دیں بعد میں آپ کو بھی موقع دیتا ہوں۔ انہوں نے آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں کی وہ اور بات کر رہی ہیں۔ سیاست میں صرف آپ نہیں ہیں ہم سب سیاست میں ہیں۔ آپ کیوں ان کی تصدیق کرتی ہیں اور ملاوٹ میں پڑتی ہیں؟

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میں بڑی معذرت سے اپنی بہن سے کہنا چاہوں گی کہ میں نے ان کے لئے تو کوئی بات نہیں کی ہے۔ میں نے تو صرف ملاوٹ کی بات کی ہے جبکہ ملاوٹ تو ہے اگر آپ انکار کر سکتی ہیں تو بتائیے کہ کیا پاکستان میں ملاوٹ نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جاری رکھیں۔ ملاوٹ اور خورد و نوش کے بارے میں بات کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ہماری محترمہ جو آپ سے گزارش کرنا چاہتی تھیں وہ اتفاق کر رہی ہیں کہ ہر قسم کی ملاوٹ پر پابندی ہونی چاہئے۔ سیاست میں جو میثاق جمہوریت کے ذریعے ملاوٹ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کو بھی discuss کریں۔ محترمہ یہ کہنا چاہ رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جو اصل issue ہے آپ اس پر رہیں۔ جو اہم چیز ہے اس کے بارے میں بات کریں۔ جی، محترمہ!

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میں ملاوٹ کی بات کر رہی تھی۔ اصل میں جو ہمارے غریب عوام ہیں ان کے متعلق ہمیں دیکھنا ہے کہ ان کی صحت کتنی خراب ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو ادویات میں ملاوٹ ہے، ڈاکٹرز میں ملاوٹ ہے، ڈسپنسر ڈاکٹر بنے ہوئے ہیں، LHV ڈاکٹرز بنی ہوئی ہیں۔ یہ سارا process کا حصہ ہے جو ہمارے لوگوں کو غلط ادویات دیتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ نشہ آور ادویات اور دو نمبر ادویات ہر میڈیکل سٹور پر بک رہی ہیں لوگوں کو ان کا کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ دوسری بات جس کی میں وضاحت کرنا چاہوں گی۔ میں فائیو سٹار ہوٹلز کی بات نہیں کرتی میں ان ہوٹلوں یا ریسٹورنٹس کی بات کرتی ہوں جہاں مڈل کلاس یا مزدور لوگ کھانا کھاتے ہیں، حکومت کی طرف سے فوڈ انسپکٹروں نے کبھی بھی چیکنگ نہیں کی۔ اگر کبھی اتفاق ہو تو دیکھیں کہ وہ کس جگہ پر کھانا پکاتے ہیں، کن برتنوں میں کھانا پکاتے ہیں، کن برتنوں میں ان لوگوں کو کھانا پیش کرتے ہیں جو صرف بیماریوں کا گھر ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ فوڈ انسپکٹروں کے کیا فرائض ہیں؟ کیا ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ جو خوراک بک رہی ہے اس کو چیک کریں لیکن میں نہیں سمجھتی کہ کوئی بھی فوڈ انسپکٹر اپنا فرض پورا کر رہا ہے۔ ایک اور بات جس کی پہلے بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ آج کل جو مجسٹریٹ کو اختیارات دیئے گئے ہیں ان کے پاس تو قانونی کام اتنا زیادہ ہے کہ ان کے پاس وقت نہیں ہے کہ وہ جا کر اس طرح کی چیکنگ کریں۔ اس لئے پہلا نظام جو مجسٹریٹی کا تھا اس کو رائج کرنا چاہئے، مجسٹریٹ کو appoint کرنا چاہئے۔ جو پہلے طریق کار تھا وہ بالکل صحیح تھا اس سے لوگوں کی کچھ نہ کچھ چیکنگ ضرور ہوتی تھی اور فوڈ انسپکٹروں کا بھی محاسبہ کرنا چاہئے ان کی رپورٹس دیکھنی چاہئیں اور جو بھی ادارہ اس کا ذمہ دار ہو اس کو بھی دیکھنا چاہئے کہ وہ اپنا کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ ان سب باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کی کوئی planning ہی نہیں ہے، نہ ہی ان کا کوئی طریق کار واضح ہے۔ حکومت کو ایسے قوانین ضرور بنانے چاہئیں اور ان قوانین پر عمل بھی کروانا چاہئے تب ہی اس کا کوئی فائدہ ہو گا اور پاکستان کے غریب عوام کو ملاوٹ شدہ کھانا نہ ملے۔

جناب سپیکر! ابھی جو لوگوں کو حکومت نے یوٹیلٹی سٹورز کی رعایت دی ہے اگر کبھی آپ کسی یوٹیلٹی سٹور سے چنے کی دال لے کر پکائیں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ وہ دال گلتی ہے کہ نہیں۔ یہ دالیں ہمارے غریب عوام کھاتے ہیں۔ اگر حکومت نے یوٹیلٹی سٹورز کو یہ چیزیں دینی

ہیں تو پھر ان کی کوالٹی کو بہتر کریں اور لوگوں کو صحیح اشیاء فراہم کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی سپیکر محترمہ پروین مسعود بھٹی ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! آج بہت اہم topic پر بحث ہوئی ہے اور اس میں زیادہ تر خواتین اس سے دوچار ہوتی ہیں۔ لیکن مجھے بڑا افسوس ہے کہ ہمارے ٹریژری بنچز کی خواتین ممبرز کو ذرا بھی اس سے دلچسپی نہیں ہے اور میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ مسلسل اپنی باتوں میں مصروف ہیں حالانکہ یہ ایک بڑی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے جس پر ہمیں بڑا سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! ملاوٹ سے دو چیزیں جنم لیتی ہیں ایک خوراک میں ملاوٹ اور دوسرا منافع خوری۔ یہ دونوں ہی ایسی برائیاں ہیں کہ جن سے عوام کو براہ راست بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ ملاوٹ کی بات اگر ہوتی ہے تو سب سے پہلے اگر ہم دودھ لے لیں تو یہ ایک روزمرہ کی چیز ہے کیونکہ دودھ بچوں اور بڑوں کے لئے بھی ضروری ہے لیکن حکومت نے اب تک اس کے متعلق کوئی بھی ایسی پالیسی اختیار نہیں کی۔ زیادہ تر دودھ گاؤں سے آتا ہے وہاں پر خدا جانے یہ کیا مشینیں لگاتے ہیں کیونکہ جب دودھ کو ابالا جائے تو اس میں کوئی بالائی نہیں آتی۔ یہ قانون تو بن جاتے ہیں کہ ہم نے چھاپے مارنے کے لئے فلاں ٹیمیں بنائی ہیں لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا۔ جب تک کسی چیز پر عملدرآمد نہیں ہوگا تو اس پر لوگ کیسے رکاوٹ سمجھیں گے کہ ہمیں اس کام میں رکاوٹ ہے، نہ ہی وہاں پر کوئی چیک اینڈ بیلنس کا طریقہ ہے۔ جب سے یہ حکومت آئی ہے، میں اس بات کو on the floor کہہ رہی ہوں کہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ چھاپے پڑتے تھے اور جس دکان پر بھی دکاندار مہنگی چیز فروخت کرتا تھا تو جس وقت چھاپہ پڑتا تھا تو اس وقت دوسرے دکاندار بھی آگاہ ہو جاتے تھے کہ ہم نے ریٹس مناسب لگانے ہیں اور اس وقت تمام دکانوں پر ریٹس لکھ کر لگائے جاتے تھے لیکن اب یہ بات نہیں ہے۔ دکانداروں نے اپنی مرضی سے ریٹس لگائے ہوتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ جب چینی کا فقدان ہوا تو لوگوں نے چینی سٹور کر لی اور اس کے بعد چینی منظر عام سے غائب ہو گئی۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب ریٹس بڑھے تو پھر مارکیٹ میں آ گئی۔ اس وقت بات جو ملاوٹ کی ہے میں اس سلسلے میں آپ سے عرض کروں گی کہ کسی بھی چیز کو دیکھ لیں یہ بڑا آسان طریقہ ہے کہ جس طرح پہلے مجسٹریٹ چھاپے مارا کرتے تھے اب بھی ایسا ہو لیکن ہمارے تو نوٹس میں نہیں ہے کہ کوئی ایسی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہوں یا حکومت کی طرف سے کسی نے چھاپے مارے ہوں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ یہ بیٹھ جائیں پہلے میری بات ختم ہو جائے۔

محترمہ نیئر مرتضٰی لون: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! انہوں نے کیا بات کرنی ہے یہ تو خود لوٹے ہیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب سپیکر! شکریہ سب سے پہلے ہماری بہن نے کہا کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے اور یہ غور سے نہیں سن رہے۔ ہم بڑے غور سے سن رہے ہیں۔ جب میری بہن نے سیاست میں ملاوٹ کے بارے میں کہا تو اس وقت بھی میں نے اس کا جواب دیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم بڑے غور سے ان کی باتیں سن رہے ہیں پھر انہوں نے کہا ہے کہ اب کوئی چھاپوں کا سسٹم نہیں ہے، کوئی کچھ نہیں ہے۔ میں صرف ان سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا نواز شریف کے اور بے نظیر کے دور میں دودھ میں ملاوٹ نہیں ہوتی تھی؟ کیا اس وقت دودھ پر بالائی بہت آتی تھی جو کہ اب نہیں آتی۔ میں ان کے علم میں اضافہ کرنا چاہوں گی کہ ہماری حکومت نے تو باقاعدہ پرائس کنٹرول کمیٹیوں کے ساتھ اب پرائس کنٹرول مجسٹریٹ قائم کر دیئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ نیئر مرتضٰی لون: جناب سپیکر! ابھی میری بہن جو فرما رہی تھیں کہ یہ لوٹے ہوئے ہیں اور یہ مفاد کے بندے ہیں تو میں یہ بتانا چاہوں گی کہ ابھی میرے ہی جو قائد میاں نواز شریف تھے انہوں نے اپنی پارٹی کو پیپلز پارٹی میں ضم کر دیا ہے جبکہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دو متضاد جماعتیں ہیں اور یہ کبھی بھی ایک جگہ پر متفق نہیں ہو سکے۔ اس لئے میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ وہ خود لوٹا ہو گیا ہے، جو کہ پیپلز پارٹی میں چلا گیا ہے، ان کی اپنی کوئی جماعت نہیں۔ لوٹا بالٹی میں چلا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر حکومتی اراکین نے بنچز بجا کر نواز شریف لوٹا،
نواز شریف لوٹا کے نعرے لگائے)

جناب سپیکر! میری یہ بہن جو بتا رہی ہیں کہ ملاوٹ ہے، حکومت کوئی چھاپے نہیں مار رہی یا کوئی کام نہیں کر رہی تو میں انہیں بتا دینا چاہتی ہوں کہ موبائل ہر یونٹ، ہر جگہ پر جاتی ہے۔ اس کی میں خود

گواہ ہوں اور میں کم از کم ہر جمعہ کو دس یونٹس پر موبائل بھیجتی ہوں جہاں آٹا، چینی، گھی، دالیں صابن یہاں تک کہ اس میں سکوائش کی بوتلیں بھی ہوتی ہیں، مختلف قسم کے شربت بھی ہوتے ہیں جو کہ ہم کنٹرول ریٹس پر غریب علاقوں میں بھیجتے ہیں اور غریب لوگ ان کو خریدتے ہیں اس لئے یہ باتیں بالکل غلط ہیں۔کیا بے نظیر کے زمانے میں دودھ کی نہریں بہتی تھیں؟

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! یہ محترمہ اپنی پچھلی بجٹ تقریر نکال کر پڑھ لیں تو شاید انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ جو یہ بلند و بانگ دعوے کر رہی ہیں ان میں کہاں تک سچائی ہے۔مفاد کے لئے اگر آدمی اپنے ضمیر کو اس طرح بے ضمیر کر دے تو دکھ کی بات ہے۔

(حکومتی بنچز سے اپوزیشن لوٹی، اپوزیشن لوٹی کی نعرے بازی)

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔بڑا اہم مسئلہ زیر بحث ہے اس کو جاری رکھا جائے۔اب میں کسی کو پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت نہیں دوں گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔یہ ہمارے معاشرے کا سب سے سلگتا ہوا مسئلہ ہے اور ہماری بدقسمتی ہے کہ چند غیر سنجیدہ اور غیر سیاسی خواتین اس اہم موضوع میں رکاوٹ بن رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان کو روک دیا ہے آپ جاری رکھیں۔جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ احسان اللہ وقاص صاحب نے بہت ہی اہم مسئلہ اس ایوان میں بحث کے لئے پیش کیا ہے۔یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے غریب بھی امیر بھی اور معاشرے کا ہر طبقہ اس سے پریشان ہے۔حتیٰ کہ آپ دیکھیں کہ جو اہم حکومتی شخصیات ہیں وہ بھی اس سے مبرا نہیں ہیں۔مجھے یاد ہے کہ پچھلے سال گورنر پنجاب ملتان دورے پر تشریف لائے تو اگلے دن اخبارات میں وہ فوٹوگراف آئی ہوئی تھیں کہ جہاں پر گورنر صاحب کو منرل واٹر پیش کیا جانا تھا وہ بڑے بڑے تسلوں کے اندر رکھا ہوا تھا اور ان تسلوں میں سے منرل واٹر کی بوتلوں میں ڈال کر گورنر صاحب کو پیش کرنے کے لئے جا رہا تھا۔گزارش یہ ہے کہ جتنے بھی ادارے ہیں وہ اس کو چیک کرنے کے لئے ناکام ہیں۔کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس میں ملاوٹ نہ ہو۔پانی کو لے لیں، دودھ کو لے لیں، صورتحال یہ ہے کہ آپ لاہور کی مثال لیں کہ گوالے جب دیہات سے دودھ لے

کر آتے ہیں تو لاہور میں جو نہر بہہ رہی ہے جس میں پورے لاہور شہر کا سیوریج جا رہا ہے وہی پانی اس دودھ میں ملا دیتے ہیں۔ اس طرح یہ پانی جو اثرات پیدا کرے گا اس سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیا صورتحال پیدا ہو گی۔ اسی طرح ادویات کو ہی لے لیں۔ جو کہ اہم چیز ہے آدمی بیمار ہو جاتا ہے اور اس کو ادویات کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان پوری دنیا میں واحد ایک ایسا ملک ہے کہ جس میں ان گنت ادویات بنانے والی کمپنیاں رجسٹرڈ ہیں۔ ادویات کی کوالٹی چیکنگ کا نظام اتنا خراب ہے کہ اندازہ نہیں ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کس قسم کی دوائی prescribe کر رہا ہے۔ میں خود چونکہ ایک پریکٹیشنر ڈاکٹر ہوں۔ بار بار اس چیز کی ضرورت پیش آتی ہے کہ ہم چیک کریں کہ اس دوائی میں proper medicine proper strength کے مطابق ہے یا نہیں ہے لیکن اس کا کوئی سسٹم نہیں ہے۔ اگر کہیں دودھ کا، خوراک کا، دالوں کا، مرچوں کا کوئی سیمپل بھی فوڈ انسپکٹر غلطی سے لے لیتا ہے ورنہ صورتحال یہ ہے کہ پورے پنجاب میں جو فوڈ انسپکٹرز ہیں ان کی اکثریت سوائے بھتہ لینے کے ان کے پاس کوئی اور کام نہیں ہے۔ لیکن اگر کبھی کہیں سے بھتہ نہ ملے اور ضرورت کے مطابق ان کی ڈیمانڈ دکاندار پوری نہ کریں تو پھر چیکنگ شروع ہو جاتی ہے اور جب چیکنگ شروع ہوتی ہے تو سیمپل لاہور یا اسلام آباد کی لیبارٹریوں میں جاتے ہیں تو سب سے پہلے لیبارٹری والے اس ادارے کو جہاں سے وہ چیز بنی ہے اس کو inform کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ادارے approach کرتے ہیں اس کے نتیجے میں لین دین ہوتا ہے اور پھر sample کی رپورٹ بالکل ٹھیک آ جاتی ہے اور اس کا کوئی سدباب نہیں ہو سکتا بلکہ اب تو صورتحال یہ ہے کہ جس طرح کسٹم کے کلیئرنگ ایجنٹس ہوتے ہیں تو اب یہ samples کو کلیئر کروانے والے ایجنٹس بھی ہیں جن کا لیبارٹریز کے گرد کاروبار شروع ہے اور sample کو کلیئر کروانے والے یہ ایجنٹس لیبارٹریز کے ساتھ رابطہ رکھتے ہیں اور جیسے ہی کوئی sample آتا ہے تو وہ متعلقہ کمپنی کو inform کر کے ان سے کمیشن لیتے ہیں اور وہ اس حوالے سے چٹی دلالی کا کام لیبارٹریز کے اندر سرانجام دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں کوئی لمبی بات نہیں کرنا چاہتا۔ آپ بھی کسان ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ ایسی زرعی ادویات بھی آتی ہیں کہ جب کیڑا اس میں ڈال کر نکالا جاتا ہے تو وہ کیڑا زندہ ہوتا ہے اور اس پر دوائی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ فوڈ ٹیسٹنگ لیبارٹریز کو قائم کرنے کے لئے کسی لمبے چوڑے خرچے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جگہ جگہ ڈگری کالجز موجود ہیں اور

پنجاب کے کم و بیش ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز الاماشااللہ دو کے وہاں پر میڈیکل کالج ہیں، وہاں پر بائیو کیمسٹری کی لیبارٹریز موجود ہیں۔ عام کالج کے اندر کیمسٹری اور فزکس کی لیبارٹریز موجود ہیں اور اس میں تھوڑی سی تبدیلی کے بعد یہاں پر ایک سسٹم بن سکتا ہے کہ اگر ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر کوئی لیبارٹری بن جائے جہاں سے sampling ہو، جہاں سے سہولت کے ساتھ عوام کو از خود بھی جب کسی خوراک کے بارے میں، کسی میڈیسن کے بارے میں شک و شبہ ہو جائے تو وہ خود تھوڑی قیمت پر اس کا ٹیسٹ کروا کر وہ تسلی حاصل کر لیں اور حکومت کے لئے اس میں سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی وارث کلو صاحب نے بھی یہ بات بڑے کھلے دل کے ساتھ admit کی کہ adulteration سے متعلقہ laws جو ہیں obsolete ہو چکے ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح بہت سے تاریخی کارنامے موجودہ حکومت نے کئے ہیں اور ہر قانون کو پیش کرتے وقت یہ بات آتی ہے کہ ہمارا یہ تاریخی کارنامہ ہے تو ایک تاریخی کارنامے میں اور اضافہ کریں اور punishment کے قوانین کے اندر تبدیلی لائیں اور اگر کوئی sample پکڑا جاتا ہے اور وہ adulated ہے تو اس سلسلے میں اس قسم کی قانون سازی کی جائے کہ یہ کوئی لمبا مسئلہ نہیں ہوتا کہ سالہا سال مقدمات چلتے رہیں، دو مہینے یا تین مہینے کی time limit کر کے قانون میں ترمیم کر کے اس طرح کا کوئی سسٹم بنائیں کہ دو تین مہینے کے اندر adulteration کے حوالے سے پیش ہونے والے مقدمہ کا فیصلہ ہو، اس کا نفاذ ہو اور اس کی تشہیر ہو تا کہ دوسرے لوگوں کو deterrence ہو کہ وہ اس قسم کے غلط کام کے اندر نہ پڑیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب نماز ظہر کے لئے آدھے گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کی ادائیگی کے لئے آدھے گھنٹہ کا وقفہ کیا گیا)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد محترمہ شاہینہ اسد کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ چیئر پرسن: محترمہ طاہر منیر صاحبہ ملاوٹ کے سلسلے میں بحث کا آغاز کریں گی۔

محترمہ طاہرہ منیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم۔ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا من غشّ فلیس منا o یعنی جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ملاوٹ کرنے والے نہ صرف انسانوں کے دشمن ہیں بلکہ یہ انسانوں کے قاتل بھی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو انسانیت سے ہی نہیں انسانوں کی جانوں سے بھی کھیل رہے ہیں۔ ان لوگوں نے تو چھوٹے چھوٹے بچوں کی

خوراک میں بھی ملاوٹ کی ہوئی ہے۔ٹافیاں، گولیاں اوران بچوں کے بسکٹوں میں بھی اس طرح کی ملاوٹ کی گئی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی طرح طرح کی بیماریوں سے دوچار ہو رہے ہیں۔ابھی یہاں پر بات ہوئی ہے کہ مصالحہ جات میں رنگا ہوا بھوسہ ڈال دیتے ہیں۔اسی طرح سے چائے کی پتی میں درختوں کی چھال رنگ کر ڈال دی جاتی ہے۔یہاں تک کہ میں نے ایک خبر پڑھی تھی کہ دودھ میں گٹر کے پانی کی بھی ملاوٹ کر رہے ہیں۔اس لئے کہ دودھ گاڑھا نظر آئے۔یعنی انسان اس طرح سے سوچ بھی نہیں سکتا۔وہ لوگ جو غریب یا متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ یہاں سے کھانے کھاتے ہیں۔حلیم کے متعلق میں عرض کر دوں اور یہ باقاعدہ ٹی وی پر بھی دکھایا گیا تھا کہ حلیم میں روئی ملائی جاتی ہے۔اسی وجہ سے کھانے پینے کی چیزوں میں اس طرح سے ملاوٹ کر دی گئی ہے کہ یرقان، ٹائیفائیڈ اور ہیضہ جیسے موذی امراض پھیل رہے ہیں۔

نیئر مرتضیٰ لون: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: نیئر مرتضیٰ لون کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

محترمہ نیئر مرتضیٰ لون: جناب والا! معزز رکن نے جو یہ کہا ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتی دودھ میں گٹر کا پانی ملانا ایک impossible بات ہے اور ایسی باتوں سے گریز کرنا چاہئے۔بعد میں یہ کہتے ہیں کہ ہم ان سے بدلا لینے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ بات نہیں بلکہ دودھ میں آج تک کسی نے گٹر کا پانی نہیں ملایا۔چاول پیس کر ڈالے جا سکتے ہیں یا اسی طرح جیسے اونٹنی بہت زیادہ دودھ دیتی ہے اس کا دودھ بھی mix کیا جا سکتا ہے یہ ازل سے ابد تک چلتا رہے گا۔ہر دور میں یہ بات ہوئی ہے چاہے وہ mixing کی بات ہے یا اس میں منافقت کی بات ہے۔جہاں تک ملاوٹ کی بات ہے یہ ہر دور میں ہوئی ہے لیکن کبھی بھی گٹر کا پانی کسی نے نہیں ملایا۔یہ بالکل غلط بات ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: طاہرہ میئر صاحبہ!

جناب ارشد محمود بگو: محترمہ چیئر پرسن! پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: اگر ان محترمہ نے تقریر کرنی ہے تو یہ اپنی باری پر کریں۔یہ محترمہ جتنے points raise کر رہی ہیں وہ ان کے جواب اپنی تقریر میں دے دیں۔یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ آج راجہ صاحب نے دونوں بہنوں کو تیار کر لیا ہے کہ آج انہوں نے کوئی نہ کوئی فساد ڈالنا ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: بگو صاحب!آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ طاہرہ منیر!آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ طاہرہ منیر: میں نے یہ بات کہی ہے کہ میں نے ایک خبر پڑھی ہے۔ میں نے خود نہیں دیکھا کہ گٹر کا پانی دودھ میں ڈالا جارہا ہے بلکہ اخبار میں خبر پڑھی ہے۔ خبر میں نہر کے پانی کے حوالے سے بھی تھااور نہر کے پانی میں جانور بھی نہاتے ہیں اوراس میں ہر طرح کی ملاوٹ ہوتی ہے تو یہ لوگ نہر کا پانی عام طور پر ملاتے ہیں بہر حال میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ حکومت کواس بات کا سدباب کرنا چاہئے اوراس کام کو فوڈ انسپکٹرز کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑ دینا چاہئے۔اس کے لئے مزید معائنہ ٹیمیں بنائی جانی چاہئیں جو کہ اس طرح کی چیزوں کو دیکھیں اور ابھی یہاں پر گوشت کی بات ہو رہی تھی تو خراب گوشت پر مہریں لگادی جاتی ہیں اور پھر یہ ہے کہ prevention is better than cure اگر ہم پہلے ہی اس طرح کی احتیاطیں کر لیں تو بہت سے لوگ کئی طرح کی بیماریوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔یہ لالچی لوگ ہیں، حرص اور طمع نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے۔یہ لوگ مریضوں کے کھانے والی دوائیوں میں بھی ملاوٹ کر دیتے ہیں اور ایک مریض نمبر دو اور نمبر تین دوائیوں کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ کئی جگہ یہ مشاہدہ ہوا کہ life saving drugs میں ملاوٹ ہو رہی ہے۔ سچی بات ہے کہ ہمیں اپنی اخلاقیات کو بھی درست کرنے کی ضرورت ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر آپ معاشرے کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو ہر فرد کے اندر خوف خدا ہونا چاہئے کہ میں نے کل اللہ کے سامنے بھی جوابدہ ہونا ہے کہ اگر میری وجہ سے کسی کی جان یا صحت کو نقصان پہنچ رہا ہے تو اس کا میں ذمہ دار ہوں۔اس میں یہ بات نہیں ہے کہ صرف حکومت ہی ذمہ دار ہے،اس میں ہم میں سے ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ ہمارا نامہ اعمال کیا ہے لہذا ہمیں صحیح کام کرنا چاہئے تاکہ ایک صحیح معاشرہ پروان چڑھ سکے۔اس لئے میں کہوں گی کہ ہم سب کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ ایسی معائنہ ٹیمیں بھیجے جو انہیں اچھی طرح سے چیک کر سکیں۔وآخر دعوانا عن الحمد اللہ رب العالمین۔

محترمہ چیئر پرسن: ڈاکٹر اسد معظم صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ شفقت خان عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ میڈم!

(اس مرحلہ پر راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ) کا مائیک ٹوٹ گیا اور انہوں نے ٹوٹا ہوا مائیک محترمہ چیئر پرسن اور پورے ہاؤس کو لہرا کر دکھایا)

میں ملاوٹ کو چودھری ظہیر صاحب کے حوالے سے ہی شروع کروں گا۔انہوں نے ٹھیک کہا، اس سارے سسٹم میں ہی ملاوٹ ہے۔اگر ہم دنیا کے آئین کھول کر دیکھیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اس ملک میں پارلیمانی نظام ہے۔ لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ پارلیمانی نظام ہے، صدارتی نظام ہے یا جنرلی نظام ہے اور جو درباری لوگ بیٹھے ہوتے ہیں انہوں نے واہ واہ کرنی ہوتی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: چودھری ظہیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: محترمہ چیئر پرسن! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں توڑ پھوڑ کی تھوڑی سی عادت built in ہوتی ہے اس کی وجہ سے جب انہوں نے مائیک توڑ دیا تو میں نے کہا تھا کہ سراخ میں انگلی نہ دیں اس میں بجلی ہوتی ہے۔ میں نے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا۔ باقی ساری چیزیں ان کی اپنی ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): اب سراخ تو پڑ گیا ہے بلکہ شگاف پڑ گیا ہے۔اب یہ ملاوٹی نظام چلے گا نہیں۔ پاکستان کی 50 سالہ تاریخ میں 1973 کے آئین کے بعد دو بڑی جماعتیں اس ملاوٹ والے نظام کو ختم کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ پاکستان کے عوام اور پاکستان کے وکلاء اکٹھے ہونے جا رہے ہیں کہ اس لوٹ کھسوٹ اور اس ملاوٹ کے نظام کو ہم ختم کریں گے۔ جب تک ہمارا یہ سارا نظام ٹھیک نہیں ہوتا تو مرچ، مصالحے، دودھ، دہی، ادویات میں ملاوٹ ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ساری ملاوٹ اس ملاوٹی نظام کی وجہ سے ہے۔ میرے ایک دوست نے ٹھیک کہا کہ اس ملاوٹ کا تعلق devolution plan سے نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کا تعلق بالکل devolution plan سے ہے۔ راجہ بشارت صاحب اس میں بے بس ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ تحصیل اور ضلعی انتظامیہ کا یہ اختیار ہے کہ مرچ مصالحے، دہی اور ادویات چیک کریں لیکن وہاں جو ناظمین بیٹھے ہیں ان کی یہ ہمت نہیں ہوتی کہ وہ کہیں چھاپے ماریں اس لئے کہ وہ تو ووٹ لے کر آئے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انہوں نے کسی کو ناراض نہیں کرنا۔انہوں نے سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور جس نظام میں اس سوسائٹی کی کریم سی ایس پی افسر، ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر تھے جو کسی نہ کسی حد تک پارٹی بازی نہیں کرتے تھے، اپنی تحصیل اور ضلع میں ایک بیلنس رکھتے

تھے، وہ چھاپے بھی مارتے تھے، قیمتیں اور ملاوٹ بھی چیک کرتے تھے اس لئے میں نے کہا کہ اس نظام میں ملاوٹ کی وجہ سے 14 کروڑ عوام کی بالادستی نہیں، 14 کروڑ عوام کی منتخب پارلیمنٹ بالادست نہیں، میرے صوبے کے وزیراعلیٰ کو سب سے زیادہ بااختیار ہونا چاہئے، میرے ملک کے پرائم منسٹر کو سب سے زیادہ بااختیار ہونا چاہئے لیکن ملاوٹ کی وجہ سے ایسا نہیں ہے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، محترمہ زاہدہ سرفراز!

محترمہ زاہدہ سرفراز: بہت اہم مسئلے پر discussion ہو رہی ہے۔ ملاوٹ واقعی ہمارا بنیادی مسئلہ ہے مگر میرے بھائی معزز رکن track سے اتر کر سیاست اور حکومت کی طرف چلے گئے ہیں اور جب ہم اس کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ان لیڈیز کو راجہ بشارت صاحب کیا کھلا کر لائے ہیں۔ ہمیں کوئی کچھ نہیں کھلا کر لایا۔ ہم تو انہیں راستہ دکھاتے ہیں۔ اگر کھلایا ہے تو خالص کھلایا ہے۔ ہم آپ کو راستہ دکھاتے ہیں کہ to the point بات کریں اور راستے سے نہ ہٹیں۔ ملاوٹ ایک بڑا بنیادی مسئلہ ہے لہذا آپ اسی پر رہیں۔ حکومتوں کو چھوڑیں، یہ آتی جاتی رہتی ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ میڈم چیئرپرسن! راجہ صاحب مہربانی کر کے ہمیں بتائیں کہ انہیں کیا خالص کھلایا ہے؟ (قہقہے)

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): یقیناً میری بہن کچھ خالص چیز کھا کر آئی ہوں گی اس لئے صبح سے ان کا جوش و خروش بہت قابل دید ہے لیکن تھوڑی سی ملاوٹ بھی ہے ہماری دوسری بہن نیئر مرتضٰی لون صاحبہ اس نظام اور اس ملاوٹ کے خلاف پچھلے سال تک یہاں سب سے زیادہ چیختی تھیں، بہت خوشی ہے کہ آج ان کے حالات ٹھیک ہو گئے اور میرے دوسرے بھائی مجاہد شاہ صاحب South کی محرومیوں پر سب سے زیادہ چیخا کرتے تھے لیکن آج اگر وہ اس طرف چلے گئے ہیں ان کے بھائی ناظم بن گئے، کوئی سینیٹر بن گئے، اپنی وفاداریاں تبدیل کر دیں اور لوٹا کریسی کو فروغ دیا تو آج وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس ملک میں نظام ٹھیک ہو گیا ہے اور سارے معاملات ٹھیک چل رہے ہیں۔ شاید ہماری اور ان کی عینک میں فرق ہے۔ ادھر بیٹھ کر ہمیں لوگوں کے مسائل، پریشانیاں، پسماندگیاں اور ملاوٹ نظر نہیں آتی۔

محترمہ چیئرپرسن! میں شاہ صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ انھوں نے یہ تحریک پیش کی۔

اس سے پہلے تحاریک التوائے کار کو بلڈوز کیا گیا تھا۔اس وقت ہیلتھ منسٹر نے یہ تسلیم بھی کیا تھا کہ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں ادویات جعلی بنتی ہیں۔ادویات میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ان جعلی ادویات کی وجہ سے ہزاروں سینکڑوں لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔اس کے باوجود اس اسمبلی میں وہ تحریک التوائے کار جو شیخ علاؤالدین صاحب اور میں نے پیش کی تھی۔یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔اس کے حل کے لئے ہم سب کو اکٹھا ہونا چاہئے اور میثاق جمہوریت نہ نواز شریف کی بات کرتا ہے اور نہ بے نظیر بھٹو کی بات کرتا ہے۔وہ پاکستان کے عوام کی بات کرتا ہے، پاکستان کے عوام کو آزاد دیکھنا چاہتا ہے۔اس ایوان میں اس معاملے میں ایل ایف او کی شکل میں اور 17ویں ترمیم کی شکل میں جو ہم پر نازل کر دی گئی ہے۔اس ملاوٹ کو صاف کرنا چاہتا ہے۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: محترمہ چیئرپرسن!میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ملاوٹ پر بات ہو رہی ہے تو ہمیں اپنے آپ کو اسی تک محدود رکھنا چاہئے۔جب ہم تھوڑے سے irrelevant ہو جاتے ہیں جس طرح ملاوٹ میں میرے بھائی نے سیاست شروع کر دی۔اس سے ظاہر ہے کہ بات دائیں بائیں نکل جاتی ہے۔میں اپنے بھائیوں سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ افسوسناک بات ہے۔اگر آپ ایک محترمہ رکن کو لوٹی کہتے ہیں تو آج اس معزز ایوان میں پہلی بار یہ نعرے لگ رہے ہیں کہ میاں نواز شریف لوٹا ہے۔یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔جس طرح آپ کہتے ہیں اسی طرح پھر ادھر سے نعرے لگتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس عمل کی وجہ سے آج آپ کے قائد کے خلاف لوٹے کے نعرے لگ رہے ہیں اور اس کے ذمہ دار آپ ہیں۔آپ ایسی بات نہ کریں۔آپ کیوں دوسروں کے خلاف بات کرتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ چیئرپرسن: چودھری ظہیر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: محترمہ چیئرپرسن!ابھی ملاوٹ کے مسئلے کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے۔ہمارے بھائی احسان اللہ وقاص صاحب نے باتیں کی ہیں اور وہ اسی موضوع پر پابند اور کاربند رہے۔اس وقت ہمارے ساتھی محترم جو تقریر فرما رہے ہیں۔ان کی تقریر میں مداخلت بھی ان کی طرف سے زیادہ کی جا رہی ہے۔ایک بات تو یہ ہے کہ انھوں نے ہر مسئلے پر لوگوں کے جذبات سے سیاست کی، انھوں نے لوگوں کے مسائل کے ساتھ بھی سیاست کی ہے اور ملاوٹ کے ساتھ بھی سیاست کر رہے ہیں۔انھوں نے ملاوٹ کے بارے میں ایک لفظ نہیں کہا۔اب ایوان میں آ

گئے ہیں۔کیا یہاں پر ہماری وجہ سے تحریک التوائے کار کی ملاوٹ تحریک استحقاق میں کر دی جاتی ہے۔آپ ملاوٹ کی بات کریں۔اس کے ساتھ ساتھ آج ان کا جو عمل ہے اس کی وجہ سے انھوں نے اپنے لیڈر کو لوٹا کہلوا دیا ہے۔ ہم ان سے یہی گزارش کرتے ہیں کہ دوسروں کا احترام کرنا سیکھیں تاکہ آپ کا بھی احترام کیا جائے،آپ کے لیڈروں کا بھی احترام کیا جائے۔ ہم آپ سے یہی کہتے ہیں کہ آپ مہربانی کیجئے۔یہاں ایک decency کا culture ہے آپ اس decency کے culture کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔آپ کی طرف سارا صوبہ دیکھتا ہے۔ ہمارے جو بھائی گیلری میں اوپر بیٹھے ہوئے ہیں،ان کے قلم کی وجہ ہمارے یہاں کا تمام کا تمام عمل لوگوں تک پہنچتا ہے۔ ہم یہاں پر کیا display کرتے ہیں،کیا بولتے ہیں۔کیا ہمیں اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں؟ہم ایک replica کے طور پر دیکھے جاتے ہیں۔ ہم اس سوسائٹی کی کریم ہیں۔جب ہم below average behave کرتے ہیں تو کیا ہم اس سوسائٹی کا حصہ ہیں۔ وہ سوسائٹی ہمیں یہاں پر بہترین عمل کرتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہے۔آپ اگر ہماری طرف سے کوئی اخلاق سے گری ہوئی بات دیکھیں تو ہمیں منع کریں۔ ہم معذرت بھی کریں گے لیکن ہم ایسا کرنے کے قائل ہی نہیں ہیں۔میں آپ سے استدعا کرتا ہوں اور آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ اگر آپ نے اپنے قائدین کا احترام کرانا ہے تو دوسروں کا احترام کیجئے۔بہت بہت شکریہ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئر پرسن:راجہ صاحب آپ موضوع کے ارد گرد رہیں اور کوئی غیر متعلقہ بات نہ کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): محترمہ چیئرپرسن!میں نے ایک لفظ بھی غیر پارلیمانی یا کسی کے خلاف کوئی بات کی ہو تو میں ہر سزا کے لئے تیار ہوں۔آج کا موضوع یہ ہے کہ devolution system میں تحصیل ناظم،ضلعی ناظمین کا یہ حق ہے کہ وہ قیمتیں چیک کریں، ملاوٹ کے معاملات کو دیکھیں۔حکومت مجھے بتائے کہ پچھلے چار سال میں پورے پنجاب میں کیا اقدامات ہوئے۔کتنے لوگوں کے چالان ہوئے،کتنے لوگوں کو سزائیں ہوئیں جبکہ یہ تسلیم شدہ بات ہے اور ساری دنیا مانتی ہے کہ اس صوبے کے بڑے مسئلوں میں سے ایک بڑا مسئلہ ملاوٹ ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس نظام کی وجہ سے یہ بے بس ہیں۔راجہ بشارت صاحب کو میں الزام نہیں دے رہا صرف یہ کہا تھا کہ معاملہ devolution میں چلا گیا،اس میں صوبائی حکومت نے معاملات چیک نہیں کرنے بلکہ تحصیل اور ضلع لیول پر جو کارپوریشنیں ہیں جو ٹی ایم ایز ہیں۔یہ ان کا کام ہے کہ وہ چیک کریں۔میں دعوے اور وثوق سے کہتا ہوں کہ پچھلے تین سال میں یہ معاملہ سیاسی معاملات کی

وجہ سے بالکل ٹھپ ہو کر رہ گیا ہے اس لئے کہ جو دکاندار اور لوگ قیمتیں بڑھاتے ہیں اور ملاوٹ کرتے ہیں وہ خفا نہ ہوں۔ آج بھی قانون ہے اور تعزیرات پاکستان میں سزا متعین ہے لیکن اس قانون پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ Pure Food Act کے تحت قانون آج بھی ہے لیکن اس پر عملداری نہیں ہو رہی۔

محترمہ چیئرپرسن! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ نظام ٹھیک نہیں ہے۔ اس نظام میں ملاوٹ ہے۔ وردی بھی چل رہی ہے جمہوریت بھی چل رہی ہے اور پارلیمان بھی چل رہی ہے۔ یہ دنیا میں ہو نہیں سکتا یا وردی چلے اور پوری دنیا کو پتا لگے کہ یہاں جمہوریت نہیں ہے اور یہاں پارلیمان نہیں ہے۔ یہ جو mixture ہم نے بنایا ہوا ہے کہ تحصیل ناظم اور ضلعی ناظم کا فیصلہ اگر چیف منسٹر کرے تو مجھے بہت خوشی ہو لیکن ضلعی ناظم کے الیکشن کا فیصلہ بھی کسی اور جگہ ہوتا ہے۔ یہ ملاوٹ کی وجہ سے معاملات ہوتے ہیں۔۔۔

محترمہ چیئرپرسن: راجہ صاحب آپ موضوع پر رہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): اس لئے ہم سب کو ملاوٹ کے تدارک کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے اور پوری قوم کو اکٹھا کر کے ہر قسم کی ملاوٹ ادویات کی ملاوٹ۔۔۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، قاسم نون صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: محترمہ چیئرپرسن! یہاں پر بات ملاوٹ، adulteration اور mixing کی ہو رہی تھی لیکن افسوسناک پہلو یہ ہے کہ میرے فاضل ممبر جو law knowing بھی ہیں حقائق کو اس طرح مسخ کر کے پیش کر رہے ہیں اور پھر وردی کو موردالزام قرار دیا جا رہا ہے کہ فیصلے کہیں اور ہوتے ہیں عملدرآمد کہیں اور ہوتا ہے۔ یہ اس ایوان کے در و دیوار گواہ ہیں کہ جب سو سالہ تقریبات منعقد کی گئیں تھیں تو میاں محمد نواز شریف نے ایک وردی والے کو یہاں بٹھایا تھا جہاں آپ بیٹھی ہیں اور وہ جنرل ضیاء الحق تھے۔ اس وقت وردی کا خیال نہیں آیا۔ آج میرے دوست یہ کہتے ہیں کہ یہ نظام آپ کا مکس نظام ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی بقاء کی خاطر، قومی یکجہتی کی خاطر، یگانگت کی خاطر صدر کا وردی میں رہنا انتہائی ضروری ہے اور آئندہ آنے والے پانچ سالوں کے لئے بھی ضروری ہے اور انشاء اللہ پہلی دفعہ پاکستان کی پارلیمنٹری ہسٹری میں یہ اسمبلیاں اپنا وقت پورا کریں

گی۔یہ کریڈٹ بھی صدر عظیم کو جاتا ہے یہ کس قسم کی بات کرتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ 22 سال تک قوم کو پولیٹیکل polarization کا شکار کرتے ہوئے ایک ایک گاؤں میں، ایک ایک گھر کے خاندان تباہ ہو گئے ہیں، فیملیز نے قربانیاں دی ہیں کس لئے دی ہیں، کوئی پرو نواز شریف اور کوئی پرو بے نظیر بھٹو۔آج کس حیثیت میں یہ میثاق جمہوریت کا ڈرامہ رچا کر پاکستان کے عوام کو پھر ورغلانا چاہتے ہیں۔ ہم ان کے اس عمل کی مذمت کرتے ہیں۔ شکریہ

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): محترمہ چیئر پرسن! یہ ٹھیک ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر جس بندے کا دل کرے وہ بات کرے بہر حال یہ ان کے جذبات اور احساسات ہیں میں یہی کہوں گا کہ جو ایم این اے اور ایم پی اے عوام سے ووٹ لے کر آئے، جو جماعت اپنے آپ کو عوامی کہے اور جو اپنے بازو اور اپنے سہارے کے لئے کہے کہ وردی بہت ضروری ہے جن کی جان وردی میں ہو۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن: عباسی صاحب! آپ اپنے topic پر رہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جو اسمبلی قرارداد یں پاس کرے اور وہ یہ کہے ان کے لئے میں یہی کہوں گا کہ انا للہ وانا علیہ راجعون۔اس لئے کوئی جماعت عوامی ہو نہیں سکتی اور آج اگر قائداعظم زندہ ہوتے، آج جب ہم یہ باتیں کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ قائداعظم کی روح تڑپ رہی ہو گی، قائداعظم سیدھا سادھا جمہوری پاکستان چاہتے تھے۔آج ہم قائداعظم کا نام ضرور لیتے ہیں لیکن قائداعظم کی تعلیمات کو بھول گئے ہیں۔انہوں نے کہا تھا کہ اس ملک پاکستان کی افواج آئین کے نیچے رہ کر کام کرے گی۔اس حوالے سے جو میرے بھائی نے کہا وہ ان کے جذبات ہیں۔ میں سوائے اس کے کہ ماتم کر سکتا ہوں کہ جو اسمبلی یہ باتیں کرے اور جماعت کی باتیں کرے اس پر میں انا للہ وانا علیہ راجعون کہتا ہوں۔اس لئے کہ آج جب ہم یہ بات کر رہے ہیں کہ ہم نے مہنگائی اور ملاوٹ کے اس جن کو قابو کر لیا ہے کہ ہم مجسٹریٹی نظام واپس لے کر آرہے ہیں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ مجسٹریٹی نظام کس نے بھیجا۔اس ملاوٹ کی وجہ سے مجسٹریٹ ختم ہوئے۔ اس نظام کی وجہ سے ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر ختم ہوئے۔آج حکومت چار سال بعد یہ کہنے لگی ہے کہ ہم مجسٹریٹ قائم کریں گے تاکہ وہ یہ چیزیں چیک کریں۔ اچھا یہ ہوتا کہ وزیر خوراک یہاں بیٹھے ہوتے کیونکہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے بات ہو رہی ہے، فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے انسپکٹر کیا کچھ نہیں کرتے، کتنی کرپشن اور کتنی دھاندلی ہے۔اتنا سنجیدہ مسئلہ ہے اور میری آپ سے یہی التجا ہے

کہ حکومت آج ایوان کو اعتماد میں لے کہ انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں اور کیا کرے گی اور کیا اس ملک میں بالکل صاف ستھرے سیاسی نظام کے لئے یہ عوام کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہیں؟ بہت شکریہ

محترمہ چیئر پرسن: بہت شکریہ۔اب میں راجہ صاحب کو کہوں گی کہ وہ اس کو وائنڈ اپ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ محترمہ چیئر پرسن! میں سب سے پہلے تو احسان اللہ وقاص صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ایک انتہائی اہم مسئلے پر اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کروائی اور یقین کیجئے کہ میری یہ دلی خواہش تھی کہ یہاں پر کچھ ایسی باتیں بھی کی جائیں گی کہ جن سے گورنمنٹ مستفید ہوگی اور اچھے مشورے دیئے جائیں گے اور اس وقت جو ہمارا ملاوٹ کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک میکنزم ہے اس کو مزید بہتر بنانے کے لئے کوئی اچھی تجاویز آئیں گی۔ لیکن افسوس ہوتا ہے کہ یہاں پر میرے بھائی جناب شفقت عباسی صاحب نے خطاب فرمایا۔ آج Pure Food Act کے حوالے سے بات ہو رہی تھی، ملاوٹ کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔یہ انتہائی بڑے وکیل ہیں، مجھے اس بات پر افسوس ہوا کہ جہاں ہمارے علم کی حالت یہ ہو کہ ادھر سے تحصیل ناظمین کی بات کر رہے تھے کہ عملدرآمد انہوں نے کروانا ہے، ادھر سے devolution کی بات کر رہے تھے اور جواب فوڈ منسٹر سے چاہ رہے تھے۔ جنہیں یہ بھی نہیں پتا تھا کہ یہ بات کس کے متعلقہ ہے اور کس نے اس بات کا جواب دینا ہے۔ بہر حال سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہر چیز کو ہمیں politicize نہیں کرنا چاہئے۔یہ معزز ایوان اس لئے بنا ہے کہ یہاں پر ہم کوئی بہتری کے لئے تجاویز دیں، کوئی اصلاح احوال کے لئے تجاویز دیں۔جب ہم اتنے اہم ایشو یہاں پر اٹھاتے ہیں تو پھر ہمیں سوچ سمجھ کر تیاری کے ساتھ تجاویز بھی دینی چاہیئں تاکہ ہم اس سے استفادہ بھی کر سکیں اور جس صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے اس کو بہتر بنانے کے لئے ہم اقدامات کر سکیں۔یہاں بات آئین کے حوالے سے شروع ہوگی، نظام کے حوالے سے شروع ہوگی میں اس بحث میں جانا نہیں چاہتا میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح قاسم نون صاحب نے فرمایا کہ اس معزز ایوان کے در و دیوار اس بات سے آگاہ ہیں کہ آج ہمیں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے تقریباً ساڑھے تین سال ہونے والے ہیں اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ایک دن کے لئے بھی ہمارے اپوزیشن کے معزز اراکین نے اس سسٹم کو دل سے تسلیم نہیں کیا اور ہر آنے والے دن سے وہ یہ توقع کرتے ہیں کہ آج یہ اسمبلیاں ختم ہوں گی یا کل ختم ہوں

گی تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی توقعات کے برعکس یہ جو democratic process شروع ہوا ہے اس نے اپنا مقررہ وقت انشاء اللہ تعالیٰ پورا کرنا ہے اور ساتھ ہی یہ حکومت کی کارکردگی کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے دو یا تین دن پہلے پورے پنجاب کے ڈسٹرکٹ ناظمین کی وزیر اعلیٰ پنجاب نے میٹنگ بلائی اور وہاں ان کو یہ بتایا گیا کہ گزشتہ سال کے مقابلے میں آئندہ سال جس کا اب بجٹ آ رہا ہے ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کا تقریباً بیس ارب روپے سے زیادہ ان کے وسائل میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ TMAs کے متعلق بتایا گیا کہ ان کا بجٹ تقریباً ڈبل کیا جا رہا ہے۔ میں لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے صرف ایک ہیڈ کی بات کرتا ہوں کہ اگر صرف ایک ہیڈ میں 30۔ارب روپے کا اضافہ آ جاتا ہے تو یہ کوئی کارکردگی ہی ہو گی، اس میں کوئی وسائل کی بہتری ہوئی ہو گی تو 30۔ارب روپیہ زیادہ جا رہا ہے۔ آپ کی طرف سے تو یہ کہا جاتا ہے کہ حکومت کا وجود ہی نہیں ہے، حکومت کی کوئی کارکردگی ہی نہیں ہے، وسائل برباد ہو گئے، ملک برباد ہو گیا۔ بربادی آ رہی ہے۔ آپ تو ہر روز یہی سوچ کر سوتے ہیں کہ شاید صبح صورتحال بدلی ہوئی ہو گی۔ میری صرف آپ سے یہ استدعا ہے کہ ڈیڑھ سال کا ہمیں انتظار کرنا پڑے گا یہ جمہوری ادارے اپنی آئینی مدت پوری کریں اس کے بعد اپنی خواہشات پر عملدرآمد ضرور کیجئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ! میں یہاں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو ملاوٹ کے حوالے سے بات کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ یہ ایک بہت بڑی لعنت ہے اور اس سے معاشرے کو چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے۔ اس کے لئے ہمیں مل جل کر اقدامات کرنے چاہئیں۔ یہاں ہم ایک طرف حکومت کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت سے پہلے بطور شہری میرا، آپ کا اور سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم جو کچھ اس سلسلے میں کر سکتے ہیں وہ کریں۔ میں بشمول اپنا یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آج جب ہم ملاوٹ کے حوالے سے کوئی بات کرتے ہیں، آج ہم ملاوٹ کے حوالے سے یہ ضرور کہتے ہیں کہ گورنمنٹ نے اپنے فرائض سے چشم پوشی کی اور حکومت یہ نہیں کر سکی وہ نہیں کر سکی۔ سب سے پہلے سوال ہمیں اپنے آپ سے کرنا چاہئے کہ جب ہم صبح گھر سے چلتے ہیں تو ہم اپنی گلی یا محلے میں دودھ والے کو دیکھتے ہیں تو کیا ہم اس کو ensure کرتے ہیں کہ یہ دودھ ملاوٹ سے پاک ہے، کیا ہمارے محلے میں جو مضر صحت اشیاء فروخت ہو رہی ہوتی ہیں اس پر کبھی ہم نے توجہ دی یا متعلقہ اداروں تک ہم نے اس کی شکایت کی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ہم شہریوں کے بنیادی

حقوق کی بات کرتے ہیں تو ان کے کچھ فرائض بھی ہوتے ہیں۔اگر آپ متعلقہ اداروں کے نوٹس میں یہ بات لائیں ادارے چشم پوشی کریں تو آج ہم ان اداروں کی چشم پوشی کی بات کرتے،ان کی نااہلی کی بات کرتے کہ ہم نے فلاں ادارے کو یہ کہا اس نے اس پر عملدرآمد نہیں کیا۔ بہر حال اس میں، میں کسی کو موردالزام نہیں ٹھہراتا۔ بحیثیت مجموعی یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایک صوبہ کے عام شہری کی حیثیت سے اس ذمہ داری کو بھی پورا کرنا چاہئے کہ اگر ہمارے نوٹس میں کوئی ایسی صورتحال سامنے آتی ہے تو متعلقہ اداروں کے نوٹس میں لائی جائے اور پھر بھی اگر کوئی ادارہ نااہلی دکھاتا ہے تو پھر اس کے خلاف کارروائی کے لئے تحرک کیا جائے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا تعاون آپ کے ساتھ ہوگا۔

دوسری بات جو میں گزارش کرنا چاہتا تھا کہ ملاوٹ کو روکنے کے لئے جو ایک نظام ہے اس میں بے شمار مسائل تھے۔ جس طرح شفقت عباسی صاحب نے کہا کہ devolution کے بعد یہ subject devolve ہوا اس کے بعد ضلعی حکومتوں کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ اس سلسلے میں اقدامات کریں۔اب ضلعی حکومتیں اقدامات تو کرنا چاہتی تھیں اور کچھ جگہ پر اقدامات کئے بھی گئے لیکن ان اقدامات پر عملدرآمد میں انہیں رکاوٹ پیش آرہی تھی۔اس رکاوٹ کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہمارے ضلع کی سطح پر local and special laws کے لئے جو علیحدہ مجسٹریٹ کا سسٹم تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ میونسپل مجسٹریٹس کو ختم کر دیا گیا تھا۔اس کے لئے ہم نے دو اقدامات کئے ہم نے ایک تو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں انسپکٹرز کی تعیناتی کے اقدامات کئے۔ ہم نے تمام بلدیاتی اداروں کو کہا کہ وہ اپنے لوکل انسپکٹرز کا تعین کریں اور ان کے ذریعے قوانین کی implementation کروائی جائے۔دوسرا وفاقی حکومت نے بجٹ میں اس بات کا اعلان کیا ہے کہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے اور ملاوٹ کو کنٹرول کرنے کے لئے مجسٹریٹس کی تعیناتی کی اجازت دی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالی 30۔ جون کے بعد جب بجٹ کے حوالے سے وفاقی حکومت کے اقدامات ہم تک پہنچیں گے تو ان پر عملدرآمد کرتے ہوئے تمام اضلاع میں میونسپل مجسٹریٹس یا دوسرے مجسٹریٹس مہنگائی اور ملاوٹ کو ختم کرنے کے لئے تعینات کئے جائیں گے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! میں آپ کے توسط سے یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک چیز کو بھول گئے ہیں۔اسی ایوان میں ہم نے آج سے کچھ عرصہ پہلے Consumer Protection Bill پاس کیا تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: محترمہ چیئر پرسن صاحبہ! اجلاس کا وقت ختم ہو چکا ہے براہ مہربانی time extend کر دیں۔

محترمہ چیئر پرسن: اجلاس کا وقت پانچ منٹ کے لئے extend کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ یہاں پر بحث میں جو تمام مسائل بیان کئے گئے ہیں اس کا ایک ہی حل ہے اور بڑی آسانی سے حل ہو سکتے ہیں کہ اسی ایوان نے جو Consumer Protection Bill پاس کیا تھا جس کو تقریباً ایک سال ہو گیا ہے۔ اس کے مطابق ہر ضلع میں Consumer Protection Courts ہر ضلع میں بننی تھیں وہ ابھی تک نہیں بنیں۔ آپ دیکھیں کہ یہ عوام کی صحت سے کیسے کھیل رہے ہیں۔ آپ گھی کو ہی دیکھ لیں کہ اس کا ہائیڈرو جنریشن پراسس پورا نہیں کرتے۔ وہ پلیٹ میں جم جاتی ہے اور جب وہ آپ کے جسم میں جاتی ہے تو اندر نالیوں میں کیا کرتی ہو گی۔ اسی طرح ڈی جی ہیلتھ اسلام آباد نے ایک لیٹر بھیجا ہے اور کہا ہے کہ یہ ادویات ایم ایس ایڈز جو کہ باہر کے ملکوں میں بالکل بند ہو گئی ہیں اور اس ایک گولی کے کھا لینے سے آپ کی موت واقع ہو سکتی ہے لیکن وہ یہاں پر فروخت ہو رہی ہیں۔ اگر آپ ایک چیز کو implement کر دیں۔ قانون اسی اسمبلی نے بنایا ہے، انہی لوگوں نے بنایا ہے، ہم نے بنایا ہے اس پر عملدرآمد ہونا چاہئے۔ جب تک اس پر عملدرآمد نہیں ہو گا اور Consumer Protection Courts ہر ضلع میں نہیں بنے گی اس وقت تک ملاوٹ کی روک تھام نہیں ہو سکتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: محترمہ چیئر پرسن! میں ڈاکٹر صاحب سے معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ابھی Consumer Protection Bill کی بات ہی شروع کی تھی کہ انہوں نے اس بل پر implementation کے حوالے سے بات شروع کر دی۔ میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اس اسمبلی کا یہ اعزاز ہے کہ ہم نے پورے صوبے میں Consumer Protection Bill کے حوالے سے Consumer Courts کو بنانے کا فیصلہ کیا۔ میں یہاں پر یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں ابھی یہ بل پاس ہوا ہے لیکن وفاقی حکومت میں یہ بل ایک طویل عرصے سے منظور ہو چکا تھا اور باقی صوبوں میں بھی یہ منظور ہو چکا ہے لیکن جہاں تک اس پر

عملدرآمد کی بات ہے۔ نہ تو وفاقی حکومت کے بل پر اور نہ ہی صوبوں کے بلز پر عملدرآمد شروع ہوا ہے۔ پنجاب میں ہم نے پہلی بار Consumer Protection Bill کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے کورٹس کے قیام کے لئے جوڈیشری سے رابطہ کر کے تمام اضلاع میں ان کے قیام کا نہ صرف فیصلہ ہو چکا ہے بلکہ اس پر عملی طور پر بھی عملدرآمد شروع ہو رہا ہے کیونکہ ہائی کورٹ نے اس بات کی اجازت دے دی ہے۔ جب کورٹس بن جائیں گی تو یہ اسی وقت functional ہوں گی جب Consumer Protection Courts بنیں گی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم دن تھا جب یہ بل پاس ہوا۔ یہ کریڈٹ پوری اسمبلی کو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ مالی سال سے اس پر یقینی طور پر عملدرآمد شروع ہو گا۔ تمام اضلاع میں Consumer Protection Courts بنیں گی، Consumer Protection Courts بنیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح عملی طور پر پیشرفت ہو گی۔ یہ کہنا کہ حکومت اس طرف سے بالکل غافل ہے تو یہ بات ٹھیک نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا صرف یہی کریڈٹ ہے کہ ہم نے جو کام بھی کیا ہے، وزیراعلیٰ صاحب نے جو بھی initiative لیا ہم نے اس کو لیگل کروادیا۔ یہاں ہمارے صوبے میں ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں یہ سیاسی کلچر رہا ہے کہ ایک شخص جو کام کر کے جاتا ہے دوسرا آنے والا اس کو ختم کر جاتا ہے۔ ہم نے ملاوٹ کو ختم کرنے کے لئے ایک عام صارف کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے اسی معزز ہاؤس میں قانون سازی کی اور انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اس پر عملدرآمد ہو گا۔

آخر میں، میں اپنے تمام بھائیوں کا جنہوں نے اپنی آراء کا اظہار کیا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور ان سے پھر درخواست کرتا ہوں کہ آئیں ہم مل جل کر اس لعنت کے خاتمہ کے لئے عملی طور پر اقدامات کریں۔ شکریہ

محترمہ چیئرپرسن: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 14۔جون2006 صبح 11.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔